Encyclopedia
1920

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

یہ دو خلاؤں میں واقع تھا۔ یہ تشریحات کچھ ایسی حتمی اور قطعی نہیں۔ دوران مطالعہ تاریخ معلوم ہوتا ہے کہ ڈوگر نامی ایک راجپوت ذات راجپوتانہ میں پائی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ڈوگرے اور راجپوتانہ کے ڈوگر ایک ہی نسل سے ہوں۔ ویسے مسلمانوں کی بادشاہی کے زمانے میں کئی راجپوت خاندان جموں اور کانگڑے کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہوئے۔ چنانچہ گجرات کاٹھیاواڑ میں پرمار خاندان کا تختہ حکومت ترکوں کے ہاتھوں الٹا اور آج علاقہ بھدرواہ میں پرمار خاندان آباد ہے۔ غرضیکہ حتمی تاریخی شہادت میسر نہیں آسکی کہ موجود راجپوت خاندان اول اول کیسے اس ملک میں آباد ہوئے۔

ہندو دیومالا کی روایت ہے کہ ابتدائے آفرینش کے بعد سب سے پہلے برہما سرشٹی وجود میں آئے۔ برہما سے بلا واسطہ صلب پدر و رحم مادر سات مرد مریچی اتری انگرسی۔ پولسٹ۔ پولہ اور وششٹ نامی پیدا ہوئے۔ مریچی کے ہاں کشپ پیدا ہوا جس کی شادی دکش پرجاپت کی بیٹی آدتی سے ہوئی۔ اس ملاپ سے ویوسوان پیدا ہوا۔ جس کا دوسرا نام سورج ہے۔ اس کا خاندان اسی نسبت سے سورج ونش کہلایا۔

مہابھارت، رامائن اور پران کے اتہاس سے پتہ چلتا ہے کہ سورج ونش میں کئی سمراٹ راجے مہاراجے پیدا ہوئے جن کے الگ الگ خاندان ملک کے مختلف حصوں پر حکمرانی کرتے رہے لیکن سوء قسمت ہے کہ ماسوائے ناموں کے ہمیں کوئی خاص تاریخی مواد دستیاب نہیں ہوتا۔

سورج ونشی خاندانوں میں رگھو ونش کوشل کی سلطنت کے شہنشاہ دسرتھ ہوئے اور ان کے گھر وشنو مہاراج نے رام اوتار لیا۔ سری رام چندر جی مہاراج کے حالات سے بھلا کون سا کان ہے جو بہرہ ور نہ ہوگا۔ رگھو ونش کی تاریخ کا یہ سنہری باب سری رام جی کی وفات کے بعد ختم ہوتا ہے۔

سری رام چندر جی مہاراج اور مہارانی ستیہ وتی سیتا جی کے دو توام بیٹے لو اور کش تھے۔ جن کے نام پر لو ونش یعنی پنجاب کے مشہور اور قدیم شہر لاہور اور قصور آباد ہیں۔ کش کے خاندان کا راج اجودھیا میں مہابھارت کے زمانے کے بعد تک قائم رہنا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی خاندان کا راجہ برہد بل کورووں کی طرف سے مہابھارت کے یدھ میں لڑتا ہوا ابھیمنیو پسر ارجن کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد مہاراجہ سودرشن ... بیساکھ سنہ ۱۹۳۱ بکرمی اگنی گر تھے۔ اگنی گر پھرتا پھراتا کانگڑے میں آگیا کانگڑے کے راجہ نے اُس سے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ پنجاب اور جموں کے راجپوت اکثر اسی راجہ کی اولاد سے ہیں۔ ہمارے شاہی خاندان کا نسب بھی اگنی گرن تک پہنچتا ہے۔ اگنی گر کے دو بیٹے بالو سرب اور دل تھے۔ ان میں سے ایک نے کٹھوعہ کے علاقہ میں اپنی

سنہ بکرمی بدم دلو سنگھ وغیرہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

...یت قائم کرلی۔ اس کی چھٹی پشت کے بعد اگنی گر
ثانی نے دریائے توی تک کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔
ان فتوحات میں اس کے بیٹے باہو لوچن نے نمایاں
کام کیا اور توی کے کنارے اپنے نام پہ قلعہ باہو تعمیر
کرکے اپنی الگ راجدھانی قائم کی اور چناب تک کا
علاقہ اپنے ملک میں شامل کرلیا۔ شائد اس دار وگیر کی
وجہ سے راجہ چندرہاس والئے لاہور سے نزاع پیدا ہوا
اور باہو لوچن راجہ لاہور سے لڑتا ہوا کام آیا۔ اس کے
کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ لہذا اس کا دوسرا بھائی جامبو
لوچن تخت پر بیٹھا۔ جامبو لوچن نے اچھی خاصی تیاری
سے راجہ چندرہاس والئے مدر دیش پنجاب پر حملہ
کرکے اسے کیفرِ کردار تک پہنچایا اور پنجاب کا کچھ
حصہ جامبو لوچن کے ہاتھ آیا۔ اسی فتح کی خوشی اور
...ادر پر موجودہ شہر جمّوں، جامبو نگر کے نام
...ہستہ آہستہ تغیّر زبان سے جمّوں ہو
...کے بعد اس کا بیٹا پورن کرن گدی
...ٹا ... دھرم کرن ہوئے
...ہتے ہیں کہ ان دنوں کشمیر میں بڑی ابتری پھیلی ہوئی
تھی۔ چنانچہ بقول صاحب گلاب نامہ
"در تواریخ کشمیر مذکور است کہ در ابتداء
در کشمیر برہمنان ریاضت پیشہ در کہسار
صفوت اندیشہ بود و باش می کردند۔ چوں
از مخالفت طبائع عوام النّاس دانستند

سررشتہ انتظام و استئناس انام بے مدبّری کہ
فرمانفرما باشد و رابطہ نمی گیرد۔ پس پیش راجہ جمبل
کہ بعدل مشہور بود درخواستند کہ خلف خود
را بنا بر حکومت کشمیر تعین کند۔"

راجہ پورن کرن نے اس درخواست کے منظور
کرنے پر بڑا لیت و لعل کیا کہ اس کا بیٹا کشمیر کا
راج سنبھالے لیکن آخر مجبور ہو کر اس نے اپنے بیٹے
دیا کرن کو کشمیر بھیج دیا۔ جس کے پچپن جانشین ہوئے
یہ واقع اس لحاظ سے بہت ہی اہم ہے کہ در اصل
ڈوگرہ خاندان جموال ہی جمّوں وکشمیر کا قدیمی حکمران
خاندان ہے اور یہ رشتہ دیا کرن کے آخری جانشین
کے بعد ٹوٹا تھا۔ وہی معاہدہ استقلال دولت متّحدہ
جمّوں وکشمیر ۱۸۴۶ء سے دوبارہ قائم ہو کر طرفین کی
شادکامی کا باعث ہوا۔ راجہ دھرم کرن جمّوں کے تخت
پر بیٹھا۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ شکتی کرن بڑا
ہی دھرمی راجہ ہوا ہے۔ اس زمانہ میں جمّوں راج
کوہستان یا نہال تک پھیل چکا تھا۔ ملک میں امن و
امان قائم تھا اور حکومت کا کام دھرم شاستر کے اصولوں
کے مطابق انجام پاتا تھا۔ چنانچہ بقول صاحب گلاب نامہ
اس کا نام ہی راجہ شاستری مشہور ہو گیا۔ اس راجہ کے
عہد میں تہذیب و تمدّن کے ارتقاء کی جھلک دکھائی
دیتی ہے۔ راجہ شکتی کرن ہی نے خط ڈوگری ایجاد کیا۔
جو بے مہری روزگار کی وجہ سے اب تعلیم یافتہ ڈوگرے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

بھولتے جا رہے ہیں۔

جامبو لوچن کی اولاد جموال راجپوت کہلائی۔ اس خاندان کی اٹھاونویں پشت میں راجہ گندھرب دیو حکمران ہوا جس نے بجانب جنوب تحصیل سانبہ تک اپنی عملداری بڑھائی۔ جس زمانہ میں امیر سبکتگین نے راجہ جے پال والئے لاہور پر حملہ کیا تو جموں میں راجہ بھوج دیو حکمران تھا۔ یہ راجہ جے پال کی طرف سے جنگ میں لڑتا ہوا مادرِ وطن پر نثار ہوا۔ راجہ بھوج دیو کے بعد جموں کی ریاست تین حصوں میں بٹ گئی اور راجہ کپور دیو تک یہی تقسیم قائم رہی۔ بعد ازاں جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے وقت میں بہ ایماء صوبیدار لاہور جگ دیو نے باہو کی راجدھانی کو بسایا اور اُس کے بھائی سمبل دیو کے حصہ میں جموں کا علاقہ آیا۔ جموں کی ریاست مہاراجہ رنجیت دیو کے زمانہ میں خوب پھلی پھولی۔ خاندان جموال میں یہ راجہ بہت ہی مشہور و معروف گزرا ہے۔ رنجیت دیو کے چھوٹے بھائی میاں سورت سنگھ جی کی اولاد سے موجودہ حکمران خاندان رفیع الشّان تعلق رکھتا ہے جو رنجیت دیو کے خاندان کے ختم ہونے پر صاحب تاج و تخت ہوا۔ میاں سورت سنگھ صاحب نے راجہ برج دیو کے عہد میں وفات پائی۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ ایک رانی سے زور آور سنگھ، میاں موٹا، بھلا، دلا چار بیٹے پیدا ہوئے۔ زور آور سنگھ کو علاقہ دیول جاگیر میں ملا۔ زور آور سنگھ کا بیٹا راجہ کشور سنگھ تھا۔ اس نے راجپوتان ڈھنڈال موضع ماڑتن تحصیل بسوہلی میں شادی کی۔ راجہ کشور سنگھ کے تین فرزند ارجمند تھے۔

۱۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی بہادر پیدائش ۵۔ کاتک سنہ ۱۸۴۹ بکرمی
۲۔ راجہ دھیان سنگھ جی " ۱۱۔ بھادوں سنہ ۱۸۵۳ بکرمی
۳۔ راجہ سوچیت سنگھ جی " ۸۔ ماگھ سنہ ۱۸۵۷ بکرمی

مہاراجہ گلاب سنگھ جی بہادر کے تین بیٹے تھے۔

۱۔ راجہ اُدھم سنگھ جی پیدائش ۲۷۔ اسوج سنہ ۱۸۷۲ بکرمی
۲۔ راجہ سوہن سنگھ جی پیدائش ۲۰۔ بھادوں سنہ ۱۸۸۵ بکرمی
۳۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی بہادر پیدائش ساون سنہ ۱۸۸۷ بکرمی

بمقام رام گڑھ راجہ اودھم سنگھ جی ۲۲۔ کاتک سنہ ۱۸۹۷ [illegible] اور راجہ سوہن سنگھ جی ۹۔ پوہ سنہ ۱۹۰۱ بکرمی کو لاہور [illegible] گئے۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی بہادر کے چار بیٹے تھے۔

۱۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی بہادر پیدائش ساون سنہ ۱۹۰۷ بکرمی
۲۔ راجہ رام سنگھ جی پیدائش جیٹھ سنہ ۱۹۱۸ بکرمی
۳۔ راجہ امر سنگھ جی پیدائش ۲۲۔ پوہ سنہ ۱۹۲۱ بکرمی
۴۔ راجہ لچھمن سنگھ جی پیدائش ۲۷۔ بیساکھ سنہ ۱۹۳۱ بکرمی

راجہ لچھمن سنگھ دوسری رانی سے تھے اور مہاراجہ رنبیر سنگھ جی بہادر کے سامنے ہی فوت ہو گئے۔

مہاراجہ پرتاپ سنگھ و راجہ رام سنگھ لاولد فوت ہو گئے۔ راجہ امر سنگھ جی کے صلب سے ہمارے موجودہ حکمران ہز ہائینس راج راجیشور مہاراج ادھیراج سری سری سنگھ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جی بہادر سنہ ۱۹۵۰ بکرمی میں پیدا ہوئے اور آپ کے شکوہ مغز میں سری یوراج کرن سنگھ جی بہادر نے جنم لیا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

شجرہ نسب

- راجہ دھرپ دیو ۱۷۶۰ - ۱۷۸۲ بکرمی
 - راجہ رنجیت دیو ۱۷۸۲ - ۱۸۳۲
 - برج راج دیو ۱۸۳۸ - ۱۸۴۴
 - راجہ سمپورن دیو ۱۸۴۴ - ۱۸۵۴
 - دلیل سنگھ
 - بھگوان سنگھ متوفی ۱۸۴۲
 - راجہ جیت سنگھ ۱۸۵۴ - ۱۸۷۵
 - گھنسار دیو
 - صورت سنگھ
 - زور آور سنگھ
 - راجہ کشور سنگھ ۱۸۱۶ - ۱۸۷۸
 - مہاراجہ گلاب سنگھ ۱۸۷۱ - ۱۹۱۲
 - ادھم سنگھ
 - سوہن سنگھ
 - مہاراجہ رنبیر سنگھ جی ۱۹۱۲ - ۱۹۴۴
 - مہاراجہ پرتاپ سنگھ
 - راجہ رام سنگھ
 - راجہ امر سنگھ
 - مہاراجہ ہری سنگھ جی بہادر خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ
 - ۱۹۵۰
 - یوراج کرن سنگھ جی بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ
 - راجہ دھیان سنگھ
 - راجہ ہیرا سنگھ
 - جواہر سنگھ
 - موتی سنگھ
 - راجہ بلدیو سنگھ
 - راجہ سکھدیو سنگھ
 - راجہ جگدیو سنگھ
 - رتن سنگھ نابالغ راجہ پونچھ
 - پدم دیو سنگھ وغیرہ
 - راجہ سوچیت سنگھ
 - موٹا
 - بھوپ سنگھ
 - برج دیو
 - جھجلا
 - دلا
 - بلونت دیو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سنہ ۱۸۴۶ء سے پہلے

ڈوگرہ حکومت

قدیم ایام سے جموں پر ڈوگرہ راجپوتوں کی حکومت چلی آتی ہے۔ جموں کا دارالخلافہ موجودہ شہر جموں سے مشرق کی طرف بھاباپور[1] کے مقام پر تھا۔ گیارھویں اور بارھویں صدی میں بھاباپور کے راجگان پر کشمیر کا اقتدار تھا۔ تیرھویں یا چودھویں صدی میں موجودہ جموں شہر ڈوگرہ حکومت کی راج دھانی بنا۔ مسلم تاریخوں میں جموں کا ذکر سنہ ۱۳۹۰ء سے موجود ہے۔ سنہ ۱۳۹۹ء میں جموں پر تیمور نے حملہ کیا تھا۔ سنہ ۱۷۵۲ء تک جموں پر سلطنت مغلیہ کا اقتدار رہا۔ گو اس وقت کے راجگان کبھی کبھی اپنی مرضی سے مغلیہ حکومت کے ماتحت نہ رہے اور کہا گیا ہے کہ جموں اور گرد و نواح کے پہاڑی علاقوں نے سلطنت مغلیہ کے خلاف لڑائیوں میں حصہ لیا۔ بادشاہ اکبر کے زمانہ میں بھی جب سلطنت مغلیہ کے خلاف ایک لڑائی ہوئی تو جموں کے حکمران نے اس میں حصہ لیا۔

اٹھارھویں صدی میں جموں میں راجہ رنجیت دیو کی حکومت تھی۔ راجہ رنجیت دیو ایک نیک دل حکمران تھے اور ان کے وقت میں جموں میں بہت

[1] پنڈت مدسودھن کول سپرنٹنڈنٹ محکمہ ریسرچ و آرکیالوجی نے "جموں وکشمیر انفارمیشن" میں ریاست کے آثار قدیمہ پر ایک مضمون کے دوران میں لکھا ہے۔ اس مقام کا نام بھاو پور (شوجی کا شہر) تھا اور ڈاکٹر ووگل (Dr. VOGEL) نے بیان کیا ہے کہ ڈوگرہ حکومت کا دارالخلافہ اسی بھاو پور (بہور) میں تھا۔ ڈاکٹر ووگل نے یہاں کلش کے زمانہ کا ایک سکہ پایا تھا۔ اس مقام پر سات مندروں کے کھنڈر دریافت ہوئے ہیں۔ ایک پتھر پر شاردا حروف میں کندہ عبارت جو اس مقام پر ملی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مندر دسویں صدی میں تعمیر ہوئے تھے۔ پنڈت مدسودھن کول لکھتے ہیں کہ یہ مقام تھلیرہ کے نزدیک ہے جو جموں سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سے لوگ آکر آباد ہوئے۔ ابھی تک مثل مشہور ہے۔

"بائیس راج پہاڑ دے، وچ جموں سردار"

رنجیت دیو نے جموں میں ایک مرکزی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ فریڈرک ڈریو کا بیان ہے کہ

"اس زمانہ میں ڈوگرہ حکومت کا اقتدار کافی بڑھ چکا تھا۔ جو کم و بیش دریائے راوی کے مشرق کی طرف تک اور دریائے چناب کے مغرب کی طرف تک پھیلا ہوا تھا۔ اکھنور، دلیپت پور اور کرمچی وغیرہ کے راجے جموں کی حکومت کے باج گذار تھے۔"

رنجیت دیو نے چمبہ تک اپنی حکومت کا اقتدار بڑھایا۔ کشتواڑ، بھدرواہ اور راجوری کے راجے بھی رنجیت دیو کے ماتحت تھے۔ مسٹر فارسٹر (Forster) اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں۔

"رنجیت دیو ایک نیک دل حکمران تھے اور ان کے وقت میں جموں کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔ رنجیت دیو نے بہت سے مسلمان تاجروں کو جموں میں آباد کیا اور ان کے لئے ایک نئی آبادی بنائی، جس کا نام مغل پورہ تھا۔ اس نئی آبادی میں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی۔"

رنجیت دیو کے زمانہ میں سکھوں کی مرکزی حکومت لاہور میں قائم نہ ہوئی تھی۔ ابھی تک سکھوں کی مختلف جماعتیں اپنا اپنا اقتدار بڑھا رہی تھیں۔ گوجر سنگھ نے ۱۷۵۶ء میں جموں پر حملہ کیا۔ باہما سنگھ نے ۱۷۶۱ء اور ہیرا سنگھ نے ۱۷۶۲ء میں۔ مگر ۱۷۶۲ء میں جب احمد شاہ درانی نے سکھوں کو شکست دی تو راجہ رنجیت دیو نے احمد شاہ کی امداد کی تھی جس کے بعد کافی عرصہ رنجیت دیو نے امن سے حکومت کی۔ رنجیت دیو کا اپنے بڑے بیٹے برج راج دیو سے جھگڑا ہو گیا۔ چونکہ برج راج دیو کا چال چلن اچھا نہ تھا۔ اس لئے رنجیت دیو کی خواہش تھی کہ دوسرے بیٹے دلیل سنگھ کو گدی کا وارث قرار دیا جائے۔ رنجیت دیو نے ۱۷۸۰ء میں وفات پائی۔ برج راج دیو نے اپنے باپ کی خواہش کے خلاف جموں کی حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی۔

فارسٹر کا بیان ہے کہ

"برج راج دیو نے اپنے ایک بھائی کو جو گدی نشین ہونا چاہتا تھا، قتل کر دیا اور دوسرے کو قید کر لیا۔ مگر یہ قید سے بھاگ نکلا اور سکھوں سے امداد طلب کی۔ سکھوں کو پھر جموں پر حملہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔"

چنانچہ سکھوں نے جموں کی سلطنت کا وہ حصہ جو میدانی علاقہ میں تھا، اپنے قبضہ میں کر لیا۔

"سردار مان سنگھ نے (جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے والد تھے) حقیقت سنگھ کے ساتھ مل کر جموں پر حملہ کیا اور خوب لوٹ مچائی۔ اس

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

لوٹ میں سکھوں نے دو کروڑ روپیہ کی رقم
حاصل کی۔"

فارسٹر کے بیان کے مطابق ۱۷۸۳ء میں جموں کا مالیہ پانچ لاکھ روپیہ تھا۔

۱۷۹۷ء میں سکھوں نے دوبارہ جموں پر حملہ کیا اور برج راج دیو اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا سمپورن سنگھ جو اُس وقت ایک برس کی عمر کا تھا، گدی نشین ہوا اور جموں پر پورے طور پر سکھوں کا تسلط ہو گیا اور جرنل آف پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی کی جلد ۸ صفحہ ۲ میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ

سکھ گورنمنٹ جموں سے تیس ہزار روپیہ سالانہ بطور باج وصول کیا کرتی تھی سمپورن سنگھ گیارہ برس کے بعد فوت ہو گیا اور اس کے بعد برج راج دیو کے بھائی دلیل سنگھ کا بیٹا اجیت سنگھ گدی نشین ہوا۔

مسٹر لطیف اپنی کتاب "ہسٹری آف پنجاب" میں لکھتے ہیں کہ

۱۸۰۰ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب میں ایک مرکزی حکومت قائم کر لی۔ تو مہاراجہ رنجیت سنگھ جموں تشریف لائے جموں کے راجہ (اجیت سنگھ) نے مہاراجہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا مگر میاں ڈیڈو نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

راجہ رنجیت دیو کے تین بھائی تھے۔ بلونت سنگھ، گھنسار دیو اور صورت سنگھ۔ صورت سنگھ کے چار بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام زور آور سنگھ تھا۔ زور آور سنگھ کا بیٹا کشور سنگھ تھا۔ کشور سنگھ کے تین بیٹے گلاب سنگھ، دھیان سنگھ اور سوچیت سنگھ تھے۔

یہ تینوں بھائی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں ملازم ہو گئے۔ ۱۸۰۹-۱۰ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے میاں ڈیڈو کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے ایک فوج بھیجی مگر اس فوج کو کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد گلاب سنگھ جی نے ڈیڈو کو لڑائی میں شکست دی اور میاں ڈیڈو ۱۸۲۰ء میں مارا گیا۔ گلاب سنگھ جی نے اپنی بہادری کے سبب بہت شہرت پائی اور انہیں ایک فوج کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ ۱۸۲۰ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے گلاب سنگھ جی کو جموں کا راجہ مقرر کیا مگر جموں کا الحاق لاہور سے رکھا۔ اس کے بعد گلاب سنگھ جی نے پونچھ کے باغیوں کا خاتمہ کیا۔ ۱۸۲۲ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ اکھنور آئے ہوئے تھے تو گلاب سنگھ جی نے راجوری کے راجہ آغا جان کو (فریڈرک ڈریو نے اس کا نام آغا جان ہی لکھا ہے) جو باغیوں کا سردار تھا، قید کر کے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضور میں پیش کیا۔

چنانچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے خوش ہو کر بمقام اکھنور اپنے دست مبارک سے گلاب سنگھ جی کو راجہ تلک

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دیا اور ان کی پشتینی حکومت جموں ان کو واپس عطا
فرمائی اور مندرجہ ذیل پٹہ جس پر مہاراجہ رنجیت سنگھ
جی نے زعفران سے اپنے پنجہ کا نشان ثبت فرمایا عطا
کیا:-

"در ایں وقت فرخندہ رخت از راہ تفقدات
وتلطفات راج ملک چکلۂ جموں کہ از آبائے
واجدائے ملک موروثی وملکیت بزرگان اوجلیدار
نرمل بدۂ مقرب بارگاہ سلطانی خیرخواہ بلا اشتباہ
راجہ گلاب سنگھ واوجلیدار نرمل بدۂ مقرب
بارگاہ سلطانی میاں دھیان سنگھ وراجہ
سوچیت سنگھ بود واز خورد سالگی کہ قریب
دہ دوازدہ سال عمر مشارالیہان بود کہ در
جناب فیض مآب شرف یاب گردیدہ اند
وہم آبار واجداد موصی الیہان از قدیم الایام
پشت در پشت در بجا آوری حسن خدمات سنگھ
صاحب نیاصن سرگباشی الوی صاحب
ام مہان سنگھ جیو از صدق دل حاضر ماندہ بودند
وہم ہرسہ اوجلیداران غاشیۂ عبودیت و
فرمانبرداری وخیرخواہی وخیراندیشی وحاضر
باشی بردوش جان کشیدہ دقیقہ از دقائق
نمک حلالی وجانفشانی ونوکری فروگذاشت
نکردہ در ہر جنگ ومعرکہ مثل افتتاح ملتان
وکشمیر واقتتال مفسدان بداندیش آں روئے
آب دریائے سندھ وافواج آمد کابل وپشاور
وغیرہ از سرگذشتگی وجان نثاری ومردانگی
فرق وتفاوت بمیان نیاوردہ لہذا ملک چکلہ
مذکور در وجہ راجۂ موصوف نسلاً بعد نسل
عطا ومرحمت شدہ وقشقۂ راج مذکور از
دست مبارک بہ اوجلیدار نرمل بدۂ مقرب
بارگاہ خیرخواہ بلا اشتباہ راجہ گلاب سنگھ
مہربانی فرمودہ واز راہ کمال توجہات و
مہربانی وبجاآوری حسن خدمات سرکار والا
قشقۂ راج بند رالتہ در وجہ اوجلیدار نرمل بدۂ
راجہ سوچیت سنگھ جیو از حضور فیض گنجور
عطا ومرحمت شدہ کہ حاصلات آں را
بدنما یحتاج خود آوردہ نسلاً بعد نسل مے
خوردہ باشند وبخدمات خیرخواہی ونمک حلالی
سرکار والا سرگرم باشند کہ بفضل سری اکال
پورکھ جیو کہ ہرکس کہ از خاندان عالی شان
سرکار فیض آثار خواہد بود۔ بموجب ہمیں پروانۂ
حضور انور بعمل آوردہ وجہی فرق وتفاوت
نخواہد ساخت وہرکس کہ از پشت راجہ ہائے
دمیان موصوف بودہ باشد کمر ہمت در نوکری
وخیرخواہی وفرمانبرداری ونمک حلالی سرکار
فیض آثار حاضر ورجوع باشند۔ لہذا پروانۂ
والا بصحیح وپنجۂ زعفرانی بدست مبارک

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مزیّن فرمودہ عطا شد۔

تحریر بتاریخ چہارم ماہ ہاڑ ۱۸۷۹ء پر داتگی حضور۔

موجودہ صوبہ جموں کی بنیاد

۱۸۲۰ء کے بعد راجہ گلاب سنگھ جی نے جموں میں ایک مرکزی حکومت قائم کر کے موجودہ صوبہ جموں کی بنیاد رکھی۔ اس زمانہ میں صوبہ جموں میں بہت سے راجے تھے۔ جن کا ذکر اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے:

دلپت پور:۔ یہاں جموال خاندان کی حکومت تھی۔ یہ علاقہ وادی توی میں واقع ہے اور اس کی بنیاد تیرھویں صدی کے بعد رکھی گئی تھی۔

سانبہ:۔ سانبہ کی حکومت بھی تیرھویں صدی میں قائم ہوئی۔ راجہ رنجیت دیو کے وقت سانبہ بھی جموں کی حکومت میں شامل تھا۔ ۱۸۲۲ء کے لگ بھگ سانبہ کا علاقہ راجہ سوچیت سنگھ جی کو ملا تھا۔ ۱۸۴۴ء میں سوچیت سنگھ جی کے مارے جانے پر سانبہ کا الحاق جموں سے کر دیا گیا۔ کیونکہ سوچیت سنگھ جی کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

جسروٹہ:۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سمت ۱۱۰۲ بکرمی میں راجہ جسدیو نے جسروٹہ کا قصبہ آباد کیا تھا جس کا سلسلہ خاندان جموں سے ملتا ہے۔ ۱۸۳۴ء میں جسروٹہ کی جاگیر راجہ ہیرا سنگھ ولد راجہ دھیان سنگھ کو سکھ گورنمنٹ کی طرف سے عطا ہوئی۔ پرانا شاہی خاندان جسروٹہ سے نکال دیا گیا اور انہوں نے موضع خان پور جو نگروٹہ جموں کے نزدیک ہے۔ رہائش اختیار کی اور انہیں سرکار کی طرف سے پنشن دی جاتی ہے۔ ہیرا سنگھ نے ۱۸۴۴ء میں وفات پائی اور جسروٹہ کا علاقہ بھی جموں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

ترکٹا:۔ اس علاقہ میں بھی سورج بنسی خاندان کی حکومت تھی۔ جن کا سلسلہ خاندان جموں سے ملتا تھا۔ ۱۸۲۰ء کے بعد گلاب سنگھ جی نے ترکٹا کے علاقہ کو فتح کر کے اسے جموں کے ساتھ شامل کر لیا۔

لکھن پور:۔ لکھن پور دریائے راوی کے مغرب میں مادھو پور اور شاہ پور کے بالمقابل واقع ہے۔ اس علاقہ پر راجہ جسروٹہ نے اٹھارھویں صدی کے وسط میں قبضہ کر لیا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آخیر میں اس کا الحاق نور پور کے ساتھ تھا۔ اس لئے عہد نامہ امرت سر (۱۸۴۶ء) میں لکھن پور کا علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو منتقل نہیں کیا گیا مگر بعد میں مہاراجہ صاحب نے لکھن پور کا علاقہ بھی چمبہ کی ریاست کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عوض حاصل کیا۔ اب لکھن پور کا علاقہ جسروٹہ (صوبہ جموں) میں شامل ہے۔

مان کوٹ:۔ رام کوٹ کا قدیمی نام مان کوٹ یا منکوٹ ہے۔ کہتے ہیں کہ راجہ منی کرن نے جو قوم جموال راجپوت سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۰۰۰ سمہ بکرمی میں آباد کیا تھا۔ مسٹر فارسٹر اپنے سفرنامہ میں منکوٹ کا ذکر کرتے ہیں۔ مسٹر فارسٹر راجہ رنجیت دیو کے زمانہ میں جموں آگئے تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ منکوٹ کا راجہ جموں کے ماتحت ہے۔ رنجیت سنگھ جی نے ۱۸۰۹ء میں منکوٹ پر اپنا قبضہ کر لیا تھا۔ ۱۸۲۲ء میں سکھ گورنمنٹ نے منکوٹ کا علاقہ بمعہ رام نگر اور سانبہ وغیرہ بطور جاگیر راجہ سوچیت سنگھ کو عطا کیا تھا۔ راجہ سوچیت سنگھ کی وفات کے بعد ۱۸۴۴ء میں منکوٹ کا علاقہ بھی جموں کے ساتھ شامل ہو گیا اور مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے اپنے داماد کو بطور جاگیر عطا کیا۔

بہاندرلتا:۔ موجودہ رام نگر کا پرانا نام ہے جو رام کوٹ کے چند میل شمال کی طرف واقع ہے۔ یہ قصبہ سطح سمندر سے ۲۷۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس مقام پر ایسے آثار پائے جاتے ہیں جو شہادت دیتے ہیں کہ یہ قصبہ ایک وقت بہت ترقی پر تھا۔ غالباً بہاندرلتا کی بجائے اسے اگر بندھرالتا کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا کیونکہ یہاں راجپوت خاندان بندرال کی حکومت تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے رام نگر پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ راجہ بھوپندر دیو یہاں سے بھاگ کر امبالہ کی طرف چلا گیا۔ جہاں وہ ۱۸۳۴ء میں فوت ہوا۔ راجہ بھوپندر دیو اور اس کے جانشینوں کو گورنمنٹ کی طرف سے پنشن ملتی رہی ہے۔ ۱۸۲۲ء میں راجہ سوچیت سنگھ کو رام نگر کا علاقہ بطور جاگیر عطا ہوا اور انہی نے اس کا موجودہ نام رکھا۔ راجہ سوچیت سنگھ نے رام نگر کو کافی ترقی دی اور یہاں ایک محل، قلعہ اور ایک بازار تعمیر کرایا۔ ۱۸۴۴ء میں اس کا الحاق جموں سے ہو گیا۔

چنہنی:۔ اس علاقہ کا پرانا نام ہنت ہے۔ یہاں راجپوتان قوم ہنتال کی حکومت تھی۔ ۱۷۸۳ء میں جب جارج فارسٹر اس طرف سے گذرے تو وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ

"نگروٹہ کے پاس ہی سے چنہنی کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس علاقہ کا مالیہ تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہے۔ راجہ چنہنی جموں کے حکمران کو کوئی باج ادا نہیں کرتا۔ مگر لوقت ضرورت فوجی امداد دیتا ہے۔"

جب راجہ سوچیت سنگھ جی کو رام نگر کا علاقہ مل گیا تو انہوں نے چنہنی پر حملہ کر دیا۔ اس زمانہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہیں راجہ دیال سنگھ چنہنی کے حکمران تھے۔ راجہ دیال سنگھ مع اپنے عیال کے لاہور چلا گیا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے دربار میں فریاد کی۔ اس کی غیر حاضری میں راجہ سوچیت سنگھ جی نے چنہنی پر مکمّل قبضہ کر لیا تھا اور چنہنی کے چار حصّے کر لئے گئے تھے۔ کوٹلہ اور نگولٹہ کا علاقہ سوچیت سنگھ جی نے اپنے علاقہ کے ساتھ شامل کر لیا تھا اور بٹوت اور اُدھم پور کے علاقہ پر جموّں کا قبضہ تھا۔ چنہنی خاص اور ادھر کا علاقہ بعد میں راجہ چنہنی کو دیا گیا۔ جہاں اس خاندان کی جاگیر اب تک چلی آتی ہے۔

بھڈو:۔ بھڈو میں قوم راجپوت بھڈوال کی حکومت تھی۔ یہ چندر بنسی راجپوت تھے اور ہردوار کی طرف سے آکر آباد ہوئے تھے۔ ۱۸۳۵ء میں اس پر جموّں کا قبضہ تھا۔ یہ علاقہ بھی راجہ سوچیت سنگھ جی کو بطور جاگیر ملا تھا اور ان کی وفات کے بعد جموّں کے ساتھ شامل کر لیا گیا۔ بھڈو کا پُرانا خاندان کانگڑہ کے ضلع میں آباد ہوا اور ان کو بھی گورنمنٹ کی طرف سے پنشن دی گئی۔

بلاور:۔ یہ ایک قدیم مقام ہے۔ گیارھویں صدی میں اس کا الحاق کشمیر کے ساتھ تھا سولہویں صدی میں اس کا دارالخلافہ بسوہلی بنایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بسوہلی کا شہر راجہ بھوگ پال بلاور آ نے آباد کیا تھا۔ جارج فارسٹر اپنے سفرنامہ میں بسوہلی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"۱۷۸۳ء میں بسوہلی پر کسی راجہ نے حملہ کیا تھا اور بسوہلی کے راجہ نے سکھوں سے امداد طلب کی مگر دشمن کو بھگانے کے بعد سکھوں کا دل للچا گیا اور انہوں نے قبضہ واپس دینے سے انکار کر دیا۔"

۱۸۳۵ء میں ایک انگریز سیّاح وائن (VIGNE) جو بسوہلی کی طرف سے گزرا۔ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ

"راجہ فوت ہو چکا ہے اور مجھے رانی نے کچھ پھل بھیجے تھے۔"

اس خاندان بلاوریہ کا آخری راجہ کلیان پال تھا۔ جو اپنے باپ کی وفات کے دو ماہ بعد دسمبر ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۸۳۹ء میں دوبارہ مسٹر وائن سیاحت کے لئے آئے اور اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ

"بسوہلی پر اب راجہ سوچیت سنگھ کی حکومت ہے۔"

بسوہلی اور جسروٹہ کی جاگیریں راجہ ہیرا سنگھ کو مل چکی تھیں۔ ہیرا سنگھ کی وفات پر راجہ کلیان پال پھر گدّی نشین ہوا مگر ۱۸۴۶ء کے عہد نامہ کی رُو سے بسوہلی بھی مہاراجہ گلاب سنگھ کو منتقل ہو چکا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تھا اور راجہ کلیان پال کو تین ہزار روپیہ سالانہ کی پنشن عطا ہوئی اور وہ ۱۸۵۱ء میں لاولد فوت ہوا۔

کرمچی:۔ اودھم پور سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس علاقہ پر بھپیال خاندان کے راجپوتوں کی حکومت تھی جو جموں کو دو ہزار روپیہ سالانہ باج ادا کرتے تھے۔ ۱۸۳۴ء میں گلاب سنگھ جی نے باج وصول کرنے سے انکار کر دیا اور کرمچی پر حملہ کر دیا اور اس کا الحاق جموں سے کر لیا۔

بھدرواہ:۔ بھدرواہ میں بھی بھڈوال راجپوتوں کی حکومت تھی جو ہردوار کے علاقہ سے آکر بلاور، بسوہلی اور بھدرواہ کے علاقوں میں آباد ہوئے تھے۔ پندرھویں صدی میں بھدرواہ کا الحاق چمبہ کے ساتھ تھا اور یہاں کا راجہ چمبہ کو باج ادا کرتا تھا۔ ۱۸۲۰ء میں بھدرواہ کے راجہ پہاڑ چند نے بغاوت کر دی۔ راجہ چمبہ نے ایک فوج زیر سرکردگی وزیر نتھو بھیجی مگر اس فوج کو شکست ہوئی۔ وزیر نتھو نے مہاراجہ رنجیت سنگھ سے امداد طلب کی اور وزیر نتھو سکھ فوج کو لے کر بھدرواہ پر حملہ آور ہوا۔ راجہ پہاڑ چند نے جب یہ دیکھا کہ اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ مشکل ہے تو وہ امرتسر بھاگ گیا۔ ۱۸۲۱ء میں بھدرواہ پر چمبہ کا قبضہ ہو گیا اور چمبہ کے راجہ کا بھائی زورآور سنگھ بھدرواہ کا گورنر بنایا گیا۔ ۱۸۲۶ء میں گلاب سنگھ جی کے جرنیل زورآور سنگھ کھلوریہ نے بھدرواہ کو سر کرنے کی کوشش کی مگر ڈوگرہ فوج کو شکست ہوئی۔ راجہ چڑھت سنگھ والئے چمبہ نے ۱۸۴۴ء میں وفات پائی اور ڈوگرہ فوج نے پھر حملہ کر کے بھدرواہ کا الحاق جموں کے ساتھ کر لیا۔

اکھنور:۔ اکھنور میں راجپوتوں کے خاندان جموال کی حکومت تھی۔ ۱۸۱۲ء میں اکھنور پر سکھوں نے قبضہ کر لیا اور میاں تیغ سنگھ کو بطور جاگیر عطا کیا۔ میاں تیغ سنگھ نے یہاں ایک بہت بڑا قلعہ تعمیر کرایا۔

ریاسی:۔ ریاسی پر راجپوتوں کے خاندان جموال کی حکومت تھی جو جموں کے ماتحت تھے۔ ریاسی پر گلاب سنگھ جی نے ۱۸۱۷ء میں قبضہ کیا اور وزیر زورآور سنگھ کھلوریہ کو یہاں کا حاکم مقرر کیا۔ ریاسی میں ایک قلعہ ہے۔

(مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کا جنم ریاسی میں ہوا تھا)

کشتواڑ:۔ فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"کشتواڑ میں قدیم ایام سے راجپوت راجگان (چندر بنسی) کی حکومت تھی۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے۔ اس خاندان کا پہلا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

راجہ بھگوان سنگھ تھا۔ اس زمانہ میں کشمیر پر دہلی کی حکومت تھی اور راجہ بھگوان سنگھ نے شاہانِ دہلی کی فوج پر حملہ کر دیا مگر راجہ کو شکست ہوئی اور حکومتِ دہلی نے اپنے دو وزیر کشتواڑ بھیج دیئے تاکہ وہ راجہ کو مشورہ دیتے رہیں اور وہ کوئی غلطی نہ کرے۔ راجہ بھگوان سنگھ کے بعد راجہ مان سنگھ اور راجہ جے سنگھ حکمران ہوئے"۔

مولوی حشمت اللہ خان اپنی کتاب "تاریخ جموں" میں لکھتے ہیں کہ

"جے سنگھ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ محمد فرید الدین کے کشف و کرامات سے متاثر ہو کر اس نے ان بزرگ کے ہاتھ پر مذہب اسلام اختیار کیا اور بختیار خان کا لقب حاصل کیا۔ جے سنگھ المعروف بختیار خان کے فوت ہونے پر اُس کا بیٹا کیرت سنگھ راجہ ہُوا۔ کیرت سنگھ کی مسند نشینی کے پانچ سال بعد اورنگ زیب کشمیر میں وارد ہُوا۔ اس موقعہ پر رام سنگھ وزیر کشتواڑ نے ایک درخواست بارگاہِ شاہنشاہی میں پیش کی کہ اُس کا بھتیجہ اُسے مذہب کی بناء پر تنگ کرتا ہے۔ لہٰذا اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ یا تو راجہ کو بھی مسلمان کیا جائے یا اسے معزول کیا جائے۔ اس اثناء میں راجہ کیرت سنگھ نے زیر اثر حافظ ابوالقاسم مذہب اسلام اختیار کر لیا اور اورنگ زیب کی طرف سے سعادت یار خان کا لقب اور خلعت وغیرہ اُسے عطا ہُوا"۔

اس خاندان کا آخری راجہ محمود تیغ سنگھ المعروف سیف اللہ خان تھا۔ راجہ تیغ سنگھ نے وزیر لکھپت کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"وزیر لکھپت کا کسی بات پر راجہ سے جھگڑا ہو گیا اور راجہ نے وزیر پر تلوار سے حملہ کیا اور اسے زخمی کر دیا۔ آخر کار وزیر لکھپت کشتواڑ سے بھاگ نکلا اور مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی شرن میں جموں آ گیا اور گلاب سنگھ جی کو کشتواڑ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کر لیا اور جب یہ فوج ڈوڈہ پہنچی تو راجہ تیغ سنگھ نے شکست قبول کر لی اور خود لاہور چلا گیا۔ وزیر لکھپت پر مہاراجہ گلاب سنگھ بہت مہربان رہے۔ ۱۸۴۶ء میں وزیر لکھپت جب شیخ امام الدین سے کشمیر کا قبضہ حاصل کرنے گیا تو بمقام منشی باغ لڑائی میں مارا گیا۔ وزیر لکھپت کا بیٹا وزیر زور آور تھا، جو مہاراجہ صاحب کا خاص مشیر تھا"۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

راجوری:۔ راجوری کا قدیمی نام "راج پوری" تھا مشہور چینی سیّاح ہیون سانگ اپنی کتاب میں راج پوری کا ذکر کرتا ہے۔ ہیون سانگ ۶۳۳ء قبل مسیح میں راج پوری کے راستہ گذرا تھا۔ پندرھویں صدی تک راج پوری میں ہندو راجگان کی حکومت تھی مگر اس کے بعد کشمیر کا غلبہ ہو گیا اور یہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی جو مسلمان راجپوت تھے۔ قدیمی مسلم راجگان خاندان پال سے تعلّق رکھتے تھے، جن کا سلسلہ ہندو راجگان بلاور سے ملتا تھا۔ ان کے بعد یہاں جرال راجپوتوں کی حکومت ہو گئی۔ فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"راجوری کی حکومت شمال اور مشرق کی طرف بیس پچیّس میل اور جنوب اور مغرب کی طرف تیس میل تک پھیلی ہوئی تھی۔"

مسٹر جی۔ ٹی۔ وائن نے جو ۱۸۳۵ء میں راجوری کی طرف گئے۔ اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ "اورنگ زیب بادشاہ نے راجوری کا راج ان راجگان کو عطا کیا تھا۔ ۱۸۰۰ء میں کریم اللہ خان راجہ راجوری کی وفات پر اس کا بڑا بیٹا اگر اللہ خان مسند نشین ہوا۔ چونکہ اگر اللہ خان ایک ہندو رانی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اس لئے راجوری کے حکام اور لوگ اس کے چھوٹے بھائی رحیم اللہ خان کی مسند نشینی کے حق میں تھے۔

چونکہ اگر خان اپنے بھائی پر شک کرتا تھا۔ اس لئے اس کو کشمیر بھیج دیا۔ جب سکھ گورنمنٹ نے کشمیر پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ ضروری ہو گیا کہ راجوری اور بھمبر جو کشمیر کے راستہ پر واقع تھے، قبضہ کیا جائے۔ ۱۸۱۰ء میں سکھوں کی فوج کو شکست ہوئی۔ ۱۸۱۲ء میں سکھّوں نے بھمبر کو فتح کر لیا اور راجوری کے راجہ نے بھی باج دینا منظور کر لیا۔ ۱۸۱۲-۱۳ء میں سکھ مہم کو کشمیر سے ناکامیاب واپس آنا پڑا۔ ۱۸۱۴ء میں سکھوں نے دوبارہ حملہ کیا تو راجوری کے راجہ نے سکھوں کی امداد کی۔

اس مہم میں مہاراجہ رنجیت سنگھ خود اپنی فوج کے ساتھ راجوری تک آئے تھے مگر راجوری کے راجہ نے مہاراجہ صاحب کو دھوکا دینا چاہا اور وہ لاہور چلے گئے۔ ۱۸۱۵ء میں مہاراجہ صاحب نے راجوری پر حملہ کرنے کے لئے ایک فوج بھیجی۔ قلعہ پر حملہ کیا گیا اور اسے توپوں کے گولوں نے چکنا چُور کر دیا۔ راجہ اگر خان کوٹلی کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں رحیم اللہ خان کو راجوری کا راجہ اس شرط پر مقرّر کیا گیا کہ وہ سکھّوں کو امداد دے گا۔ اگر خان کو مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۱۸۲۰ء میں قید کر لیا۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۸۴۶ء میں عہد نامہ امرت سر کے بعد راجوری کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ راجوری کے راجہ نے اپنا معاملہ سر ہنری لارنس کے پاس پیش کیا۔ ماہ اکتوبر ۱۸۴۶ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ ایک انگریز آفیسر کے ہمراہ راجوری تشریف لے گئے۔ رحیم اللہ خان کے بیٹے فقیر اللہ خان سے کہا گیا کہ اگر اُس کی مرضی ہو تو وہ مہاراجہ صاحب کی ریاست میں بود و باش رکھ سکتا ہے اور اگر چاہے تو برطانوی ہند میں۔ فقیر اللہ خان نے برطانوی ہند میں رہائش اختیار کرنے پر رضامندی ظاہر کی اور کانگڑہ کی طرف چلا گیا۔ اس خاندان کو سولہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر دی گئی۔

پونچھ:۔ قدیم ایّام میں پونچھ ہندو راجگان کی ملکیّت تھی۔ پھر ۱۷۵۲ء تک یہاں دُرّانی خاندان کی حکومت رہی۔ جب پنجاب میں سکھّوں کی حکومت قائم ہوئی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر پر حملہ کرنا چاہا تو پہلے پونچھ پر حملہ کیا گیا کیونکہ کشمیر کو ایک راستہ پونچھ سے جاتا تھا۔ پونچھ کے حکمران روح اللہ خان کو پیغام بھیجا گیا کہ وہ سکھوں کی امداد کرے، مگر اُس نے انکار کر دیا۔

۱۸۱۴ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے خود اپنی فوج کی رہنمائی کرتے ہوئے پونچھ پر حملہ کر دیا، مگر پونچھ اور راجوری کی افواج سے خالصہ فوج کو شکست ہوئی اور سکھّوں نے واپس ہوتے وقت پونچھ کے قصبہ کو جلا کر مسمار کر دیا۔ جب کشمیر پر ۱۸۱۹ء میں سکھّوں نے حملہ کیا۔ اُس وقت پونچھ کے راجہ نے کشمیر کے افغان گورنر کی امداد کی۔ کشمیر پر قبضہ ہو جانے کے بعد پونچھ کے راجہ کو گدّی سے اتار دیا گیا اور پونچھ کا الحاق سکھ گورنمنٹ سے کر دیا گیا۔ پونچھ کے اس شاہی خاندان کے آخری دو افراد شمس خان اور شیر جنگ خان کو مہاراجہ گلاب سنگھ نے قتل کر دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کچھ عرصہ بعد پونچھ کی جاگیر راجہ دھیان سنگھ جی کو عطا کی۔ ۱۸۴۶ء میں جب عہد نامہ امرتسر پر دستخط ہوئے تو اس میں پونچھ کو علیحدہ حکومت تسلیم نہیں کیا گیا اور پونچھ بھی مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی سلطنت کا ایک حصّہ قرار دیا گیا۔ پونچھ میں راجہ دھیان سنگھ جی کے ورثا اب تک جاگیر دار ہیں۔

بھمبر:۔ چودھویں صدی میں بھمبر کی بنیاد کانگڑہ کے کٹوچ راجگان کے ایک فرد نے ڈالی جو چب راجپوت تھا۔ بھمبر کو اسی لئے علاقہ چبھال بھی کہا جاتا ہے۔ دیوان اننت رام صاحب وزیر اعظم ریاست جموں وکشمیر نے لکھا ہے کہ "بھمبر کے راجگان چندر بنسی تھے۔ جن کا سلسلہ قوم راجپوت کٹوچ کانگڑہ سے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ملتا تھا اور ابراہیم لودھی کے عہد میں یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ بھمبر کے اِن راجگان کا آخری راجہ سلطان خان تھا۔ سلطان خان نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے کشمیر پر حملہ کرنے کی مخالفت کی مگر ۱۸۱۲ء میں شکست کھائی اور اِسے قید کر لیا گیا۔ سلطان خان سات برس لاہور میں قید رہا۔ رہائی کے بعد اِس نے پھر سازش کرنی شروع کر دی اور مہاراجہ گلاب سنگھ نے اسے قید کر لیا۔"

مسٹر وائن نے لکھا ہے کہ

"مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھمبر کا علاقہ راجہ دھیان سنگھ کو لبطور جاگیر دے دیا تھا۔"

کھڑی کھریالی:۔ دیوان اننت رام صاحب کے بیان کے مطابق کھڑی پر بھی جب راجپوتوں کی حکومت تھی، جن کا تعلّق بھمبر سے تھا۔ ۱۸۱۰ء میں سِکھّوں نے کھڑی پر قبضہ کر لیا اور راجگان کو چار ہزار روپیہ کی جاگیر عطاء کی۔ اِس خاندان نے گجرات (پنجاب) میں سکونت اختیار کی۔

پاڈر:۔ فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"پاڈر کے جو حالات معلوم ہو سکے ہیں وہ یوں ہیں کہ دو سو سال پہلے یہاں ہندو راجپوتوں کی حکومت تھی، جن کو رانا کہا جاتا تھا۔ دو دو تین تین گاؤں کا علیحدہ علیحدہ رانا ہوتا تھا۔ ۱۶۷۵ء کے قریب چمبہ کے راجہ چتر سنگھ نے حملہ کر دیا اور اس کا الحاق چمبہ کے ساتھ کر دیا۔ چتر سنگھ کے بعد پانچ یا چھ پُشت تک پاڈر پر چمبہ کی حکومت رہی۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ کی افواج نے زیر کمان وزیر زور آور سنگھ کھلوریہ ۱۸۳۶ء میں حملہ کیا تو پاڈر کی تواریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہُوا۔ زور آور سنگھ نے وزیر لکھپت کو پاڈر کی راہ زانسکار جانے کے لئے ایک نیا راستہ بنانے کو بھیجا۔ وزیر لکھپت کو پاڈر میں کچھ مقابلہ کرنا پڑا مگر وہ پاڈر میں ایک تھانیدار اور چند سپاہی رکھ کر آگے بڑھ گیا۔ وزیر لکھپت کے چلے جانے کے بعد پاڈر والوں نے ڈوگروں کو قید کر کے چمبہ بھیج دیا۔ گو راجہ چمبہ نے یہ قیدی واپس جموّں بھیج دیئے مگر اِس سے پاڈر کے بچاؤ کی صُورت نہ نکلی۔ دُوسرے موسمِ گرما میں وزیر زور آور سنگھ نے خود فوج کی رہنمائی کرتے ہوئے پاڈر پر قبضہ کر لیا اور اس کا الحاق جموّں سے کر دیا۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عہدنامہ امرتسر ۱۸۴۶ء کے بعد مہاراجہ گلاب سنگھ کی ریاست کی حدبندی کا سوال پیش ہوا۔ چمبہ کا راجہ جو سکھ گورنمنٹ کا باج گذار تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کا باج گذار نہ رہنا چاہتا تھا۔ حدبندی کے وقت یہ فیصلہ ہوا کہ دریائے راوی تک برطانوی حکومت کی حد مقرّر کی جائے۔ چنانچہ راوی کے پار جو علاقہ چمبہ کا تھا، وہ برطانوی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔ اِس کے عوض میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی لکھیم پور کا تعلّقہ جس کی آمدنی سولہ سترّہ ہزار روپیہ تھی، مہاراجہ صاحب کو دیا گیا۔ مگر حد بندی کا آخری فیصلہ کرتے وقت مہاراجہ صاحب نے چمبہ پر اپنا حق چھوڑ دیا اور بھدرواہ، لکھیم پور اور چندر گاؤں کا علاقہ اپنے قبضہ میں رکھا راجہ چمبہ نے برٹش گورنمنٹ کی اطاعت قبول کر لی اور ۱۲۰۰۰ روپیہ سالانہ باج دینا منظور کیا۔

اِن دنوں جب حدبندی کا فیصلہ ہو رہا تھا۔ لفٹیننٹ کرنل ایچ۔ ایم۔ لارنس نے مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے ساتھ فیصلہ کیا کہ صُوبہ جمّوں کے جو پہاڑی راجگان اپنے علاقوں سے بدر کئے گئے تھے۔ اُن کے گذارہ کے لئے پنشن مقرّر کی جائے۔ پنشن کی جو رقم مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو دینا تھی وہ ۱،۴۲،۲۰۰ روپیہ سالانہ تھی۔ اِس میں سے ۲۴،۰۰۰ روپیہ کی رقم اُن راجگان کو واجب الادا تھی جو انگریزی علاقہ میں بود و باش رکھنا چاہتے تھے اور باقی رقم اُن راجگان کو جو مہاراجہ صاحب کی حدود میں بود و باش رکھنا پسند کرتے تھے۔ یہ پنشن اِن راجگان اور ان کے ورثاء کو ہمیشہ کے لئے دی جانا مطلوب تھیں۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۲۴،۰۰۰ روپیہ کی پنشن سرکار انگریزی ادا کیا کرے گی اور اس کے عوض میں مہاراجہ صاحب سے کچھ علاقہ لے لیا جائے گا۔ کیپٹن جیمز ایبٹ نے ۱۳۔ اپریل ۱۸۴۷ء کو لفٹیننٹ کرنل ایچ، ایم، لارنس کو لکھا کہ

"دیوان جوالا سہائے مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی طرف سے پیغام لایا ہے کہ علاقہ کھڑی سے مظفرآباد تک دریائے جہلم کو لاہور اور جمّوں وکشمیر گورنمنٹ کی حد قرار دیا جائے۔ مہاراجہ صاحب نے رضامندی ظاہر کی ہے کہ وہ علاقہ ہزارہ، خان پور، کارواور کھوٹہ جن کا مالیہ تقریباً پانچ لاکھ روپیہ تھا دے کر اس کے تبادلہ میں علاقہ مناور اور کھڑی لینا چاہتے ہیں"۔

چنانچہ ۱۸۴۷ء میں لاہور اور جمّوں دربار کے مابین ایک اگریمنٹ کے ذریعہ دریائے جہلم کے مغرب کی طرف کے علاقہ جات ہزارہ، کھوٹہ وغیرہ لاہور گورنمنٹ کے سپرد کر دیئے گئے اور ان کے بدلے میں مہاراجہ صاحب کو دریائے جہلم کے مشرق کی طرف کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

علاقہ جات دے دیئے گئے۔ اس اگریمنٹ پر جوالا سہائے، دیوان دینا ناتھ، قاضی محکم دین، رائے کشن چند اور ایچ ایم لارنس کے دستخط ہیں۔ چنانچہ پٹھان کوٹ اور رہسالی نہر کے مشرق کی طرف کے گاؤں، میرتھل، ننگل، گروٹہ اور بہار پور انگریزی علاقہ میں شامل کر لئے گئے اور

یہ فیصلہ ہوا کہ پنشن پانے والوں میں سے کسی کی وفات پر ان علاقوں میں سے کوئی علاقہ مہاراجہ صاحب کو واپس نہ دیا جائے گا مگر نقد روپیہ دیا جایا کرے گا، جن راجگان کو یہ پنشن عطا کی گئی، اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر	راجہ کا نام	تاریخ جب پنشن مقرر کی گئی	رقم پنشن مقرر کردہ دیوان جوالا سہائے (روپوں میں)	رقم پنشن جو اُن راجگان کو دی جائے گی جو مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی ریاست میں بودوباش رکھیں گے	رقم پنشن جو ان راجگان کو دی جائے گی جو انگریزی علاقہ میں رہیں گے	مقام جہاں برطانوی ہند میں رہیں گے	نام خزانہ جہاں سے پنشن حاصل کریں گے	ریمارک
۱	راجہ رحیم اللہ خاں آف راجوری	۱۲۔ اکتوبر ۱۸۴۶ء	۱۶۰۰۰	۰	۱۶۰۰۰	رہیلو ضلع کانگڑہ	کانگڑہ	۰
۲	راجہ بھوری سنگھ آف جبرڈتہ	۱۶۔ مارچ ۱۸۴۶ء	۱۷۰۰۰	۱۳۷۰۰	۳۳۰۰	نور پور ضلع کانگڑہ	کانگڑہ	انگریزی علاقہ میں قیام میاں شمشیر سنگھ دو ہزار روپیہ۔ لشن سنگھ ۶۰۰ روپیہ۔ جیون سنگھ ۲۰۰ روپیہ اور سوچیت سنگھ ۵۰۰ روپیہ
۳	راؤ اپورب سنگھ آف مان کوٹ	۱۶۔ مارچ ۱۸۴۶ء	۱۵۰۰	۰	۱۵۰۰	نور پور	کانگڑہ	صرف شخص واحد
۴	رام چندر ہریو آف رام نگر	"	۳۰۰۰	۰	۳۰۰۰	شاہ زاد پور	انبالہ	"
۵	راجہ کلیان پال بسوہلی والا	"	۵۰۰۰	۵۰۰۰	۰	۰	۰	"
۶	راجہ اوتار سنگھ بھڈدو والا	۱۱۔ اپریل ۱۸۴۶ء	۵۰۰۰	۰۰	۵۰۰۰	نور پور کانگڑہ	کانگڑہ	"
۷	میاں زور آور سنگھ جمیل سنگھ دو برادر	۱۶۔ مارچ ۱۸۴۶ء	۳۰۰۰	۰	۳۰۰۰	زور آور سنگھ شملہ جمیل سنگھ دہلی	دہلی	زور آور سنگھ ۱۳۸۰ روپیہ جمیل سنگھ ۱۳۸۰ "

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

	آف کشتواڑ					دلاور سنگھ گجرات	کانگڑہ	دلاور سنگھ ۲۴۰ روپیہ
۸	حاشم علی خان ناروالہ	۱۳۔ نومبر ۱۸۴۶ء	۱۰۰۰	۰	۱۰۰۰	گجرات	لاہور	صرف شخص واحد
۹	راجہ فیض طالب خان بھمبر	۱۵۔ اکتوبر ۱۸۴۶ء	۱۰۰۰۰	۰	۱۰۰۰۰	شاہدرہ لاہور	"	"
۱۰	دیوان شیرباز خان	۰	جاگیر ۱۷۰۰ روپیہ	جاگیر ۱۷۰۰ روپیہ	۰	۰	۰	۵۰۰ روپیہ خزانہ لاہور سے ادا کیا گیا جو جموں سے وصول ہوگا
		کل رقم	۶۲۰۰۰	۴۲۸۰۰	۲۰۴۰۰			

فتوحات ممالکِ سرحد

۱۸۳۳ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے ڈوگرہ فوج کے لگ بھگ پانچ ہزار جوان لداخ پر حملہ کرنے کے لئے آراستہ کئے۔ اس فوج نے زیر سرکردگی وزیر زور آور سنگھ کوچ کیا۔ ڈوگرہ فوج کی آمد کی خبر جب لداخ پہنچی تو وہاں ہلچل مچ گئی۔ اُس زمانہ میں لداخ میں کوئی فوج نہ تھی بلکہ بوقتِ ضرورت دیہات سے فی گھر ایک نفر فوجی خدمات کے لئے لیا جاتا تھا۔ وزیر زور آور سنگھ اپنے لشکر کے ساتھ بغیر کسی مقابلہ کے سورو کے مقام تک پہنچ گیا۔ سورو میں وزیر نے چار روپیہ فی گھر مالیہ تشخیص کیا۔

یہاں وزیر نے ایک قلعہ کی بنیاد رکھی اور فوج کے کچھ آدمی یہاں رکھ کر آگے روانہ ہُوا۔ قلعہ کے لوکھر میں لداخی فوج نے مقابلہ کیا مگر چونکہ لداخیوں کے پاس اسلحہ جات اچھے نہ تھے اس لئے تمام دن کی لڑائی کے بعد لداخیوں نے شکست مان لی۔ اسی روز وزیر زور آور سنگھ نے کرتسے کھر کے قلعہ کو بھی سر کر لیا اور اس طرح دو اہم قلعوں پر ڈوگرہ فوج کا قبضہ ہو گیا۔ اس علاقہ میں بھی وزیر نے سرسری بندوبست اراضی بشرح چار روپیہ فی گھر عائد کیا اور رعایا سے اطاعت کا اقرار لے کر آگے روانہ ہُوا۔

لداخیوں نے آستانہ اور بیاما خوبو کے درمیان ایک مضبوط مورچہ بنا دیا تھا۔ وزیر جب اس مقام پر پہنچا تو لداخیوں نے سخت مقابلہ کیا۔ دو روز لڑائی جاری رہی اور مورچہ کو فتح کرنے کی کوئی صورت نہ نکلی۔ چنانچہ ایک بہادر سپاہی ندھان سنگھ اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ قلعہ کے اندر جو چھوٹی سی نہر جاتی تھی اس کی موری کے راستہ قلعہ میں داخل ہو گیا اور سب سے پہلے اس کا مقابلہ لداخیوں کے کمانڈر کالون دورج نمگیل سے ہُوا جس کا کام تمام کر دیا گیا۔ جب لداخی فوج کی تمام تر توجہ ندھان سنگھ اور اس کے ساتھی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کی طرف مبذول تھی تو وزیر زور آور سنگھ نے موقعہ پاکر قلعہ پر حملہ کردیا اور لداخیوں کے مورچہ کے اندر گھس گیا۔ دونوں فوجوں کی دست بدست لڑائی شروع ہوگئی اور بہت سی لداخی فوج اس جگہ کٹ گئی۔ باقی نے مایوس ہوکر بھاگنا شروع کردیا۔ ڈوگرہ فوج نے ان کا تعاقب کیا اور تقریباً ایک ہزار لداخیوں کو گرفتار کرلیا۔ یہ لڑائی لداخیوں کی شکست اور ڈوگروں کی فتح کے متعلق ایک فیصلہ کن معرکہ تھی۔ لداخی فوج پیچھے ہٹتی گئی اور ڈوگرہ فوج آگے بڑھتی گئی۔

اس کے بعد قلعہ سوت پر حملہ کیا گیا۔ چند روز لڑائی جاری رہی مگر قلعہ سر نہ ہو سکا۔ آخر مہتہ بستی رام کو پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ مہتہ بستی رام نے کچھ رات رہے حملہ کیا اور روشنی ہونے تک قلعہ فتح کرلیا اور بہت سے لداخی قید کرلئے۔

سردی کا موسم شروع ہونے لگا اور ڈوگرہ سپاہی جو سردی کے عادی نہ تھے، کسی قدر پریشان ہونے لگے۔ لیکن وزیر زور آور سنگھ مہم کو ناتمام چھوڑ کر واپس نہ آنا چاہتا تھا۔ اس نے لداخیوں کے ساتھ شرائط طے کرنے کے لئے ایک وکیل بھیج دیا۔ جس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ لداخ کا گیالپو کلی اطاعت قبول کرے اور اس کے ثبوت میں نو ہزار روپیہ سالانہ بطور نذرانہ ادا کرنا تسلیم کرے اور پندرہ ہزار روپیہ نقد بطور مصارف جنگ فوراً ادا کرے۔ جب وزیر زور آور سنگھ کے آدمی روپیہ لینے گئے تو لداخیوں نے انہیں پکڑ لیا اور قتل کردیا۔

وزیر زور آور سنگھ نے فریق مخالف کی یہ ہمت اور سردی کی شدت دیکھ کر یہی مناسب خیال کیا کہ فوج کو کرتسے واپس لے جائے اور موسم سرما وہاں بسر کرے۔ ۵۰۰ آدمیوں کا ایک دستہ سوت اور لشکم کے مقام پر تعینات کردیا گیا اور راجگان سوت ولشکم کو ان کی خوراک وغیرہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ سردی کے موسم میں وزیر زور آور سنگھ نے قلعہ سورو کی تکمیل کی۔ جب سردی کی شدت رفع ہوگئی تو لداخ کی طرف چڑھائی شروع کردی۔ لوبدھ کھرلو میں ڈوگرہ فوج کے پہنچنے پر علاقہ لامہ یورو سے چند اشخاص ایک گھوڑا اور کچھ روپیہ بطور نذرانہ لے کر وزیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب وزیر لامہ یورو کے مقام پر پہنچا تو تنگ موگانگ کی طرف سے دو گھوڑے اور کچھ روپیہ بطور نذرانہ لے کر چند اشخاص اظہار اطاعت کے لئے آئے۔

ڈوگروں کی بہادری سے لداخی اتنے دہشت زدہ ہوئے کہ صلح پر آمادہ ہوگئے اور وزیر کو پیغام بھیجا کہ وہ لداخ آکر صلح کی شرائط طے کرے۔ چنانچہ وزیر زور آور سنگھ اپنے ساتھ مہتہ بستی رام اور ایک سو سپاہیوں کو لے کر لداخ چلا گیا۔ جب یہ گیالپو کے محل میں پہنچے تو وزیر نے حسب دستور ملک ایک سو روپیہ گیال شس (گیالپو کا بیٹا) کے سر پر نچھاور کرنے کی تیاری کی۔ گیال شس نے اس فعل کو اپنی ہتک

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تصور کیا اور تلوار نکال لی۔ اس کے باقی ہمراہیوں نے بھی
تلواریں نکال لیں۔ ڈوگرے بھی تلواریں نکال کر مقابلہ کے لئے
تیار ہو گئے۔ گیالپو یہ واقعہ دیکھ کر بہت گھبرایا اور دست
بستہ وزیر کی خدمت میں عرض کی کہ لڑکے نے غلطی کی ہے۔
دوسرے روز باقی ڈوگرہ فوج بھی لداخ پہنچ گئی۔ گفت
وشنید کے بعد یہ قرار پایا کہ گیالپو پچاس ہزار روپیہ
بطور تاوان جنگ ادا کرے اور نو ہزار روپیہ سالانہ
بطور خراج سرکار جموں کو ادا کرنا قبول کرے۔ اس میں
سے کچھ رقم تو گیالپو نے ادا کر دی اور باقی اقساط میں
ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد وزیر زورآور سنگھ
لداخ سے واپس ہؤا۔

چونکہ لداخ میں وزیر نے کوئی فوج نہ رکھی تھی۔ اس لئے
اس کی واپسی کے بعد لداخیوں کے دلوں میں خود مختاری
حاصل کرنے کا جوش پھر پیدا ہؤا اور فوج جمع کر کے
وزیر کے تعاقب کی تیاری کی گئی۔ وزیر کو یہ خبر
انگدوم کے مقام پر پہنچی۔ وہ تیزی کے ساتھ زانسکار
پہنچا اور وہاں کی شورش کو رفع کر دیا۔ زانسکار آنے
سے وزیر کا اصل مدعا فتح پاڈر تھا جو ریاست چمبہ
کا ایک پرگنہ تھا۔ اس کے فتح ہو جانے سے لداخ
کا ایک دوسرا راستہ جموں کے ساتھ کھل جاتا تھا۔ خود
وزیر کو لداخ واپس جانا ضروری تھا۔ اس لئے اس نے
وزیر لکھپت کو پاڈر بھیج دیا اور خود لداخ کی طرف کوچ
کیا۔ وزیر نے لداخ واپس پہنچ کر تاوان جنگ کی پوری
رقم کی فوری ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ گیالپو نے اپنے محل
کا سامان، سونا، چاندی، چائے اور اون وغیرہ کی
صورت میں یہ رقم ادا کی۔ گیالپو ٹنڈوف کو حکومت
سے معزول کیا گیا اور اس کو موضع ستوک بطور جاگیر
دیا گیا۔ اس طرح ۱۸۳۴ء میں لداخ کی حکومت کا
خاتمہ کر دیا گیا۔ اب ٹنڈوف کی جگہ دوسرا گیالپو مقرر
کرنے کا سوال پیدا ہؤا۔ گیال شس فرار ہو چکا تھا۔
چنانچہ لبالونپو کو گیالپو مقرر کیا گیا اور اس نے اٹھارہ
ہزار روپیہ سالانہ بطور نذرانہ دینے کا وعدہ کیا۔ وزیر
نے یہاں ایک قلعہ تعمیر کرایا اور تین سو سپاہی اس قلعہ
میں مقرر کئے۔ نئے گیالپو کے بیٹے کو اپنے ساتھ لے
کر جموں پہنچا۔ وزیر پانچ سال تک جموں میں رہا۔

گیالپو کچھ عرصہ کے بعد عیاشی کی طرف مائل ہو گیا
اور ملک کے انتظام کا کوئی خیال نہ رہا۔ حکومت اس
کے وزیروں کے ہاتھ میں آگئی۔ ان دنوں کرنل مان سنگھ
نے جو دربار لاہور کی طرف سے کشمیر کا صوبیدار تھا۔
ڈوگروں کے خلاف سازش شروع کر دی۔ اس نے
اپنے ایک ملازم فتح سنگھ جوگی کو کرگل بھیجا اور لوگوں
کو ڈوگروں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا۔ کالون رحیم
خان اس کے دھوکے میں آگیا اور سکھوں کی امداد
کے وعدہ پر اس نے گیالپو اور اس کے وزیروں کو
بھی اپنا ہم خیال بنا لیا اور یہ فیصلہ ہؤا کہ لہاسہ اور
اسکردو سے امداد منگائی جائے۔ اس طرح تمام کا تمام

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

علاقہ سرحدی ڈوگروں کے خلاف کھڑا کر دیا۔ پوریگ میں اس بغاوت نے کچھ عملی صورت بھی اختیار کی اور ندھان سنگھ، کاروار، دراس اور کرگل معہ سپاہیوں کے قتل کر دیا گیا۔

جب ان حالات کی اطلاع جموں پہنچی تو وزیر زور آور سنگھ کے تحت سمت ۱۸۹۶ بکرمی مطابق ۱۸۳۹ء میں تیسری بار لداخ پر حملہ کرنے کی تیاری کی گئی۔ ادھر چمبہ کے لوگوں نے بھی شورش کر دی اور مہاراجہ جموں کے سپاہیوں کو قتل کر کے پاڈر پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ وزیر زور آور سنگھ پانچ ہزار ڈوگرہ فوج ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ کشتواڑ پہنچ کر پہلے وہ پاڈر گیا اور اور قلعہ چھتر گڑھ کو دوبارہ فتح کر کے یہاں ایک نیا قلعہ تعمیر کرایا۔ جس کا نام گلاب گڑھ رکھا۔ یہاں فوج کا ایک دستہ رکھ کر وزیر زور آور سنگھ واپس کشتواڑ آیا۔ جہاں سے واردن اور سورہ کے راستے لداخ کی طرف روانہ ہوا۔ اس لشکر کے لداخ پہنچنے پر مفسدہ پردازی کی جس قدر تجاویز وہاں ہو رہی تھیں۔ وہ سب اُلٹ گئیں اور گیالپو بھاگ نکلا مگر اس کی بدقسمتی سے وزیر کو اس واقعہ کی اطلاع مل گئی اور اس نے تعاقب کے لئے آدمی روانہ کئے۔ قبل اس کے کہ گیالپو سرحد عبور کر کے سپتی کے علاقہ میں داخل ہوتا وزیر کے آدمیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور لداخ پہنچایا۔ وزیر زور آور سنگھ نے گیالپو کو معزول کر کے اس کی تمام جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی اور لداخ کا باقاعدہ طور پر جموں سے الحاق کر لیا۔ میاں مگنا کو تھانہ دار مقرر کیا گیا۔

باقی سرحدی علاقہ کو بھی قابو میں رکھنے کی غرض سے وزیر نے یہ فیصلہ کیا کہ لداخیوں کو ان علاقہ جات کے فتح کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ کچھ عرصہ پہلے اسکردو کے راجہ احمد شاہ نے اپنے بیٹے محمد شاہ کو نکال دیا تھا اور وہ وزیر سے امداد کا طالب ہوا تھا مگر بعد میں احمد شاہ نے اپنے بیٹے کو گرفتار کر کے منگوا لیا تھا تاکہ وہ ڈوگروں کی مدد نہ کر سکے۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے وزیر نے احمد شاہ کو ایک مراسلہ بھیجا کہ تمہارا بیٹا ہماری امداد کو آیا تھا اور تم نے اسے جبراً واپس بلا لیا۔ یہ دست اندازی ہے۔ اس لئے اپنے بیٹے کو ہمارے پاس بھیج دو۔ چنانچہ وزیر زور آور سنگھ نے بلتستان کی تسخیر کے لئے فوج تیار کر لی۔ پرانے لداخی سپہ سالار کالون بنکھا یا کو اس فوج کا سردار مقرر کر کے اس لداخی فوج کو اپنی جمعیت میں شامل کر لیا اور اسکردو کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں وزیر نے پوریگ کے باغیوں کو بھی سزائیں دیں اور تمام علاقہ پوریگ کا الحاق جموں کے ساتھ کر کے کرگل، دراس اور سورو میں تھانہ دار مقرر کر دیئے۔

وزیر کے حملہ کی خبر جب اسکردو پہنچی تو راجہ احمد شاہ نے دونوں راستوں کو روکنے کا پورا انتظام

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کیا۔ راجہ اسکردو کی فوج تقریباً بیس ہزار تھی۔ اسکردو پر حملہ کرنے میں سب سے بڑی دقت دریائے سورو تھی۔ جس پر کوئی پل نہ تھا۔ گو دریا کا کچھ حصہ یخ بستہ ہو جایا کرتا تھا مگر دریا کا سارا پاٹ ایسا یخ بستہ نہ ہوتا تھا کہ اس پر سے فوج گذر سکے۔ یہاں ایک ایسا موقعہ تلاش کیا گیا، جہاں دریا کے دونوں طرف کا بیشتر حصہ یخ بستہ ہو جاتا تھا اور تھوڑا حصہ باقی رہ جاتا تھا۔ اس باقی حصہ پر لمبی لمبی لکڑیوں کے ٹکڑے ڈال دیئے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یخ کے ٹکڑے جو دریا میں بہتے تھے، وہ یہاں اٹک گئے اور رات بھر میں ایک مضبوط یخ بستہ پل تیار ہو گیا اور صبح ہونے سے پیشتر مہتہ بستی رام کی زیر کمان فوج کا ایک دستہ دریا پار کر گیا۔ ڈوگرہ فوج نے فوراً ہی دشمن کی ایک فوج پر جو درہ وانکو کے مقام پر تھی، حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں وزیر غلام حسن مارا گیا اور یہ مورچہ ڈوگروں کے ہاتھ آگیا۔ تقریباً ایک ہزار بلتی اس لڑائی میں مارے گئے۔ یہاں سے آگے چل کر بلتیوں نے جگہ جگہ کچھ مقابلہ کیا۔ مگر ناکامیاب بھاگنا پڑا۔ جب وزیر زور آور سنگھ اسکردو پہنچا تو راجہ احمد شاہ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اس قلعہ کا محاصرہ تقریباً دو ہفتہ جاری رہا۔ آخر راجہ احمد شاہ قلعہ سے نکل کر وزیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور قید کر لیا گیا اور وزیر نے اسکردو پر قبضہ کر لیا۔

ماہ مئی ۱۸۴۱ء میں وزیر زور آور سنگھ نے لاسہ پر حملہ کی تیاری کی۔ اس نے اپنی فوج کے دو حصے کئے۔ ایک کو میاں رائے سنگھ کے زیر کمان رُلشو کے راستہ روانہ کیا اور دوسرا اپنے ساتھ لے کر براستہ چنگلاڈ ٹاپچی روانہ ہوا۔ رودوق پہنچنے سے پہلے یہ دونوں فوجیں مل گئیں اور اس مقام پر حملہ کر دیا گیا۔ لاسہ کی فوج قلعہ میں بند ہو گئی۔ لاسہ کی فوج کا کمان افسر مارا گیا۔ دوسرے روز رودوق کا حاکم معہ اپنے افسروں اور لاماؤں کے وزیر زور آور سنگھ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطاعت قبول کی۔ وزیر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور آگے کوچ کیا۔ راستہ میں ٹوکپورل سوم کے مقام پر جب وزیر کی فوج رات کو آرام کر رہی تھی تو بے خبری میں لاسہ کی فوج نے حملہ کر دیا۔ جس میں ڈوگرہ فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے مگر وزیر نے اپنی فوج کو جلد سنبھال لیا۔ تقریباً چار گھنٹہ لڑائی جاری رہی اور فریق مخالف کو شکست ہوئی۔ یہاں سے آگے بڑھ کر وزیر اپنی فوج لے کر جھیل مانسرور پر پہنچا اور کوہ کیلاس تک کا علاقہ سر کر لیا۔ جھیل مانسرور سے آگے بڑھ کر قلعہ کرنونگ پر قبضہ کیا اور آگے قلعہ تفلاکھر کی طرف بڑھا۔ یہاں لڑائی ہوئی مگر لاسہ کی فوج نے جلد ہی شکست قبول کر لی۔ تفلاکھر سے ضلع کماؤں اور ملک نیپال کی سرحد تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ چونکہ پورانگ کی فتح سے جموں اور نیپال کی حد مل گئی۔ اس لئے مہاراجہ نیپال نے اپنا ایک ایلچی وزیر زور آور سنگھ کے پاس

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

بھیجا کہ چونکہ اب جموں اور نیپال کی حکومتیں ہمسایہ حکومتیں بن گئی ہیں۔ اس لئے آئندہ دونوں سرکاروں کو رسوم اتحاد اور یک جہتی کا پورا لحاظ رکھنا چاہئے۔

وزیر زورآور سنگھ کی افواج اس وقت ایسے مقام پر تھیں کہ جہاں سے لاسہ ابھی سات آٹھ روز کا سفر تھا۔ سردی شدت سے شروع ہو گئی اور مسٹر کننگھم اسسٹنٹ ایجنٹ گلگت نے وزیر زورآور سنگھ کو ایک پیغام بھیجا کہ ڈوگرہ فوج کے کسی معتبر کو سرکار انگریزی کی سرحد پر بھیجا جائے۔ چنانچہ مہتہ بستی رام اور کالو جمعدار کو کننگھم صاحب کے پاس بھیجا گیا۔ صاحب موصوف نے یہ مشورہ دیا کہ سردی کے موسم میں ڈوگرہ فوج کو اس مہم میں بہت تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی۔ رسد رسانی کا انتظام بھی مشکل ہوگا۔ اس لئے اس ملک کی تسخیر کا ارادہ آئندہ موسم بہار تک ملتوی رکھا جائے۔ مہتہ بستی رام نے واپس پہنچ کر وزیر کو یہ پیغام سنایا اور وزیر نے اسے قبول کر لیا۔ گو آئندہ کے واقعات نے ثابت کیا کہ وزیر نے ایسا کرنے میں ہمالیہ سے بھی بلند غلطی کی۔

اس وقت تک وزیر زورآور سنگھ نے سرکار جموں کی طاقت کو دریائے سندھ و ستلج کے منبع سے پار دادئی گھاگرہ کے بالائی حصہ میں پہنچا دیا تھا اور جموں کی حدود کو نیپال کی سرحد کے ساتھ ملا دیا تھا۔ جھیل مانسرور اور کیلاس پربت بھی جموں کے قبضہ میں تھے۔ غرضیکہ وزیر نے جموں کی حکومت کو دنیا کے اس مشہور مقام تک پہنچا دیا تھا۔ جہاں سے ہندوستان کے چار مشہور دریا سندھ، ستلج، گھاگرہ اور برہم پتر نکلتے ہیں۔ یاد رہے کہ لداخ کا علاقہ سطح سمندر سے پندرہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے اور اسے دنیا کا بلند ترین شہر ہونے کی وجہ سے دنیا کی چھت (Roof of THE WoRLD) کہا جاتا ہے۔ فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"یہ وہ ملک ہے۔ جہاں باہر کی دنیا کے لوگ بمشکل ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اس دور دراز ملک میں وزیر زورآور سنگھ ایک بار نہیں بلکہ چار بار حملہ آور ہوا۔"

ڈوگرہ فوج کی مشکلات کو بیان کرتے ہوئے مسٹر کننگھم نے لکھا ہے کہ

"اس شدت کی سردی میں جہاں دن کے وقت بھی درجہ حرارت کبھی کبھی یخ بستگی کے درجہ سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ڈوگرہ فوج نے نہائت بہادری کا ثبوت دیا۔"

وزیر زورآور سنگھ کو غالباً یہ خیال ہوا کہ سردی کے موسم میں اب دشمن کے حملہ کی بھی کوئی امید نہیں ہے۔ اس لئے وہ چند ہمراہیوں کو لے کر تقلاکھر سے لداخ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ نومبر ۱۸۴۱ء کا واقعہ ہے۔ ۷ نومبر کو وزیر کو اطلاع ملی کہ لاسہ کی فوج آ گئی۔ وزیر نے ایک دستہ فوج دشمن کی طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

روانہ کیا۔ دشمن نے اس سارے کے سارے دستہ کو قتل کر دیا۔ اس وقت زور آور سنگھ نے خطرہ کا احساس کیا۔ اس برف باری میں بھاگنا بھی مشکل تھا اور دشمن ایک بھاری فوج لے کر مقابلہ میں صف آرا تھا چنانچہ وزیر زور آور سنگھ نپولین کی کہاوت "حملہ بہترین قسم کا ڈیفنس ہے" پر عمل کرتے ہوئے اپنی قلیل فوج کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ یہ لڑائی ۱۰۔ دسمبر کو شروع ہوئی اور لگاتار تین دن جاری رہی۔ ۱۲۔ دسمبر کو وزیر زور آور سنگھ کو داہنی ران میں گولی لگی اور وہ گھوڑے پر سے گر پڑا۔ زخمی حالت میں بھی وہ شیر کی طرح دشمن کا مقابلہ کرتا رہا اور کئی سپاہیوں کو تلوار سے مار دیا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ زخمی شیر پر قابو پانا مشکل ہے تو ایک تبتی سپاہی نے اس کی پیٹھ کی طرف سے نیزہ مارا، جو سینہ کی طرف باہر نکل گیا۔ اس طرح وزیر زور آور سنگھ نے ۲۔ پگھر ۱۸۹۸ء بکرمی مطابق ۱۲۔ دسمبر ۱۸۴۱ء میدان جنگ میں اپنی جان دے دی۔ وزیر کے مارے جانے سے ڈوگرہ فوج کی کمر ٹوٹ گئی۔ لاسہ کی فوج نے ان کا پیچھا کر کے سخت کشت وخون کیا۔ ڈوگرہ فوج کے چھ ہزار سپاہیوں میں سے صرف ایک ہزار کے قریب زندہ بچے۔ ان میں سے بھی بہت سے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں سردی کی شدت اور برف باری کی وجہ سے جل گئی تھیں۔ جو تھوڑے بہت آدمی بچے، ان میں سے کچھ تو

الموڑہ کے راستے جموں آئے اور کچھ قلعہ لداخ میں ہی پناہ گزین ہوئے۔

وزیر زور آور سنگھ کے مارے جانے اور ڈوگرہ فوج کی پسپائی کا اثر صرف لاسہ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ سابقہ فتوحات کی حالت بھی نازک ہو گئی۔ تمام علاقوں نے بغاوت کر دی۔ لداخی اور لاسی بودھوں نے وزیر زور آور سنگھ کے تعمیر کردہ مندر کو مسمار کر دیا۔

ماہ پھاگن ۱۸۹۸ء بکرمی میں جب مہاراجہ گلاب سنگھ جی سلطنت لاہور کے انتظامات کے سلسلہ میں پشاور جا رہے تھے تو ہزارہ کے نزدیک انہیں وزیر زور آور سنگھ کے مارے جانے کی اطلاع پہنچی۔ گو مہاراجہ کو زور آور سنگھ جیسے بہادر جرنیل کے مارے جانے کا بہت رنج ہوا مگر ان کا حوصلہ ذرا بھی پست نہ ہوا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے فوراً ہی دیوان ہری چند اور وزیر رتنوں کی زیر سرکردگی دوسری مہم بھیجنے کا حکم دیا۔ دیوان ہری چند نے جموں پہنچ کر چھ ہزار جوانوں کا لشکر تیار کیا اور کشمیر روانہ ہوا۔ کرگل کے نزدیک دشمن نے بہت سے مورچے بنا رکھے تھے۔ جن کو سر کرنے کے لئے دیوان نے بہت کوشش کی۔ مگر پہاڑوں پر برف کی وجہ سے یہ پہاڑ قابل عبور نہ تھے۔ لہذا ایک ماہ کے انتظار کے بعد جب برف قدرے پگھل گئی تو تین ہزار جوانوں کو زیر سرکردگی رام سنگھ جمعدار چھانگنڈ کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

راستہ اس پہاڑ کی چوٹی پر بھیجا گیا۔ دیوان ہری چند، وزیر رتنوں اور باقی فوج سیدھے راستہ سے روانہ ہو کر کھرل کے مقام پر پہنچی۔ اس مورچہ پر کرگل کی فوج موجود تھی۔ دیوان نے اس مورچہ پر زبردست حملہ کیا اور دشمن کو بھگا دیا اور ڈوگرہ فوج کرگل میں شب باش ہو گئی۔ دیوان نے راستہ میں لیسری کھر اور پشکم کے قلعوں کو آگ لگا کر جلا دیا۔ دیوان علاقہ جات برلب سڑک کا انتظام کرتا ہوا لداخ کی طرف بڑھتا گیا۔ راستہ میں ملبہ اور ملاوک کھر کے قلعوں کو بھی اس نے جلا دیا۔ باغیوں کو سزائیں دیں۔ راستہ میں محمد علی خان راجہ پشکم جو لداخ سے واپس آرہا تھا۔ ڈوگرہ فوج کے مقابلہ پر اُتر آیا۔ چونکہ اس نے اتفاقاً حملہ کر دیا۔ اس لئے ڈوگرہ فوج کے کچھ آدمی مارے گئے۔ دیوان کی فوج نے زبردست حملہ کیا اور راجہ محمد علی خان کی فوج کا صرف ایک آدمی اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

جب دیوان کا لشکر لاسہ کے قریب پہنچا تو لاسی فوج لداخ کے محل سے نکل کر بجائے دشمن پر حملہ کرنے کے سرحد کی طرف بھاگنے لگی۔ اس کے ساتھ ان کا بنایا ہوا گیالپو جگمت نمگیل بھی بھاگ گیا۔ دیوان نے چھاؤنی کے متصل اپنا جھنڈا نصب کر دیا۔ اس کے بعد اس نے میاں جواہر سنگھ کی زیر سرکردگی فوج کا ایک دستہ زانسکار کو روانہ کیا تاکہ زانسکار کی بغاوت فرو کر سکے۔ دیوان ہری چند کی فوج کو دیگر کئی مقامات پر بھی لاسی فوج کا مقابلہ کرنا پڑا مگر آخر کار حکومت لاسہ نے کرپون جور گمبس کے ذریعہ مصالحت کی درخواست کی۔ کرپون دیوان کے پاس حاضر ہوا اور حکومت لاسہ کی طرف سے دو وکیل صلح کرنے کے لئے مقرر کئے۔ اور مہاراجہ صاحب کی طرف سے دیوان ہری چند اور وزیر رتنوں صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے مقرر ہوئے۔ چنانچہ ۲۔ ماہ اسوج سنہ ۱۸۹۹ بکرمی (ماہ ستمبر سنہ ۱۸۴۲ء) میں اس عہد نامہ پر دستخط ہوئے۔

یہ عہد نامہ فارسی زبان میں ہے، جو "گلاب نامہ" کے صفحہ ۲۶۴ پر درج ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:-

"چونکہ ہم افسران لاسہ گورنمنٹ مسمیان (۱) کلون سکانوالہ اور (۲) بخشی ساپچو کمانڈر افواج بادشاہ چین اور دوسری طرف مہاراجہ گلاب سنگھ کی طرف سے (۱) دیوان ہری چند اور (۲) وزیر رتنوں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ راجہ گلاب سنگھ، بادشاہ چین اور لاما گورو صاحب لاسہ والا کے درمیان ہمیشہ کے لئے دوستانہ تعلقات قائم رکھیں گے۔ لاسہ گورنمنٹ کی جانب سے اقرار کرتے ہیں کہ ہمارا لداخ کی سرحد کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ہم حسب معمول لداخ کے راستہ شال، پشم اور چائے کی تجارت کریں گے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اور اگر شری راجہ صاحب کے دشمن ہمارے ملک میں راجہ صاحب کے خلاف کچھ کارروائی کریں گے تو ہم اُنہیں اپنے ملک میں نہیں رہنے دیں گے اور اگر کوئی تاجر لدّاخ کی طرف سے آئے تو ہم مداخلت نہ کریں گے۔ ہم کبھی اس عہد نامہ کے خلاف نہ جائیں گے اور ہمیں خدا، گائتری اور پاسی کی قسم ہے۔ وزیر میاں خوشال چو گواہ ہے"

اس عہد نامہ پر دستخط ہونے کے بعد دیوان ہری چند بمعہ ہر دو وکلائے لاسہ و اسیرانِ جنگ جموں آیا۔ راجہ احمد شاہ کو بھی قید کر کے جموں لایا گیا اور اسے گمٹ کے قلعہ میں نظر بند رکھا گیا۔ گیالپو جگمت نمگیل کو بمعہ اُس کی والدہ اور افسران لاسہ کے لدّاخ واپس بھیج دیا گیا۔ دیوان ہری چند نے ان کے حق میں ستوک کی سالم جاگیر بحال رکھی۔

اب اس خاندان سے راجہ جگمت ڈاڈول (ممبر پرجا سبھا) ہے۔ جو ستوک کا جاگیردار ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۸۴۶ء سے پہلے

کشمیر

کشمیر ایک ایسا ملک ہے جس نے ڈوگرہ حکومت سے پہلے کبھی بھی امن نہیں دیکھا۔ گو کبھی کبھی ظلم اور تشدّد کے ستائے ہوئے کشمیر اول کو اللتادتیہ اور زین العابدین جیسے نیک حکمران بھی میسّر ہوتے رہے۔ کشمیر کی خوبصورتی ہی غالباً اس کی بدبختی کا موجب ہوتی رہی اور گا ہے گا ہے کشمیر پر کئی حملے ہوتے رہے۔ کشمیر ایک ایسا ملک ہے جس کی ایک مسلسل تاریخ زمانہ قدیم سے موجود ہے، جیسی شائد کسی اور ملک کی نہیں۔ اس تاریخ کا مصنّف پنڈت کلہن ہے۔ اشوک کے زمانہ میں کشمیر پر بودھوں کی حکومت تھی۔ جس کے آثار قدیمہ اس وقت تک کشمیر میں موجود ہیں۔ اس زمانہ میں کشمیر کی راجدھانی موجودہ سری نگر سے تین میل پرے موضع پانڈرتھن میں تھی۔ اشوک کے بعد کشمیر کی تاریخ میں نیا باب کنشک کی حکومت کے ساتھ شروع ہوا۔ کنشک کی حکومت مسیح سے ۴۰ برس پہلے شروع ہوئی۔ اس کے بعد ۵۱۵ء میں کشمیر پر مہر گل "WHITE HUN" نے غلبہ پایا۔ جس کی حکومت کابل اور سنٹرل ایشیا، میں بھی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے بعد بادشاہ للتادتیہ (۶۹۹ء - ۷۳۶ء) کا دور شروع ہوا۔ کلہن نے ذکر کیا ہے کہ للتادتیہ نے "دنیا کو فتح کر لیا تھا"۔ مگر یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچتا ہے کہ للتادتیہ نے پنجاب کا شمالی حصّہ۔ قنّوج اور تبّت کا علاقہ فتح کیا تھا اور بدختاں پر کامیاب حملہ کیا تھا۔ بادشاہ للتادتیہ کے وقت کشمیر بام عروج پر پہنچ چکا تھا۔ اسی بادشاہ نے مارتنڈ کا مشہور مندر تعمیر کرایا اور موجودہ شادی پور کے نزدیک ایک نیا شہر آباد کیا۔ جس کا نام پری ہاس پور رکھا۔ للتادتیہ کے بعد اس کے خاندان کے کئی راجوں نے کشمیر پر حکومت کی مگر یہ سب کے سب کمزور تھے اور ان کی حکومت بھی تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد بدلتی رہی۔ ان کے بعد قابلِ ذکر بادشاہ اونتی ورمن ہوا۔ جس نے ۸۵۵ء سے ۸۸۳ء تک حکومت کی۔ اونتی ورمن کے زمانے میں اونتی پور کا شہر آباد ہوا اور یہاں اس نے مندر تعمیر کرایا۔ جس کے کھنڈر آج تک

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اونتی ورمن کے عروج کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اس کے زمانہ میں ایک مشہور کشمیری انجنیئر مسمّی سُویہ ہُوا۔ جس نے وادیٔ کشمیر کو سیلاب سے بچانے کی سکیم بنائی۔ ۱۰۱۵ء کے لگ بھگ کشمیر پر محمود غزنوی نے حملہ کیا مگر یہ حملہ ناکام رہا۔ تب اس کے بعد کشمیر میں اندرونی جھگڑے شروع ہو گئے اور بعد کے ہندو شاہان کشمیر میں ہرش کا نام قابل ذکر ہے جس نے ۱۰۸۹ء سے ۱۱۰۱ء تک حکومت کی۔ اس کے بعد بھی ۱۳۳۹ء تک کشمیر پر ہندوؤں کی حکومت قائم رہی۔ اس اثناء میں محمود غزنوی کے حملہ (۱۰۰۰ء) کے بعد پنجاب میں اسلام کا زور بہت بڑھ چکا تھا اور شاہ میر نے ۱۳۳۹ء میں کشمیر پر حملہ کر کے کشمیر کے آخری ہندو حکمران (یہ ایک بیوہ رانی تھی) کو گدّی سے اتار دیا اور کشمیر میں مُسلم حکومت کی بُنیاد رکھی۔ اس وقت سے ۱۵۸۶ء تک جب مغل بادشاہوں نے کشمیر پر قبضہ کیا، کشمیر کے مُسلم حکمرانوں میں صرف بادشاہ زین العابدین عرف بڈشاہ کا نام نامی قابل ذکر ہے۔ زین العابدین نے ۱۴۲۰ء سے ۱۴۷۰ء تک کشمیر پر حکومت کی اور اس بادشاہ کا نام آج تک بھی کشمیر میں عزّت سے یاد کیا جاتا ہے۔

زین العابدین کے وقت کشمیر کے ہندو بھی اُن مظالم کو بھول چکے تھے جو انہیں دیگر مُسلم بادشاہوں کے وقت برداشت کرنے پڑے۔ ۱۵۳۲ء تک کئی مُسلم حکمران بدلے، مگر یہ تمام کے تمام کمزور تھے۔ ۱۵۳۲ء میں مرزا حیدر نے کشمیر پر حملہ کیا۔ ۱۵۸۶ء میں اکبر بادشاہ نے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اکبر بادشاہ خود تین مرتبہ کشمیر آئے اور انہوں نے قلعہ ہاری پربت کی بنیاد رکھی۔ اکبر کا جانشین جہانگیر تو کشمیر کا عاشق تھا۔ جہانگیر نے کشمیر میں شالیمار باغ اور نشاط باغ وغیرہ تعمیر کرائے جو آج تک جہانگیر کی یاد دلاتے ہیں۔ مغل بادشاہوں کے وقت کشمیر میں پہلا انگریز سیّاح برنیر (BERNIER) وارد ہُوا۔ برنیر اپنے سفرنامہ میں اس زمانہ کے کشمیر کا ذکر کرتا ہُوا کشمیر کی خوشحالی اور شادابی کا ذکر کرتا ہے مگر جب سلطنتِ مغلیہ کا زوال شروع ہُوا تو کشمیر کے مغل حاکموں نے پھر ظلم و تشدّد شروع کر دیا۔ آخر کار ۱۷۵۰ء میں کشمیر پر افغانوں نے قبضہ کر لیا۔

فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"افغانوں کا زمانہ کشمیر کے لئے سب سے زیادہ مظالم کا زمانہ تھا۔"

لارنس صاحب لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں

"کشمیریوں پر بہت سے مظالم توڑے گئے۔ اس زمانہ میں ایک انسان کا سر کاٹنا اتنا آسان سمجھا جاتا تھا، جیسے ایک پھول توڑنا ہندوؤں کو بوریوں میں بھر کر جھیل ڈل میں ڈبو دیا جاتا تھا اور انہیں زبردستی مسلمان بنایا جاتا تھا۔"

اس ظلم و تشدّد کا نتیجہ یہ ہُوا کہ بہت سے ہندو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ملک چھوڑ کر بھاگ گئے اور کثیر تعداد ہندو آبادی اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو گئی۔ ظلم سے تنگ آئے ہوئے ہندوؤں نے رنجیت سنگھ سے امداد طلب کی۔ ۱۸۱۹ء میں راجہ گلاب سنگھ جی کی زیر سرکردگی ایک خالصہ فوج کشمیر پر حملہ کر کے اِسے پنجاب کے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ سر فرانسس ینگ ہسبنڈ (SIR FRANCIS YOUNG HUSBAND) لکھتے ہیں کہ

"گو کشمیر میں پھر ایک بار ہندو حکومت قائم ہو گئی۔ مگر اس سے پہلے کشمیر کی ہندو آبادی کا ۹/۱۰ حصّہ مسلمان بنایا جا چکا تھا"

سر فرانسس کے بیان کے مطابق سکھوں کی حکومت قائم ہو جانے سے کشمیریوں کی بدبختی کا خاتمہ نہیں ہوا۔ گو سکھ گورنمنٹ کے وقت کشمیریوں پر وہ مظالم نہ ڈھائے جاتے تھے، جو انہیں مغل بادشاہوں کے وقت برداشت کرنے پڑے، تاہم سکھ حکومت بھی اِن کے لئے رحمت ثابت نہ ہوئی۔

مسٹر مور کرافٹ (MOORCROFT) جو ۱۸۲۴ء میں کشمیر کی سیاحت کے لئے آئے۔ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔

"ہر طرف لوگ بُری حالت میں ہیں۔ سکھ گورنمنٹ اِن سے بہت سے ٹیکس وصول کرتی ہے اور سرکاری افسر اِن لوگوں سے روپیہ بٹورنے اور طرح طرح کے ظلم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ کشمیر کے قابلِ کاشت رقبہ کا ۱/۱۶ حصّہ بھی زیر کاشت نہیں ہے اور بھوک سے مرتے ہوئے لوگ ہندوستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ گورنمنٹ کاشتکاروں سے ۱/۲ حصّہ بطور مالیہ وصول کرنے کی بجائے ۳/۴ حصّہ وصول کر رہی ہے۔ کشمیر کے شالوں پر اتنا بھاری محصول عائد کیا گیا ہے جو اس کی قیمت کا ۲۶ فیصدی حصّہ ہے۔ ہر قسم کی تجارت پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شہر کے کوتوال کو (جو انصاف کا سب سے بڑا افسر ہے) سالانہ تیس ہزار روپیہ کی رقم خزانہ میں داخل کرنا ہوتی ہے اور وہ جس طرح چاہے، روپیہ وصول کرتا ہے۔"

جن جن گاؤں یا قصبوں میں مسٹر مور کرافٹ گئے۔ وہاں اُنہوں نے لوگوں کو بھوکا اور ننگا پایا۔ آپ لکھتے ہیں کہ

"سکھ گورنمنٹ اِن کشمیریوں کے ساتھ مال مویشی سے بہتر سلوک نہیں کرتی۔ اگر کوئی سکھ کسی ہندو یا مسلمان کو قتل کر دے تو اُسے ۱۶ سے ۲۰ روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ جس میں سے مقتول کے وارثوں کو اگر مقتول ہندو ہو تو چار

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

روپیہ اور اگر مسلمان ہو تو دو روپیہ دے کر باقی رقم خزانہ میں داخل کی جاتی ہے۔"

۱۸۳۵ء میں ایک اور انگریز سیاح وائن VIGNE کشمیر میں وارد ہوا اور اس سیاح نے بھی اُس زمانہ کے کشمیر کا نقشہ اسی طرح کھینچا ہے۔

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ لکھتے ہیں کہ "صاف عیاں ہے کہ ابھی کشمیریوں کی قسمت میں آرام کی زندگی نہ تھی، گو وہ اس کی قریبی منزل پر پہنچ رہے تھے۔"

یہ اُس خطۂ کشمیر کی مختصر تاریخ ہے جس نے ہزاروں برس کے ظُلم و تشدد کے بعد ڈوگرہ حکومت میں امن کا زمانہ دیکھا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

گلگت
اور
اس کے گرد و نواحی ممالک

زمانہ سلف کے حالات کا جہاں تک عام روایات اور گیتوں سے پتہ چلتا ہے۔ یہی دریافت ہوا ہے کہ گلگت پر راجگان کی حکومت رہی ہے۔ گلگت میں جمہوری حکومت کا رواج نہ تھا۔ جیسا کہ اس کے ملحقہ علاقہ جات میں آج تک چلا آتا ہے۔ گلگت کے پرانے راجگان خاندان ترا خانی سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۸۴۲ء سے پہلے تیس برسوں میں گلگت میں پانچ بار حکومتیں بدلیں۔ پہلے اس پر سلیمان شاہ والئی یاسین قابض رہا۔ پھر آزاد خان والئی پونیال نے سلیمان شاہ کو قتل کرکے گلگت پر قبضہ کرلیا۔ آزاد خان کو نگر کے حکمران طائر شاہ نے قتل کیا اور خود حکمران بن گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شاہ سکندر حکمران ہوا۔ گوہر امان والئی یاسین نے شاہ سکندر کو قتل کیا۔ کریم خان نے سکھوں کی فوج کی مدد سے گوہر امان کو نکال کر اپنی حکومت سکھوں کی سرپرستی میں قائم کردی۔ اس وقت سے گلگت کا تعلق کشمیر سے پیدا ہوا۔

مسٹر فریڈرک ڈریو جنہوں نے گلگت کے حالات کی تحقیقات کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

”گوہر امان نے یاسین سے حملہ کرکے شاہ سکندر کو قتل کر دیا اور گلگت پر اپنی حکومت قائم کی۔ اس کا بھائی کریم خان فرار ہوکر علاقہ گوریس چلا گیا۔ وہاں سے اس نے اپنا ایک معتبر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے صوبہ دار کشمیر شیخ غلام محی الدین کے پاس بطلب امداد روانہ کیا۔ درخواست منظور ہوئی اور دو سکھ پلٹنیں بسر کردگی کرنل نتھے شاہ امداد کے لئے بھیجی گئیں۔“

یہ واقعہ ۱۸۴۲ء کا ہے۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ نے دیوان ہری چند اور وزیر رتنوں کی سرکردگی میں آخری مہم لداخ وہاں کا غدر فرو کرنے کی غرض سے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

براہ کشمیر روانہ کی تھی۔

اس وقت تک سکھوں نے گلگت اور کشمیر کے درمیانی ملک استور پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ راجہ استور کو محض باج گذار بنایا تھا۔ لیکن جب انہوں نے گلگت پر پیش قدمی کی تو اپنی آمد و رفت قائم رکھنے کے لئے اُنہیں استور میں ایک چھاؤنی بنانی پڑی۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ راجہ جبّار خان کی خودمختاری جسے اُنہوں نے راجہ مذکور کو مہاراجہ گلاب سنگھ کی قید سے آزاد کر کے خود قائم کیا تھا۔ گم ہو گئی اور رفتہ رفتہ وہ صرف نام ہی کا راجہ رہ گیا۔ اُس کے گذارہ کے لئے ایک تھوڑی سی جاگیر مقرّر ہوئی جو اب تک قائم ہے۔

گوہر امان کو جب افواج خالصہ کے وارد ہونے کی خبر پہنچی تو وہ مقابلہ کے بغیر گلگت چھوڑ کر یاسین کی طرف روانہ ہؤا مگر نتھے شاہ نے پیش قدمی کر کے گلگت سے تین میل کے فاصلہ پر موضع لسین میں اُسے گھیر لیا اور شکست دی۔ تاہم وہ خود اس کے ہاتھ سے بچ نکلا اور پونیال جا پہنچا۔

اس واقعہ کے تھوڑے روز بعد ایک فوجی افسر متھرا داس نے سکھوں کے صوبہ دار کشمیر کے پاس یہ دعویٰ کیا کہ میں تمام علاقہ گلگت کو تابع کر سکتا ہوں صوبہ دار نے متھرا داس کو سرکردہ مقرّر کر کے گلگت بھیج دیا۔ وہ گلگت پہنچا تو کچھ خالصہ فوج لے کر شروٹ کی طرف سرحد پر چلا گیا اور نتھے شاہ باقی فوج کے ساتھ گلگت میں رہا۔ گوہر امان نے پونیال سے متھرا داس کی فوج پر شروٹ اور گلپورہ کے درمیان حملہ کیا اور بڑی خونریزی کے بعد اُسے شکست فاش دی اور چوں کہ اُس کے ساتھ سوار بھی تھے اس لئے انہوں نے سکھوں کو بھاگنے کا موقعہ بھی نہ دیا۔ متھرا داس ہٹ کر کشمیر چلا گیا مگر نتھے شاہ فوج لے کر آگے بڑھا اور گوہر امان سے جنگ کی تیاری کی مگر مقابلہ سے قبل گوہر امان نے سفارت شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ فریقین نے تسلیم کیا کہ گلگت پر سکھ قابض رہیں۔ گوہر امان نے یہ شرط بھی منظور کی کہ وہ اپنی بیٹی کا بیاہ نتھے شاہ سے کر دے گا۔ یہ عہد نامہ کر کے نتھے شاہ گلگت واپس پہنچا۔ نتھے شاہ نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ غضنفر خان راجہ ہونزہ اور جعفر خان راجہ نگر کی بیٹیوں سے جو گوہر امان کے اتحادی تھے۔ نتھے شاہ نے بیاہ کیا۔ نتھے شاہ گلگت پر قبضہ کر کے اور کریم خان کو برائے نام راجہ مقرّر کر کے واپس چلا آیا۔

جب کشمیر اور اُس کے ساتھ گلگت مہاراجہ گلاب سنگھ کے حوالہ ہو گیا تو نتھے شاہ نے سکھوں کی ملازمت چھوڑ دی اور اپنی خدمات جدید حکمران کے پاس منتقل کر لیں اور اُس کے واسطے گلگت کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے ڈوگرہ فوج لے کر دوبارہ گلگت روانہ ہؤا۔ اس دفعہ اِسے کوئی دقّت پیش نہیں آئی۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

افواج ڈوگرہ نے استور اور گلگت کے دستہ فوج خالصہ کو سبک دوش کر دیا۔

ڈریو لکھتا ہے کہ

«سرکار انگلشیہ ہند اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے درمیان ۱۸۴۶ء میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ اس کے ان الفاظ کی بابت کہ جمیع ملک کوہستانی کہ جانبین دریائے راوی و سندھ جانب ہزارہ واقع اند بمعہ متعلقات آں کوہستان واقع جانب مشرق دریائے سندھ و جانب مغرب دریائے راوی، بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ الفاظ گلگت کی شمولیت پر حاوی نہیں ہوتے کیونکہ گلگت دراصل دریائے سندھ کے شمال اور مغرب میں واقع ہے۔»

مگر اصلیت یہ ہے کہ یہ الفاظ کسی باریک جغرافیائی تقسیم یا اطلاق پر دلالت نہیں کرتے۔ لداخ جس کے اوپر ان الفاظ کا حاوی ہونا یقینی طور پر ملحوظ خاطر تھا۔ دریائے راوی کے شمال مشرق اور شمال میں واقع ہے، نہ کہ اس کے مغرب میں۔ خود ملک کشمیر کی بابت جو کہ عہد نامہ کا اصل مقصد تھا، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دریائے راوی کے مغرب ہی میں واقع ہے اور دریائے سندھ سے کشمیر کا ملک مشرق اور مغرب دونوں طرف واقع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عہد نامہ مرتب کرنے والوں کو معلوم نہ تھا اور نہ انہوں نے زیادہ باریکی کے ساتھ اس امر کو واضح کرنے کی کوشش کی کہ یہ ممالک دراصل مسافت کے کس نقطہ پر واقع ہیں۔ مگر بعد میں جب تسلط ہو گیا اور انتظام ملک سے فرصت ہوئی تو سرکار انگلشیہ نے ایک سفارت مقرر کی جس نے حد بندی کا فیصلہ کر دیا۔ اس نے لداخ اور گلگت سرحد علاقہ جات کو اس ملک کا حصہ تسلیم کیا جو مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو تفویض کیا گیا تھا اور دریائے سندھ کا پانی یعنی سلسلہ کوہستان قراقرم و پامیر و مستاغ سرحد قرار پائی۔ اس فیصلہ کے بعد اس اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

حد بندی کے لئے لفٹنٹ وینس ایگنیو اور لفٹنٹ ینگ تعینات کئے گئے تھے۔ انہوں نے راجہ ہونزہ کو لکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم ہونزہ آنا چاہتے ہیں مگر اس نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

لفٹنٹ وینس ایگنیو اور لفٹنٹ ینگ کی واپسی کے بعد راجہ ہونزہ نے گلگت پر حملہ کر دیا۔ نتھے شاہ کے ساتھ اس نے جو عہد شکنی کی۔ اس کے متعلق اس نے یہ جواز قائم کیا کہ نتھے شاہ انگریزوں کو ہمارا ملک دکھانے کے لئے لے آیا تھا اور عہد شکنی کا مرتکب ہوا۔ اس لڑائی میں نتھے شاہ مارا گیا اور ڈوگرہ فوج کو شکست ہوئی۔

اس زمانہ میں گوہر امان کی حکومت پونیال تک تھی۔ وہ بھی ڈوگرہ حکومت کے خلاف راجہ ہونزہ کے ساتھ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

شامل ہو گیا۔ متحدہ فوج نے گلگت کو تسخیر کر لیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے اسٹور اور بلتستان سے فوجیں روانہ کیں۔ خفیف لڑائی ہوئی اور بعد ازاں سابقہ حالات کی بنیاد پر صلح ہو گئی اور دوبارہ امن ہو گیا۔

۱۸۵۲ء میں قلعہ گلگت کا تھانیدار کمیدان سنت سنگھ تھا جو بنجی اور اسٹور میں جو فوج کمک کی غرض سے رکھی ہوئی تھی۔ اس کا کمیدان بھوپ سنگھ تھا۔ گوہر امان نے اچانک گلگت پر حملہ کر دیا۔ ڈوگرہ افواج کو شکست ہوئی اور بہت سے سپاہی مارے گئے۔

۱۸۵۷ء میں مہاراجہ رنبیر سنگھ جی جب گدی نشین ہوئے تو اُن کی توجہ گلگت کی طرف مبذول ہوئی۔ بالآخر ۱۸۶۰ء میں کرنیل دیوی سنگھ نرانیہ کی زیر سرکردگی ایک ڈوگرہ لشکر گلگت کی طرف روانہ کیا۔ راجہ گوہر امان نے ایک جدید قلعہ تعمیر کیا تھا۔ جسے لوگ ناقابل فتح خیال کرتے تھے مگر کرنیل دیوی سنگھ نے اس قلعہ کی تسخیر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ دیوی سنگھ کی فوج کے گلگت پہنچنے کے موقع پر راجہ گوہر امان فوت ہو گیا۔ اس واقعہ نے گلگت کے لوگوں کا حوصلہ پست کر دیا۔ دیوی سنگھ نے محاصرہ کر لیا اور گولہ باری شروع کر دی۔ اس کا ایک گولہ پھاٹک توڑ کر قلعہ کے اندر داخل ہوا۔ اور وزیر کا کام تمام ہوا۔ دیوی سنگھ قلعہ پر قابض ہو گیا۔

محمد خان خطابی راجہ گلگت اس زمانہ میں کشمیر میں فوت ہو چکا تھا اور گلگت میں سابقہ خاندان راجگان کا نام لیوا کوئی باقی نہیں رہا تھا۔ چونکہ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کو اس امر کا بڑا خیال تھا کہ پرانے خاندانوں کو مٹنے نہ دیا جائے لہٰذا محمد خان کے وارث کی تلاش کی گئی اور اس کو جاگیر عطا کی گئی۔

گوہر امان کی موت کے بعد یاسین میں بدنظمی پیدا ہو گئی۔ یہ دیکھ کر دیوی سنگھ نے گلگت سے آگے پیش قدمی کی اور یاسین کو تسخیر کر لیا اور چند روز بعد اپنی فوج لے کر گلگت کو واپس چلا آیا اور سلیمان شاہ قدیم راجہ یاسین کے بیٹے عظمت خان کو گدی پر بٹھا آیا۔ جونہی ڈوگرہ فوج نے یاسین سے پیٹھ موڑی، اہل یاسین نے عظمت خان کو نکال دیا۔

اس زمانہ میں دیوی سنگھ نے ایک اور سیاسی انتظام کیا جو یاسین کے انتظام سے زیادہ مستقل ثابت ہوا اور اس وقت تک جاری ہے۔ عیسیٰ بہادر پونیال کے قدیم راجگان میں سے تھا۔ غالباً یہ سکھوں کے حملہ کے قریب کا واقعہ ہے کہ گوہر امان اُس کا دشمن ہو گیا اور عیسیٰ بہادر کشمیر چلا آیا۔ جہاں اسے جاگیر مل گئی جب گلگت کے دوبارہ فتح کرنے کی تجویز ہوئی تو عیسیٰ بہادر مہاراجہ کی فوج کے ساتھ گلگت گیا اور جب وقت فوج یاسین کی طرف کوچ کرتی ہوئی اُس کے موروثی ملک پونیال سے گذری تو یاسین اور گلگت کی حکومتوں کے درمیان ایک خود مختار ریاست قائم کرنے کی مصلحت سے اُس کی میراث اُس کے حوالہ کی گئی۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۸۶۰ء میں جنگ یاسین ختم ہوئی اور ڈوگروں کو فتح حاصل ہوئی اور یسین کے لوگ اطاعت پر آمادہ ہوگئے۔ یاسین چند سال تک باج گذار رہا۔

۱۸۶۶ء میں ڈوگرہ فوج نے ہونزہ پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں نگر کے لوگ ڈوگرہ فوج کے ساتھ شامل ہوگئے۔ مگر انہوں نے بعد میں دھوکا دیا اور ڈوگرہ فوج جنگ لڑنے کے بغیر واپس آگئی۔

اس ناکامی کی وجہ سے گلگت کے گردو نواح کے راجوں نے فائدہ اٹھانا چاہا اور جملہ اقوام کا ایک اتحاد قائم کیا۔ اس اتحاد کی روح رواں وزیر رحمت وزیر یاسین تھا جو اس واقعہ سے دو سال پیشتر مہاراجہ صاحب بہادر کی قدمبوسی کے لئے جموں حاضر ہوا تھا۔ وہ ایک لشکر جرار لے کر گلگت پر حملہ آور ہوا۔ اس کی درخواست پر امان الملک مہتر آف چترال خود سوار اور پیادہ فوج لے کر آیا اور قلعہ گلگت کے بالمقابل دریائے گلگت کے بائیں کنارے پر قبضہ کر لیا۔ حملہ آوروں کے سرکردگان میں سے امان الملک مہتر آف چترال سب سے نامور اور ممتاز آدمی تھا۔ ڈوگرہ فوج کے صرف ایک سو سپاہی قلعہ میں موجود تھے اور انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دشمن کو قلعہ میں داخل ہونے سے روکا۔ جب یہ خبر کشمیر پہنچی تو مہاراجہ صاحب نے فوج کا ایک بڑا دستہ زیر سرکردگی وزیر زور آور اور کرنل بجے سنگھ گلگت روانہ کیا۔ اس لشکر کی آمد پر دشمن کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ بھاگ نکلے۔

ماہ ستمبر ۱۸۶۶ء میں وزیر زور آور سنگھ نے فیصلہ کیا کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے۔ اس لئے اس نے علاقہ داریل پر حملہ کر دیا۔ وادی داریل میں سات قلعے ہیں۔ ڈوگرہ فوج کو فتح ہوئی اور علاقہ داریل نے اطاعت قبول کر لی اور ڈوگرہ فوج واپس کشمیر چلی آئی۔

اس واقعہ کے ایک سال بعد ان تھک یاسینی دشمنوں نے پونیال پر پھر حملہ کیا۔ پہلے انہوں نے قلعہ لوبر پر دھاوا بول دیا مگر یہاں مہاراجہ صاحب کی فوج موجود تھی جس نے راجہ عیسیٰ بہادر کے ساتھ مل کر یاسین کی فوج کا مقابلہ کیا۔ بخشی رادھا کشن گلگت سے مزید فوج لے کر پہنچ گیا اور ملک امان کو شکست ہوئی۔

اس کے بعد یاسین میں خانگی فسادات شروع ہوئے

اس کے بعد کا ایک اہم واقعہ لفٹننٹ ہیورڈ کا قتل ہے۔ لفٹننٹ ہیورڈ لنڈن کی شاہی جغرافیائی انجمن کی طرف سے پامیر کے مقامی حالات دریافت کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ میر ولی گلگت پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا تھا۔ اس غرض سے اس نے لفٹننٹ ہیورڈ کو یاسین آنے کی اجازت دے دی۔ ہیورڈ کو جو کچھ میر ولی نے بتایا۔ اس نے اعتبار کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ گورنمنٹ آف انڈیا سے سفارش کرے گا کہ گلگت کا قبضہ مہاراجہ کشمیر سے لے کر میر ولی کو دلا دیا جائے۔ اپنے وعدہ کے مطابق واپسی پر ہیورڈ نے گورنر جنرل کے سامنے یہ معاملہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

پیش بھی کر دیا۔ ہیورڈ ۱۸۷۰ء میں دوبارہ یاسین گیا اور جب میر ولی نے دیکھا کہ اس کا مقصد پورا نہ ہُوا تھا تو اُس نے ہیورڈ کو قتل کر دیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد پہلوان بہادر نے میر ولی کو یاسین سے نکال دیا اور خود راجہ یاسین بن گیا۔ مگر ۱۸۸۰ء میں امان الملک نے پہلوان بہادر کو قتل کر کے یاسین کا الحاق چترال کے ساتھ کر دیا۔

۱۸۷۷ء میں جب کہ لارڈ لٹن وائسرائے ہند تھے۔ کپتان بڈلف ازجانب سرکار انگلشیہ گلگت میں آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی بغرض سفارت ہونزہ وغیرہ مقرر ہوئے۔ دوسرے سال اُن کو بطور برٹش ایجنٹ گلگت تعینات کیا گیا۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد گلگت ایجنسی تخفیف میں لائی گئی۔

۱۸۸۸ء میں رُوس نے پامیر کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور یہ دیکھ کر گورنمنٹ آف انڈیا نے فیصلہ کیا کہ کوارٹر ماسٹر جنرل کے محکمہ کے ایک افسر کو گلگت روانہ کیا جائے۔ چنانچہ کرنل ڈیورنڈ کو مامور کیا گیا۔

مارچ ۱۸۸۹ء میں گلگت ایجنسی دوبارہ قائم کر دی گئی۔ ۱۸۹۱ء کے آغاز میں ہونزہ اور نگر کی طرف سے چیلت میں فساد کا اندیشہ ہونے لگا۔ مگر کرنیل ڈیورنڈ نے اس کی روک تھام کی تدابیر اختیار کر لیں۔

۱۸۹۱-۹۲ء کا ایک اہم سرحدی واقعہ مہم ہونزہ اور نگر اور ان دونوں ریاستوں کا کامل طور پر تسخیر کیا جانا ہے۔

اس مہم کے واقعات کو نائٹ (KNIGHT) نے اپنی قابل قدر کتاب "دیر تھری امپائر میٹ" "WHERE THREE EMPIRES MEET" میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چونکہ آغاز مہم سے اس کے خاتمہ تک وہ شریک مہم رہا۔ اس لئے اُس نے جو کچھ لکھا ہے چشم دید حالات پر مبنی ہے۔ مصنّف مذکور کے بیان کا خلاصہ یوں ہے:۔

"اس مہم کے اسباب مختصراً حسب ذیل تھے۔ کرنیل ڈیورنڈ نے راجگان ہونزہ اور نگر کے ساتھ ۱۸۸۹ء میں عہدنامہ کیا تھا۔ جس کی رُو سے راجگان نے اپنے آپ کو پابند کیا تھا کہ سڑک یارقند کے قافلوں پر آئندہ حملہ اور لوٹ مار نہ کیا کریں گے اور یہ اقرار کیا تھا کہ سرکار برطانیہ کے افسران کو جنہیں باضابطہ اجازت دی گئی ہو۔ جب کبھی ضرورت اپنے ملک میں سفر کرنے سے نہ روکیں گے۔

دوسری طرف سرکار انگلشیہ نے ہر دو راجگان کو وظیفہ دینا قبول کیا تھا۔ اس انتظام کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ راجگان نے عہدشکنی کی اور پہلے کی طرح ڈاکہ زنی شروع کر دی۔ راجہ آف ہونزہ نے کپتان ینگ ہسبنڈ (Capt. YOUNG HUSBAND)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کو صاف کہہ دیا تھا کہ جب تک وظیفہ ابزاد نہ کیا جائے، ہم قافلوں کی لوٹ مار جاری رکھیں گے۔ جنگ کی تیاری شروع کر دی گئی۔ یکم دسمبر کو حملہ کا حکم دیا گیا۔ اس مہم ہونزہ اور نگر میں سپاہیوں کا بیشتر حصہ ڈوگرہ فوج پر مشتمل تھا۔ جن کے علاوہ پانچویں گورکھا پلٹن کے ۱۸۸ جوان، ہزارہ کا پہاڑی توپ خانہ وغیرہ تھا۔ پلٹن رگھو پرتاپ کے پچاس سپاہیوں کو پہلے درہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ درہ کی چوٹی پر جو سطح دریا سے ۸۰۰ فٹ کے قریب ہے، جا پہنچے۔ ان کے بعد خچریں توپوں کو لے کر بھیجی گئیں۔ یہاں سے قلعہ نلت آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ فوج کو قلعہ کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ جب یہ فوج قلعہ کے نزدیک پہنچی تو نگر کے لوگوں نے تفنگ زنی شروع کر دی۔ دونوں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ اسی اثناء میں کرنل ڈیورنڈ زخمی ہو گیا۔ اتنے میں کپتان ایلمر نے گولیوں کی بارش کے درمیان قلعہ کے پھاٹک کو گن کاٹن GUN COTTON کی سرنگ لگا کر اڑا دیا اور سپاہی قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ دشمن نے سخت حملہ کیا اور قلعہ کے اندر قتل عام شروع ہو گیا۔ وزیر نگر مارا گیا مگر بہت سے لوگ چور دروازہ سے نکل کر بھاگ گئے۔

اس طرح یہ مستحکم قلعہ جس پر دشمن کی متحدہ فوج کو فخر تھا۔ چند گھنٹوں میں دلیرانہ حملہ سے فتح ہو گیا۔ مگر اس مقام سے آگے بڑھنا مشکل تھا۔ دشمن نے جگہ جگہ مورچے بنائے ہوئے تھے۔ ۳۔ دسمبر کو ٹھول کی طرف بڑھنے کی تیاری کی گئی مگر دشمن نے سخت مقابلہ کیا اور فوج واپس آ گئی۔ مشکل سے درہ کے اوپر تک راستہ بنایا گیا مگر اوپر پہنچنے پر پھر گولی برسنی شروع ہوئی۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ کسی دوسرے راستہ سے چڑھائی کی جائے۔ یہ تحقیقات جاری رہی کہ حملہ کے لئے کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔ اس تحقیق میں ریاست کی پلٹن باڈی گارڈ کے سپاہیوں نے بڑا حصہ لیا اور بالخصوص اور دلیر سپاہی نگدا نامی ہررات اسی کوشش میں لگا رہا۔ بالآخر اس نے وہ تجویز نکالی جس کی بنا پر ۲۰۔ دسمبر کو کامیابی ہوئی۔ نگدا کو پہاڑ پر چڑھنے میں کمال حاصل تھا۔ اس کی تجویز تھی کہ پہاڑی کی چوٹی پر جو برج تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل جو سنگلاخ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہے۔اس کے اُوپر چڑھنے کا امکان ہے چونکہ کمانڈروں کو آگے بڑھنے کا اور کوئی ذریعہ نظر نہ آتا تھا۔اس لئے انہوں نے نگدا کی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ نگدا رات کو روانہ ہُوا، مگر اس کے ساتھی سپاہی ابھی دُور نہ جانے پائے تھے کہ دشمن نے گولہ باری شروع کر دی اور انہیں واپس آنا پڑا۔ دشمن نے اس راستہ پر دو اور مورچے تیار کر لئے، مگر مستقل مزاج نگدا نے ہمّت نہ ہاری اور ایک رات تن تنہا دشمن کے مورچے کے نیچے تنگ سنگلاخ پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد ۱۹۔ دسمبر کو پلٹن باڈی گارڈ کے ایک سو سپاہی، پچاس سپاہی پلٹن رگھو پرتاپ اور ۵۰ گورکھا سپاہیوں کا ایک دستہ رات کے وقت بھیجا گیا۔ ۲۰۔ دسمبر کی صبح کو باقی فوج کے چار دستے بنائے گئے اور انہیں چار مخصوص مورچوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ دشمن نے اُوپر سے پتھّر برسانے شروع کر دیئے مگر گولوں کی بوچھاڑ نے دشمن کے حوصلے پست کر دیئے اور چاروں مورچے فوج کے ہاتھ آ گئے۔ اس پہاڑی پر قبضہ ہو جانے سے فوج کا کام آسان ہو گیا۔ دشمن کے قلعہ ٹھول اور مابول میں جو لشکر تھا اُس نے جب دیکھا کہ جن استحکامات کو وہ

ناقابلِ عبور سمجھتے تھے۔ وہ سب اُلٹ گئے اور وہاں کوئی آدمی باقی نہیں رہا تو اُن پر خوف طاری ہو گیا اور وہ بھاگ نکلے۔ اس کے بعد فوج آگے بڑھی اور جس قدر مورچے باقی تھے۔ اُن سب کو دشمن سے خالی کرایا۔ نیلکی کے مقام پر راجہ نگر فوج کو ملا اور اظہارِ فرمانبرداری کیا۔ فوج نگر کے قریب پہنچی تو اہلِ ہونزہ کا مراسلہ ملا کہ ان کا راجہ اور وزیر دونوں فرار ہو گئے ہیں اور اہلِ مُلک اطاعت و فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ نگر کے لوگوں کے پاس جس قدر اسلح تھا۔ وہ ایک معیّنہ وقت کے لئے ضبط کر لیا گیا۔ ہونزہ سے چودہ آدمی سامنے آئے اور اُنہوں نے اُس دستہ فوج کی سلامتی کا ذمّہ لیا جو قلعہ ہونزہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے بھیجا جا رہا تھا۔ دریائے ہونزہ پر ایک عارضی پُل تعمیر کیا گیا اور پانچویں گورکھا پلٹن کے ایک سو جوان ایک انگریز افسر کی سرکردگی میں قلعہ ہونزہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے بھیجے گئے۔ انہوں نے سات میل کا سفر طے کر کے قلعہ ہونزہ پر قبضہ کر لیا۔

کشمیر امپیریل سروس ٹروپس کے چھ سو جوان ہونزہ اور نگر پر قبضہ رکھنے کی غرض سے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تعینات کر دیئے گئے اور باقی فوج ۷ جنوری کو گلگت واپس پہنچی۔"

اس کے بعد کا اہم واقعہ تسخیر چترال ہے۔ اس مہم کے حالات سر جارج رابرٹسن کی کتاب موسومہ "چترال" میں ملتے ہیں۔

۳۰۔ اگست ۱۸۹۲ء کو مہتر امان الملک فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کا بڑا بیٹا سردار نظام الملک یاسین میں حاکم تھا۔ اس کے چھوٹے بھائی افضل الملک نے فوراً قلعہ اور خزانہ پر قبضہ کر کے اپنی جانشینی کا اعلان کر دیا۔ یہ شخص عیاش تھا اور لوگ اس کے برخلاف ہو گئے۔

امان الملک مرحوم کا بھائی شیر افضل افغانستان میں پناہ گزین تھا۔ اس نے اس ملک میں اعلیٰ جنگی خدمات انجام دی تھیں جس کی وجہ سے امیر افغانستان کے دل میں اس کی بڑی عزت تھی۔ اس موقعہ پر حسن اتفاق سے وہ ایک سو سپاہیوں کے ساتھ بدخشان سے کوتل ڈورہ عبور کر کے وادی لٹخو میں داخل ہو رہا تھا۔ اہل چترال نے اسے مہتری کے لئے تجویز کیا اور اس تجویز کو خفیہ رکھا۔ شیر افضل چترال سے دس میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا اور افضل الملک کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ رات کو افغان سپاہی حملہ آور ہوئے اور جب افضل الملک روشنی کر کے باہر دیکھنے لگا تو گولی کا نشانہ ہو گیا۔ شیر افضل مہتر چترال بن گیا۔

چونکہ شیر افضل امیر عبدالرحمان خان کے زور سے چترال پر قابض ہوا تھا۔ اندیشہ تھا کہ اس کے ذریعہ امیر افغانستان چترال پر اپنی سرپرستی قائم کرے گا اور اس کے لئے گورنمنٹ ہند انکار کر چکی تھی۔ اس بناء پر گلگت میں بڑی مشکل پیش آئی۔ نظام الملک اپنے والد کے تخت کے لئے جدّوجہد کرنے کی فکر میں تھا۔ کرنل ڈیورنڈ نے کپتان ینگ ہسبنڈ کو ہونزہ سے طلب کیا اور ایک فوج کے ساتھ گوپس روانہ کیا۔ نظام الملک بھی ساتھ گیا۔ نظام الملک مستوج میں پہنچا۔ جہاں شیر افضل کا بیٹا کمیدان تھا۔ ایک خفیف سی لڑائی ہوئی مگر شیر افضل بھاگ چکا تھا اور نظام الملک نے چترال پر قبضہ کر لیا۔ گلگت میں ۶۔ جنوری ۱۸۹۵ء کو یہ افواہ پہنچی کہ نظام الملک اتفاقیہ طور پر گولی لگنے سے فوت ہو گیا ہے۔ ۸ تاریخ کو مفصّل اطلاع پہنچی کہ امیر الملک نے جسے نیم مخبوط الحواس خیال کیا جاتا ہے۔ مہتر نظام الملک کو قتل کر دیا۔ اس سازش کا مدّعا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نظام الملک کا کام تمام کر کے عارضی طور پر اس کا جانشین مقرر کر دیا جائے اور بعد میں وہ بحق شیر افضل تخت کو ترک کر کے علیحدہ ہو جائے اور شیر افضل اسے اپنا متبنٰی تسلیم کرے۔

ان حالات کے پہنچنے پر گورنمنٹ ہند نے حکم دیا کہ ڈاکٹر رابرٹسن چترال پہنچ کر تحقیقات کرے۔ پھر جانشینی کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ ۱۵ جنوری ۱۸۹۵ء کو ڈاکٹر موصوف افواج کشمیر کے جرنیل

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

باج سنگھ اور میجر بھیکم سنگھ کو ساتھ لے کر چترال روانہ ہوئے۔ انہی دنوں عمرا خاں ملک دیر سے تین چار ہزار لشکر لے کر درّہ لواری کو عبور کر کے چترال کے علاقہ میں داخل ہو گیا اور قلعہ دروش پر حملہ آور ہؤا۔ ڈاکٹر رابرٹسن ۲۱۔ جنوری کو چترال پہنچ گیا۔ عمرا خاں نے قلعہ دروش کو تسخیر کر لیا۔ لہٰذا برٹش ایجنٹ اپنے تمام ہمراہیوں کو لے کر قلعہ کے اندر چلا گیا۔ چترالیوں نے اس کی بہت مخالفت کی لیکن ڈاکٹر رابرٹسن نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ ادھر شیر افضل پھر وارد ہؤا اور معلوم ہؤا کہ چترال کے لوگ شیر افضل کی پیشوائی کے لئے جا رہے ہیں۔ ۲۴۔ فروری کو گورنمنٹ ہند کا حکم پہنچا کہ عمرا خاں کو ملک چترال سے باہر نکالنے میں اہل چترال کی مدد کی جائے۔ چنانچہ عمرا خاں کو الٹی میٹم بھیج دیا گیا اور ادھر شیر افضل کو بھی خط لکھا گیا کہ اگر تم چترال آ جاؤ تو تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے۔ تمہیں مہتر تسلیم کرنے کا اختیار سرکار ہند کے بغیر کسی کو حاصل نہیں ہے مگر یہ امر تقریباً یقینی ہے کہ جب سرکار یہ دیکھے کہ اہل چترال تمہاری حکومت کو تسلیم کرتے ہیں تو انہیں کچھ اعتراض نہ ہوگا۔ ۲۷۔ فروری کو شیر افضل کی طرف سے ایک ایلچی برٹش ایجنٹ کے پاس خط لے کر آیا جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ چونکہ چترال میں شیر افضل کے رہنے کے لئے کوئی موزوں مکان نہیں ہے۔ اس لئے برٹش ایجنٹ فوراً قلعہ کو خالی کر دے اور فوج لے کر واپس مستوج چلا جائے۔ ان حالات میں ڈاکٹر رابرٹسن نے تابع منظوری سرکار انگلشیہ امیر الملک کو مہتر چترال تسلیم کر لیا۔ شیر افضل کے آدمیوں نے چترال اور مستوج کے درمیان راستہ توڑ دیا۔ ماہ مارچ کے شروع میں چترال کے سیاسی حالات بہت بگڑ گئے۔ علاقہ درغ میں ایک انگریز کپتان راس مارا گیا۔ اس کے بعد شیر افضل کے آدمیوں نے فوج کے دو افسران فولر اور ایڈورڈس کو دھوکا دے کر گرفتار کر لیا۔ ان کے ساتھ بارہ سپاہی بھی گرفتار کر لئے گئے۔ ان کو چترال پہنچایا گیا۔ عمرا خاں کی امداد سے دونوں افسروں کو قید سے چھڑایا گیا۔

۲۲۔ مارچ کو سرکار ہند کی طرف سے کرنل کیلی کے نام یہ حکم صادر ہؤا کہ ضلع گلگت کی فوجی کمان اختیار کرے اور پشاور کے راستہ جو فوج چترال کی کمک کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اس کے ساتھ گلگت کی طرف کمک پہنچانے کا انتظام کرے۔ کرنل کیلی کی رجمنٹ نمبر ۳۲ پائونیر سڑک بونجی اور چلاس پر کام کر رہی تھی۔ اس کے چار سو سپاہی گلگت میں جمع تھے۔ اس میں سے دو سو جوان ۲۳۔ مارچ کو کپتان بورڈیل کی سرکردگی میں گوپس روانہ کر دیئے گئے اور باقی آدمی بعد میں توپوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔

۳۱۔ مارچ کو کرنل کیلی کی تمام مہم غذر میں جمع

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہوگئی۔ جس میں پلٹن ۳۲ پاؤنیر کے ۴۰۰ جوان، خچر بیڑی ریاست کشمیر، دو توپ، سفر مینا ریاست کشمیر کے چالیس جوان شامل تھے۔ موسم سرما میں برف باری کی وجہ سے توپوں کا لے جانا مشکل تھا مگر بہادر سپاہیوں نے توپیں اُٹھا کر پار کیں۔ چکلوٹ کے مقام پر لڑائی ہوئی اور دشمن کو شکست ہوئی۔ کرنیل کیلی نے فوج کو جمع کرکے مستوج کی طرف کوچ کیا۔ اس کے بعد مقام نیساگول پر جنگ ہوئی۔ یہاں بھی دشمن کو شکست ہوئی۔ نیساگول سے چترال تک سفر بہت تکلیف دہ ثابت ہوا کیونکہ محمد عیسیٰ نے جابجا سڑک توڑ دی تھی۔ ۱۷۔ اپریل کو فوج موضع برنیس کے بالمقابل لب دریا پہنچی۔ اس جگہ پل جلا دیا جاچکا تھا۔ دریا کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ چار چار، پانچ پانچ کے گروہوں میں سپاہیوں کو پار جانے کو کہا گیا، مگر یہاں کچھ آدمی بہہ گئے۔ رات کو فوج مورائی کی منزل پر پہنچ گئی۔ یہاں معلوم ہوا کہ محمد عیسیٰ نے تھوڑے فاصلہ پر ایک جگہ گولن گول کو روک رکھا ہے۔

گولن گول ایک دشوار گذار جگہ ہے مگر گولن گول میں کوئی مقابلہ نہ کرنا پڑا۔ کیونکہ محمد عیسیٰ کو چترال سے بلاوا آیا اور وہ اپنے آدمیوں سمیت چترال چلا گیا تھا۔

یہاں سے چل کر فوج چترال میں داخل ہوگئی۔ اس کے بعد امیر الملک کو گدّی سے اتار دیا گیا اور شجاع الملک کو مہتر مقرر کیا گیا۔

ادھر جنرل سر رابرٹ لو کی کمان میں ایک کمک جو پشاور کے راستہ بھیجی گئی تھی۔ اس فوج کو دشمن کا سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ شیر افضل کے سپاہیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ایک لڑائی میں کپتان کیمبل مجروح ہوئے اور جرنیل باج سنگھ اور میجر بھیکم سنگھ مارے گئے۔

اس مہم کے بعد ہز ایکسیلنسی لارڈ الگن وائسرائے اور گورنر جنرل نے اپنے ملٹری سیکرٹری کرنل ڈیورنڈ کو ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ مقیم گلگت کے ہمراہ چترال بھیجا جس نے باقاعدہ دربار منعقد کرکے مہتر شجاع الملک کی مسند نشینی کا سرکاری طور پر اعلان کیا۔

اس طرح مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں تمام سرحد مستحکم طور پر قائم ہوگئی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے بعد موجودہ حکمران (مہاراجہ ہری سنگھ جی) کے عہد میں سرکار برطانیہ نے صوبہ گلگت کے اُس پار کو جو دریائے سندھ کے پار اس کے داہنے کنارہ پر واقع ہے۔ ۱۹۳۵ء میں بذریعہ معاہدہ بطور اجارہ ساٹھ سال کے لئے مہاراجہ بہادر سے حاصل کر لیا۔ عہد نامہ کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ترجمہ

عہدنامہ

فی مابین برٹش گورنمنٹ و مہاراجہ صاحب جمّوں وکشمیر

بابت انتظام گلگت

معاہدہ فی مابین سرکار دولت برطانیہ و کرنل ہزہائینس مہاراجہ ہری سنگھ اندر مہندر بہادر۔ جی، سی، الیس، آئی۔ جی، سی، آئی، ای۔ کے، سی، وی، او۔ اے، ڈی، سی مہاراجہ جمّوں وکشمیر و وارثان و جانشینان مہاراجہ بہادر موصوف جو ایک جانب سے لفٹنٹ کرنل لابونل ایڈورڈ ینگ صاحب بہادر۔ سی، آئی، ای۔ ایم، سی نے بہ تقویت اُن اختیارات کامل کے موثق کیا۔ جو صاحب بہادر کو ہز ایکسیلنسی رائٹ آنریبل فری مین طامس ارل آف ولنگڈن۔ پی، سی۔ جی، ایم، سی، آئی۔ جی، سی، ایم، جی، ایم، آئی، ای۔ جی، بی، ای۔ وائسرائے ہند و گورنر جنرل بہادر نے عطا فرمائے اور دوسری جانب کرنل ہزہائینس مہاراجہ ہری سنگھ بہادر ممدوح نے اصالتاً موثق کیا۔

بذریعہ ہذا حسب ذیل معاہدہ کیا جاتا ہے:۔

دفعہ اوّل:۔ وائسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند کو اختیار ہے کہ اِس معاہدہ کو استحکام دیئے جانے کے بعد کسی وقت وزارت صوبہ گلگت ریاست جمّوں وکشمیر کے اِس حصّہ کا فوجی اور ملکی انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیں جو دریائے سندھ کے پار اس کے داہنے کنارہ پر واقع ہے (جس کا حوالہ آگے "ملک متذکرہ بالا" کی اصطلاح سے دیا جائے گا) لیکن باوجود شرائط معاہدہ ہذا ملک متذکرہ بالا ممالک محروسہ ہزہائینس مہاراجہ بہادر جمّوں وکشمیر کی حدود کے اندر شامل رہے گا۔

دفعہ دوئم:۔ بہ ثبوت اِس امر واقعہ کے کہ ملک متذکرہ بالا ممالک محروسہ ہزہائینس مہاراجہ بہادر جمّوں وکشمیر کی حدود کے اندر شامل ہے، بموقعہ سالگرہ ہزہائینس و بتقریب بیساکھی ودسہرہ و بسنت پنچمی اور بموقعہ دیگر ایسی تقریبوں کے جن کے متعلق فی مابین ہزہائینس اور وائسرائے گورنر جنرل ہند اتفاق رائے ہو جائے، حکام انتظامی کا فرض ہوگا کہ ملک متذکرہ بالا میں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہز ہائینس کی سلامی کریں اور اعزازات مروجہ کی پوری تکمیل کرتے رہیں۔ ہز ہائینس کا جھنڈا سرکاری صدر مقام ایجنسی پر ہمیشہ قائم رہے گا۔

دفعہ سوئم :۔ معمولی حالات میں سرکار برطانیہ کی کوئی انگریزی یا ہندوستانی فوج اس حصہ وزارت صوبہ گلگت سے نہیں گذریں گی جو دریائے سندھ کے اس طرف اس کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔

دفعہ چہارم :۔ تمام حقوق متعلق معدنیات بحق ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر جموں وکشمیر محفوظ ہیں، مگر تلاش معدنیات کی اجازت یا اجرائے کام معدنیات کا ٹھیکہ بزمانہ اجرائے معاہدہ ہذا متذکرہ آئندہ نہیں دیا جائے گا۔

دفعہ پنجم :۔ معاہدہ ہذا تاریخ استحکام سے ساٹھ سال تک نافذ رہے گا اور بعد انقضائے اس میعاد کے یہ پٹہ ختم ہو جائے گا۔

۱۹۳۵ء کے ماہ مارچ کی چھبیسویں تاریخ کو بمقام جموں اس معاہدہ پر دستخط کیے گئے اور اس کا تبادلہ عمل میں آیا۔

(دستخط) ہری سنگھ
مہاراجہ جموں وکشمیر

(دستخط) ایل۔ای۔ینگ
لفٹنٹ کرنل ریذیڈنٹ کشمیر

(دستخط) ولنگڈن

ہز اکسیلنسی نواب وائسرائے اور گورنر جنرل کشور ہند نے ۱۹۳۵ء کے ماہ اپریل کی تیسری تاریخ کو بمقام دہلی اس معاہدہ کو استحکام دیا۔

(دستخط) ایچ۔ اے۔ میٹکاف صاحب
فارن سیکرٹری گورنمنٹ ہند

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عہد نامۂ امرتسر
اور
اس کی سیاسی اہمیت

عہدنامہ ہذا فی مابین سرکار دولت مدار الیسٹ انڈیا کمپنی اور سرکار مہاراجہ گلاب سنگھ والئی جموں جو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے فریڈرک کری صاحب بہادر و میجر ہنری مانٹگمری لارنس نے بحکم رائٹ آنریبل سر ہنری ہارڈنگ صاحب جی۔ سی۔ بی گورنر جنرل یکے از مشیران خاص فیض معمور ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ انگلستان بہ وصف اُن اختیارات کے جو صاحب موصوف کو ہندوستان کے انتظام کے لئے حاصل ہیں اور دوسری طرف مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۱۸۴۶ء میں موثق کیا۔

دفعہ ۱:۔ سرکار انگلشیہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور اُن کے وارثان کو تمام ملک کوہستان بمعہ اس کے تابع علاقہ کے جو دریائے سندھ کے مشرق کی طرف اور مغرب کی جانب دریائے راوی کے درمیان معہ علاقہ چمبہ ماسوائے لاہول جو کہ اُن ممالک کا حصّہ ہیں جو برٹش گورنمنٹ کو مطابق دفعہ ۴ عہدنامہ لاہور مؤرخہ ۹۔ مارچ ۱۸۴۶ء ملا ہے۔ باختیار خود مختار مستقل طور پر عطا کرتے ہیں۔

دفعہ ۲:۔ جو علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو اس عہدنامہ کی مندرجہ بالا شرط کے تحت منتقل کیا جاتا ہے اس کی حدود شرقی مقرّر کرنے کے لئے برٹش گورنمنٹ اور مہاراجہ گلاب سنگھ کی طرف سے کمشنر مقرّر کئے جائیں گے اور یہ حدود علیحدہ اقرارنامہ کے ذریعہ تعیّن کی جائیں گی۔

دفعہ ۳:۔ اس ملک کی عطائیگی بحق مہاراجہ گلاب سنگھ اور ان کے وارثان کے عوض مہاراجہ صاحب موصوف سرکار انگلشیہ کو ۷۵ لاکھ روپیہ (نانک شاہی) ادا کریں گے۔ ان میں سے پچاس لاکھ روپیہ اس عہدنامہ کو استحکام دیئے جانے کے وقت اور پچیس لاکھ روپیہ اس سال کے ماہ اکتوبر کی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

پہلی تاریخ سے قبل ادا کیا جائے گا۔

دفعہ ۴ :۔ حدود ملک مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب میں کسی وقت بھی سرکار انگلشیہ کی منظوری کے بغیر تغیر و تبدل نہ ہو سکے گا۔

دفعہ ۵ :۔ اگر مہاراجہ گلاب سنگھ اور لاہور گورنمنٹ یا کسی ہمسایہ ریاست کے مابین تنازعہ ہو جائے تو مہاراجہ صاحب موصوف اس تنازعہ کو برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کریں گے اور اس کے ثالثی فیصلہ پر پابند رہیں گے۔

دفعہ ۶ :۔ مہاراجہ گلاب سنگھ خود اور از طرف وارثان خود اقرار کرتے ہیں کہ جب کبھی انگریزی فوج ان کے ملحقہ ملک میں لڑ رہی ہو گی۔ اپنی پوری فوج کے ساتھ تعاون کریں گے۔

دفعہ ۷ :۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی عہد کرتے ہیں کہ وہ کبھی کسی انگریز یا کسی یورپین یا امریکن کو برٹش گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر اپنی ملازمت میں نہ رکھیں گے۔

دفعہ ۸ :۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی عہد کرتے ہیں کہ وہ ان ممالک کے متعلق جو ان کو منتقل کئے گئے ہیں۔ عہد نامۂ لاہور مؤرخہ ۱۱۔ مارچ ۱۸۴۶ء (مابین سرکار انگلشیہ اور لاہور گورنمنٹ) کی دفعات ۵، ۶، ۷ کا احترام کریں گے۔

دفعہ ۹ :۔ سرکار انگلشیہ عہد کرتی ہے کہ وہ بیرونی دشمنوں سے مملکت مہاراجہ صاحب بہادر پر حملہ کے وقت مہاراجہ صاحب کی امداد کرے گی۔

دفعہ ۱۰ :۔ مہاراجہ گلاب سنگھ، عظمت و اقتدار سرکار انگلشیہ کا احترام کرتے ہیں اور اس احترام کے پیش نظر سرکار انگلشیہ کو ہر سال ایک گھوڑا، بارہ شاخ بکری اور تین جوڑے کشمیری شال بطور نذرانہ دیں گے۔

یہ عہد نامہ مشتمل بر دس دفعات کے منجانب سرکار انگلشیہ فریڈرک کری صاحب بہادر و میجر ہنری مانٹگمری لارنس نے بحکم رائٹ آنریبل سر ہنری ہارڈنگ صاحب جی۔ سی۔ بی گورنر جنرل اور مہاراجہ گلاب سنگھ جی بہادر نے اثالثاً موثق کیا اور رائٹ آنریبل سر ہنری ہارڈنگ جی۔ سی۔ بی گورنر جنرل کی مہر سے اس کا استحکام عمل میں آیا۔

بمقام امرتسر مورخہ ۱۶۔ ماہ مارچ ۱۸۴۶ء مطابق ۱۷۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ربیع الاوّل ۱۲۶۲ھ ہجری

(دستخط) فریڈرک کری (مہر) ہنری ہارڈنگ

(دستخط) ایچ ۔ ایم ۔ لارنس

بحکم رائٹ آنریبل گورنر جنرل آف انڈیا

(دستخط) فریڈرک کری

سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا ملحقہ گورنر جنرل

مندرجہ بالا عہدنامہ کو دیکھنے سے یہی خیال ہو سکتا ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو کشمیر ۷۵ لاکھ روپیہ کے عوض دیا گیا تھا ۔ دراصل ۷۵ لاکھ روپیہ تو اِتنے بڑے ملک کے لئے کوئی قیمت ہی نہ تھی اور گورنمنٹ آف انڈیا مہاراجہ گلاب سنگھ ہی کو اس قابل سمجھتی تھی کہ وہ اس وسیع ملک میں امن قائم رکھ کر اُس خطرہ کو دُور کر دیں گے جو سکھ گورنمنٹ اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے اتحاد سے پیدا ہو سکتا تھا ۔ اس بات کا ثبوت ہمیں اُس وقت کے گورنر جنرل (لارڈ ہارڈنگ) کے ایک خط سے مِلتا ہے جو اُنہوں نے خفیہ کمیٹی (SECRET COMMITTEE) کو مورخہ ۱۴ ۔ مارچ ۱۸۴۶ء کو لکھا تھا ۔ اِس خط میں گورنر جنرل لکھتے ہیں :-

نوٹ :- ۱ ۔ ۱۳ ۔ مارچ ۱۸۹۳ء کو باالتفاق رائے یہ قرار پایا کہ ۱۲ ۔ بکریوں کی بجائے مہاراجہ صاحب دس پونڈ پشم جو لاسہ سے کشمیر آتی ہے ۔ چار پونڈ سیاہ اُون ۔ چار پونڈ اون رنگ خاکستری ۔ چار پونڈ سفید اُون اور تین بہترین قسموں کے سفید تار فی قسم ایک پونڈ دیا کریں گے ۔ یہ ترمیم مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں ہوئی تھی ۔

۲ ۔ ۱۸۶۲ء میں ایک سند کے ذریعہ جو مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کو لارڈ کیننگ کی طرف سے دی گئی ۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اقرار کیا کہ قدرتی ورثوں کی عدم موجودگی میں مہاراجہ صاحب اور اُن کے جانشینان اپنے خاندان کے لئے پسر متبنیٰ اپنے خاندان کی روایات کے مطابق بنا سکتے ہیں ۔ جس کو گورنمنٹ آف انڈیا خوشی کے ساتھ منظور کرے گی ۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

"عہد نامہ کے مسوّدہ سے کہ جو ساتھ شامل ہے یہ ظاہر ہوگا کہ لاہور گورنمنٹ تاوان جنگ کی رقم ادا نہ سکی اور نہ ہی اس کو ادا کرنے کی کوئی ضمانت دے سکی۔ اس لئے دریائے بیاس سے سندھ تک کا پہاڑی علاقہ بمعہ صوبہ کشمیر اور ہزارہ برٹش گورنمنٹ کو دے دیا گیا ہے۔

میرا ارادہ ہرگز یہ نہیں ہے کہ اس سارے علاقہ پر قبضہ کر لیا جائے۔ اس علاقہ پر ہمارا قبضہ کئی وجوہات پر نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اس سے ہماری ٹکر کئی طاقت ور راجگان سے ہو جائے گی۔ جن کی سرکوبی کے لئے ہمیں اپنے صوبہ جات سے دُور دراز علاقوں میں اپنی فوج رکھنی پڑے گی اور فوجی اخراجات کا زیر بار ہونا پڑے گا۔ ہماری فرانٹیئر لائن دوگنی ہو جائے گی، جس کی حفاظت مشکل ہے اور اگر یہ کیا بھی جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ایک دُور دراز کے علاقہ جات اور دوسرے ایسے لوگ ہماری حکومت کے ماتحت آجائیں گے، جن کے ساتھ ابھی تک ہمارا کوئی تعلّق نہیں رہا۔ ماسوائے کشمیر کے باقی علاقہ جات ویران ہیں اور ہمارے انتظامات کے اخراجات بھی مشکل برداشت کر سکیں گے۔

دوسری طرف جو علاقہ اب سکھ گورنمنٹ سے ہمیں ملا ہے۔ اُس میں وہ پہاڑی ملک بھی شامل ہے جو راجہ گلاب سنگھ اور خاندان جمّوں کی ملکیّت ہے۔ یہ علاقہ ہمارے قبضہ میں آجانے سے ہم راجہ گلاب سنگھ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ راجہ گلاب سنگھ نے گزشتہ لڑائی میں ہماری جو امداد کی ہے۔ ہم اس کے صلہ میں اُس کی حسب خواہش یہ علاقہ اُسے دے کر ایشیاء کے حکمرانوں کے لئے ایک مثال قائم کر سکتے ہیں کہ برطانیہ کا ساتھ دینے سے اُنہیں کیا کیا فوائد ہو سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم جنگ کے اخراجات کو بھی پورا کر سکتے ہیں۔ یہ اخراجات لاہور گورنمنٹ کسی طرح بھی نقد ادا کرنے کے قابل نہیں ہے اور صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ یہ علاقہ لاہور گورنمنٹ سے اِس روپیہ کے بدلے میں حاصل کر لیا جائے۔

راجہ گلاب سنگھ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی رقم ادا کر دیں گے، جو ریاست لاہور ادا کرنے کے ناقابل ہے۔ بشرطیکہ یہ علاقہ جو عہد نامہ کی دفعہ ۴ کی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ذو سے ہمیں ملا ہے۔ اُنہیں ایسی شرائط کے تحت دے دیا جائے جو ہم منظور کریں۔

یہ ضروری ہے کہ بیاس کے پار کا علاقہ کلّو اور منڈی بمعہ علاقہ نور پور اور مشہور قلعہ کانگڑہ (جس کی یہاں کے لوگوں کے دلوں میں بڑی قدر و منزلت ہے) ہمارے قبضہ میں رہے۔ یہ صوبہ جات دریائے بیاس اور چکّی کے درمیان یک جا ہیں اور ان پر ہمارا قبضہ ہو جانے سے اخراجات کم اور فائدہ زیادہ ہوگا۔ دریائے چکّی ان پہاڑوں میں ہماری حد بندی کرے گا اور اس سے آگے دریائے راوی اور اس کے پار دریائے چناب۔ یہ حد بندی کی لائن اچھی طرح سروے کر کے قائم کی جائے گی۔

اس علاقہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے یہ لازم ہوگا کہ راجہ گلاب سنگھ نے جو ایک کروڑ روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس رقم میں ۲۵ لاکھ روپیہ کی کمی کی جائے۔ راجہ گلاب سنگھ باقی ماندہ رقم یعنی ۷۵ لاکھ روپیہ ادا کرے گا۔ جس میں سے ۵۰ لاکھ روپیہ کی رقم فوراً ادا کی جائے گی اور باقی ۲۵ لاکھ کی اس عہد نامہ پر مہر تصدیق ثبت ہونے سے چھ ماہ کے اندر۔

مسودّہ، عہد نامہ کی دفعہ ۴ کے تحت جو علاقہ جات ہمیں ملے ہیں۔ ان کا بیشتر حصہ پہلے ہی راجہ گلاب سنگھ اور اُس کے خاندان کے قبضہ میں ہے۔ جس کے لئے راجہ گلاب سنگھ لاہور گورنمنٹ کو کچھ فوجی امداد دینے کے علاوہ سالانہ ایک گھوڑا بمعہ سنہری کاٹھی اور ساز دینے کا پابند ہے۔

راجہ گلاب سنگھ کے ساتھ عہد نامہ کی جو شرائط طے کی جائیں گی۔ وہ میں دوسرے خط میں لکھوں گا۔ ان شرائط کے طے کرنے میں اس امر کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ اُس کے ملک پر ہماری پیرا مونٹ پوزیشن کے ساتھ ساتھ اُس کے کام میں کم سے کم مداخلت کی جائے۔"

یہ خط صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ اُس وقت گورنمنٹ آف انڈیا اپنے آپ کو اس قابل ہی نہ سمجھتی تھی کہ کشمیر جیسے دُور دراز ملک پر اپنا تسلّط جمایا جائے۔ ایک کتاب موسومہ LIFE OF HARDINGE میں اس موضوع پر زیادہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کتاب کا مندرجہ ذیل حصہ باعثِ دلچسپی ہوگا:۔

"یہ ضروری تھا کہ کشمیر سے اُن کا قبضہ ہٹا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہٹا کر سکھ گورنمنٹ کو کمزور کر دیا جائے
ستلج سے کشمیر کا فاصلہ ۳۰۰ میل ہے اور
راستہ نہائت دشوار گذار اور پہاڑی ہے
اور چھ ماہ کے لئے تو راستہ بالکل بند رہتا
ہے۔ تین سو میل کے فاصلہ پر برٹش افواج رکھنا
یقینی طور پر بڑی بے وقوفی ہوگی۔ کیونکہ موقعہ
پر اس فوج کو کوئی مدد نہیں بھیجی جا سکے گی
اِس لئے جو اِنتظام کیا گیا۔ وہی ایک واحد
علاج تھا۔ ایک ہاتھ سے گورنمنٹ نے
جو چیز حاصل کی۔ وہ دوسرے ہاتھ سے
مناسب طریقہ پر دے دی۔"

یہ یقینی امر ہے کہ اگر مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۷۵
لاکھ روپیہ ادا کرنے کی رضامندی ظاہر نہ بھی کی ہوتی،
پھر بھی کشمیر کا علاقہ اُنہیں مل جاتا کیونکہ گلاب سنگھ
نے برٹش گورنمنٹ کی جو بیش بہا خدمات سرانجام دی
تھیں۔ اُن کا صلہ تو ضرور ملنا تھا اور گلاب سنگھ
کے علاوہ کوئی دُوسرا شخص نہ تھا جو کشمیر جیسے مُلک
میں جہاں صدیوں سے فسادات برپا ہوتے رہتے تھے۔
امن قائم کر کے چھوٹے چھوٹے راجگان کو جو ہمیشہ ایک
دُوسرے کے خلاف جنگ وجدل میں مصروف
رہتے تھے، ایک نظام کے ماتحت لا سکتا۔ ہم اِس
کے ثبوت میں لارڈ ہارڈنگ کے لیک خط کا اقتباس
پیش کرتے ہیں۔ یہ خط اُنہوں نے لارڈ ایلن بورو
کے نام لکھا تھا۔

"ہمارا پہلے ہی سے یہ ارادہ تھا کہ گلاب سنگھ
کا معاملہ جس کی افواج نے ہمارے خلاف
جنگ میں کوئی حصّہ نہ لیا تھا اور اُس کی
پوزلیشن پر پورے طور غور کیا جائے گا۔
گلاب سنگھ نے کون سی غدّاری کی تھی؟
گلاب سنگھ نے ہماری بیش بہا خدمات
سرانجام دیں جو ہم نے اُس کے سکھوں
کے نمائندہ کی حیثیّت میں پیش ہونے
سے پہلے ہی RECOGNIZE کی ہوئی تھیں
کیا جنگ ختم ہو جانے کے بعد ہم ایسے
شخص سے جس نے ہمارے خلاف جنگ
میں اپنا ہاتھ نہ اُٹھایا تھا۔ محض اِس وجہ
سے بے رُخی کرتے کہ وہ ہمارے رد برد
لاہور دربار کے نمائندہ کی حیثیّت میں
صلح کا پیغام لے کر آیا تھا؟ گلاب سنگھ
کی ہمّت اور برداشت کا ہم نے صلہ دیا
کیونکہ یہ ہماری پالیسی کے عین مطابق تھا"

دوسری اہم بات یہ ہے کہ عہدنامہ پر دستخط
ہو جانے ہی سے کشمیر کا قبضہ مہاراجہ گلاب سنگھ
کو نہیں مل گیا۔ یہ محض ایک کاغذی کارروائی تھی
اور دراصل گورنمنٹ آف انڈیا نے اِس کاغذی کارروائی
کی رُو سے مہاراجہ گلاب سنگھ کے حوالے ایک ایسا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہاتھ کر دیا۔ جس پر ان کا اپنا قبضہ نہ تھا اور جسے گلاب سنگھ نے اپنے بازو کے زور سے فتح کرنا تھا۔

مسٹر اے، پی، نکلسن اپنی مشہور تصنیف ("SCRAPS OF PAPER") میں لکھتے ہیں:۔

"ہم نے کشمیر کی ملکیت گلاب سنگھ کو فروخت کر دی تاکہ وہ اسے فتح کر کے اس پر اپنا قبضہ کر سکیں۔"

سر والٹر لارنس، جی، سی، آئی، ای۔ جی، سی، وی، او اپنی کتاب "THE INDIA WE SERVED" میں لکھتے ہیں:۔

"سکھوں کے ساتھ پہلی لڑائی ۱۸۴۵ء کے بعد جب ایسٹ انڈیا کمپنی نے کشمیر کا خوش نما خطہ مہاراجہ گلاب سنگھ کو فروخت کیا تو کمپنی کے سامنے سب سے بڑی بات ڈوگرہ قوم کی بہادری اور دلیری تھی۔ جس سے متاثر ہو کر ڈوگرہ قوم کے قابل چیف (گلاب سنگھ) کو یہ ملک دیا گیا تھا۔ سکھوں کے ساتھ جنگ کے وقت ڈوگرہ قوم کی طاقت ہمارے حق میں ایک قابل قدر بات تھی۔ سکھوں کے ساتھ دوسری جنگ ۱۸۴۸-۴۹ء کے بعد جب پنجاب کے نقشہ پر سرخ رنگ چڑھا تو کئی لوگ افسوس ظاہر کرنے لگے کہ کشمیر کیوں فروخت کیا گیا مگر میری رائے یہ ہے کہ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ کشمیر مہاراجہ گلاب سنگھ کو فروخت کیا گیا۔"

مسٹر ڈرمٹ نورس اپنی کتاب "کشمیر ہندوستان کا سوٹیزرلینڈ" میں لکھتے ہیں کہ

"سرسری نظر سے عہدنامہ کو دیکھا جائے تو یہ بہت حیرانی کی بات معلوم ہوتی ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے کس طرح ایک معمولی رقم کے عوض کشمیر جیسا ملک ہاتھوں سے گنوا دیا مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب لارڈ ہارڈنگ یہ بات چیت کر رہا تھا۔ اس وقت پنجاب پر بھی انگریزوں کا تسلط نہ تھا اور ہندوستان ابھی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں ہی میں تھا اور کمپنی زیادہ تر تجارت ہی کی طرف مائل تھی۔"

مارچ ۱۸۴۹ء میں سر جارج کلارک نے جو کافی عرصہ لاہور میں گورنر جنرل کے ایجنٹ کی حیثیت میں رہ چکے تھے۔ سر چارلس نیپیر کو ایک خط لکھا تھا جس کے دوران میں آپ لکھتے ہیں:۔

"مجھے کئی بار گلاب سنگھ کی وفاداری کی کڑی آزمائش کا موقعہ ملا۔ میرا خیال ہے کہ گلاب سنگھ مضبوط چال چلن اور اردگرد کے علاقہ جات کا مالک ہونے کے سبب اس علاقہ (کشمیر) کا حکمران ہونے کا واحد

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

حق دار ہے۔ اُس کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ ہمارے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے اور گلاب سنگھ کو اپنے دشمنوں کی سرکوبی کے لئے ہماری فوجی امداد کی بھی ضرورت رہے گی۔ ایک طرف سے چین اور دوسری طرف سے افغان حکومتوں کے درمیان گلاب سنگھ کی حکومت کا ایک فائدہ یہ بھی رہے گا کہ ان کے حملہ کے امکانات کم ہو جائیں گے کیونکہ ہمارا ان حکومتوں کے ساتھ کوئی بالواسطہ تعلق نہ رہے گا۔"

یاد رہے کہ کشمیر حاصل کرنے سے پہلے ہی مہاراجہ گلاب سنگھ جی جموں کے حکمران تھے اور اس حیثیت میں اُنہوں نے مہم کابل میں برٹش گورنمنٹ کو بہت امداد دی تھی اور آپ نے گورنمنٹ پر اپنی طاقت کا وہ سکہ جمایا تھا کہ برٹش گورنمنٹ آپ کی امداد کے لئے نہ صرف شکرگزار ہی تھی بلکہ اس کا صلہ دینا چاہتی تھی۔ چنانچہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے ایجنٹ مقیم لاہور مسٹر کلارک کے ذریعے سے گلاب سنگھ جی کو ایک خط (مورخہ ۸۔ اپریل ۱۸۴۲ء) بھیجا تھا۔ جس کے دوران میں گورنمنٹ نے گلاب سنگھ کی وفاداری اور امداد کو مندرجہ ذیل الفاظ میں سراہا تھا:۔

"ہمیں اپنے فوجی افسروں سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے کس طرح عقلمندی سے (اس مہم میں) ان کی مدد کی۔ اُس دیرینہ دوستی کے بیج کا ثمر جو عرصہ تک پوشیدہ رہا، آج ہمارے سامنے ہے۔ آپ اس دنیا کے باغ کا ایک خوش نما پھول ہیں۔ آپ اُمید نما درخت کا ایک میٹھا پھل ہیں۔ ہمیں اُن مشکلات کا پورے طور پر احساس ہے جو آپ کو ہمیں امداد دینے میں عبور کرنا پڑی ہیں اور ہم اِس امداد کو کبھی فراموش نہ کریں گے۔"

چنانچہ اس مہم کے فوراً ہی بعد گلاب سنگھ جی کو جلال آباد کا علاقہ پیش کیا گیا مگر لارڈ ایلن برو گورنر جنرل نے ایک شرط پیش کی کہ اس کے عوض میں مہاراجہ گلاب سنگھ لداخ کا علاقہ گورنمنٹ برطانیہ کو دے دیں مگر گلاب سنگھ جی نے یہ شرط منظور نہ کی کیونکہ لداخ کا علاقہ گو ویران تھا مگر اُنہوں نے خود فتح کیا ہوا تھا۔

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ اپنی کتاب "کشمیر" میں لکھتے ہیں:۔

"رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد سکھ فوج میں بغاوت ہوگئی اور اُنہوں نے کشمیر کے گورنر کو قتل کر دیا۔ پانچ ہزار فوجیوں کا ایک دستہ جو برائے نام شیر سنگھ کی کمان میں تھا مگر دراصل گلاب سنگھ کے ماتحت

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تھا، کشمیر بھیجا گیا۔ یہ ۱۸۴۱ء کی بات ہے جب کہ برطانوی اقتدار ابھی ستلج کے پرے تک ہی تھا۔ گلاب سنگھ نے بغاوت فرو کر دی اور کشمیر میں اپنا گورنر مقرر کر دیا اور در اصل اسی سال سے گلاب سنگھ ہی قرار واقعی کشمیر کا مالک بن چکا تھا گو برائے نام سکھوں کی حکومت ۱۸۴۶ء تک کشمیر پر رہی"۔

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ لارڈ ہارڈنگ نے ملکہ وکٹوریہ کو ایک خط لکھا تھا۔ جس میں گورنر جنرل نے اُن تمام وجوہات کی وضاحت کی تھی، جن کے زیر اثر کشمیر پر خود قبضہ کرنے کی بجائے مہاراجہ گلاب سنگھ کو دیا جانا مناسب خیال کیا گیا تھا سر فرانسس لکھتے ہیں:۔

"ہم نے کشمیر پر اس لئے قبضہ نہیں کیا کہ ابھی پنجاب ہمارے قبضہ میں نہ تھا۔ ۱۸۴۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنی ملکیت کو وسعت دینے کا خیال ہی نہ تھا۔ کمپنی کا منشاء صرف یہ تھا کہ طاقت ور دشمن کو کمزور کر دیا جائے اور کمپنی کے لئے یہ منشاء پورا کرنے کا بہترین ذریعہ یہی تھا کہ یہ پہاڑی علاقہ سکھوں کے قبضہ سے لے کر ایک دوسری قوم کے حکمران کے سپرد کر دیا جائے"۔

مسٹر کے، ایم، پانیکر اپنی تصنیف "گلاب سنگھ" میں لکھتے ہیں کہ

در اصل کشمیر فروخت نہیں کیا گیا تھا۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ کے ساتھ جو عہد نامہ بمقام لاہور (مؤرخہ ۹۔ مارچ ۱۸۴۶ء) کو ہوا تھا۔ اس کی دفعہ ۱۲ کی رو سے مہاراجہ دلیپ سنگھ نے جو اُس وقت خود مختار حکمران تھے، یہ شرط منظور کی تھی کہ راوی اور سندھ کے درمیان کا علاقہ جو لاہور گورنمنٹ چھوڑ رہی ہے، گلاب سنگھ کو دیا جائے گا مگر لعل سنگھ نے چالاکی سے کام لیا۔ بجائے ۱،۵۰۰،۰۰۰ پونڈ ادا کرنے کے (جو لاہور گورنمنٹ نے بطور تاوان جنگ ادا کرنا تھا) اس نے جموں، کشمیر اور دریائے راوی اور سندھ کے درمیان کا علاقہ کمپنی کو دے دیا۔ اس طرح اُس نے لداخ، بلتستان اور دیگر علاقہ جات جو گلاب سنگھ کی ملکیت تھے۔ کمپنی کے حوالے کر دیئے۔ یاد رہے کہ امرتسر کا عہد نامہ بالکل ایک علیحدہ چیز نہیں ہے اور اس کے ساتھ لاہور کے عہد نامہ کا بھی تعلق ہے۔

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ گلاب سنگھ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کو کشمیر اُن خدمات کے صلہ میں دیا جانا مطلوب تھا جو انہوں نے لاہور گورنمنٹ کے ساتھ صلح نامہ کرانے میں سرانجام دی تھیں اگر گلاب سنگھ جی اُس وقت اپنا اثر و رسوخ لاہور گورنمنٹ پر استعمال نہ کرتے تو صلح ہونا ناممکن بات تھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے کشمیر کو فتح کرنا ناممکن تھا۔ یاد رہے کہ ۱۸۴۵ء میں برٹش گورنمنٹ کی حد ستلج تک تھی۔ ابھی لاہور پر بھی انگریزوں کا قبضہ نہ تھا۔ گو سبھراؤں کی لڑائی میں سکھوں نے شکست کھائی تھی مگر خالصہ فوج کے حوصلے پست نہ ہوئے تھے۔ اگر اُس وقت کمپنی پنجاب پر قبضہ جمانا چاہتی تو ایک بڑی جنگ لڑنا پڑتی۔ جس کے لئے کمپنی تیار نہ تھی۔ فیروز پور میں اپنی جنگی چھاؤنی رکھتے ہوئے اور سکھوں کی ہر وقت جنگ کے لئے تیاری کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کمپنی کے لئے یہ ناممکن تھا کہ کشمیر پر اپنا قبضہ جما لے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اٹھارھویں صدی اور اس کے کافی عرصہ بعد تک کشمیر ہندوستان کا ایک حصّہ نہ سمجھا جاتا تھا۔ رنجیت سنگھ کے کشمیر فتح کرنے سے پہلے یہ ایک افغان صوبہ تھا۔ کشمیر ایک بدیشی ملک شمار ہوتا تھا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ اُس وقت گورنمنٹ آف انڈیا کے سامنے ایک اہم مسئلہ یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سکھ حکومت کو کمزور کر دیا جائے۔ ملتان سے گلگت تک پھیلی ہوئی خالصہ گورنمنٹ ہر وقت خطرہ کا موجب ہو سکتی تھی۔ اس حکومت کے ٹکڑے کر دینے سے گورنمنٹ کا مدعا حاصل ہو سکتا تھا۔"

گو عہد نامہ امرتسر کی رُو سے گلاب سنگھ جی کو کشمیر کی حکومت مل چکی تھی مگر اس پر قبضہ کرنا بھی مُشکل تھا۔ اس زمانہ میں شیخ امام الدّین کشمیر میں سکھ گورنمنٹ کا گورنر تھا۔ لعل سنگھ نے جو ہدایات شیخ امام الدین کو بھیجی تھیں۔ اُن میں ہدائت کی ہوئی تھی کہ کشمیر کا قبضہ گلاب سنگھ کو نہ دیا جائے۔ اِن میں سے ایک چٹھی کا مضمون یوں تھا:-

"چونکہ تم نمک خوار قدیم اِس سرکار کے ہو۔ تم کو چاہئے کہ کشمیر کو ہرگز خالی نہ کرو اور اگر اس امر میں تمہاری جان بھی جاتی رہے تو عین سعادت سمجھو۔"

مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے وزیر لکھپت کو کشمیر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لڑائی اور خونریزی کے بعد وزیر لکھپت نے قلعہ ہاری پربت پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے وزیر رتنوں کو مزید فوج دے کر امداد کے لئے بھیجا۔ شیخ امام الدین کی فوج نے مہاراجہ کی فوج پر حملہ کر دیا۔ وزیر لکھپت اس لڑائی میں مارے گئے۔ انہی دنوں لاہور دربار کے ایماء پر رام پور اور راجوری میں بغاوت پھیل گئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے برٹش گورنمنٹ کو تمام حالات سے مطلع کیا اور فوجی امداد طلب کی۔ چنانچہ کرنل لارنس بمعہ ایک دستہ فوج کے امداد کو پہنچے اور کرنل لارنس نے لاہور گورنمنٹ کو بھی مجبور کیا کہ وہ کشمیر کے گورنر کی سرکوبی کے لئے اپنی فوج روانہ کرے۔

ان افواج کے سرینگر پہنچنے پر شیخ امام الدین نے ہتھیار ڈال دیئے اور لعل سنگھ کی عیّاری کا بھانڈہ پھوڑ دیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۹۔ نومبر ۱۸۴۶ء (مطابق ۲۶ ماہ کاتک ۱۹۰۳ بکرمی) صبح کے ۸ بجے شیر گڑھی کا قبضہ حاصل کیا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جموں و کشمیر

۱۸۴۶ء ـــــ ۱۹۴۶ء

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ادجل دیدار زنیل بدھ خیر خواہ بلا اشتباہ مقرب بارگاہ خاص الخاص

مہاراجہ گلاب سنگھ جی بہادر

بانی دولت متحدہ جموں وکشمیر واقصائی تبت ہا

سنہ ۱۸۴۹ تا سنہ ۱۹۱۴ بکرمی مطابق سنہ ۱۷۹۲ء تا سنہ ۱۸۵۷ء

ابتدائی حالات

مہاراجہ رنجیت دیو کے بھائی میاں صورت سنگھ کے پوتے میاں کشور سنگھ کے گھر بتاریخ ۵۔ کاتک سنہ ۱۸۴۹ اب مہاراجہ گلاب سنگھ جی بہادر پیدا ہوئے۔ آپ کے چار سال بعد راجہ دھیان سنگھ اور نو برس بعد راجہ جیت سنگھ پیدا ہوئے۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے ہوش سنبھالا تو میاں موٹا آپ کو اپنے ہاں لے آئے۔ میاں موٹا ایک بہادر سپاہی تھے۔ گو زیور علم سے محروم تھے لیکن سیاسی ہیر پھیر خوب جانتے تھے۔ راجہ جیت سنگھ کے عہد میں آپ کا ذکر آچکا ہے۔

مشہور واقعہ ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو شہسواری کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن اسی شغل میں میاں موٹا کا خاص سواری کا گھوڑا زخمی ہو کر واپس آیا تو میاں موٹا کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ "میاں جی! باپ کا گھوڑا تھا تو اُس کا یہ حال ہُوا نا، خود کماؤ گے تو پتہ لگے گا"۔ یہ فقرہ ہمارے ہیرو کی زندگی کا سنگِ بنیاد ہے۔ دل پر چوٹ لگی، غیرت نے تساہل گوارا نہ کیا اور چند ساتھیوں کے ہمراہ آپ شاہ کابل کی فوج میں بھرتی ہونے کے لئے پشاور روانہ ہو گئے، لیکن دریائے سندھ سے واپس ہو کر کچھ عرصہ سکھو چک میں دلوان خوش وقت رائے (جو سردار نہال اٹاری والہ کی جاگیر کا منتظم تھا) کے پاس ملازم رہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں آپ کی سپاہیانہ صفات کا چرچا دُور دُور تک ہو گیا۔ لیکن یہاں سے آپ راجہ سلطان خاں والئے کوٹلی کے پاس ملازم ہو گئے۔ میاں موٹا نے دلجوئی اور صلح کی بڑی کوشش کی۔ آخر بمشکل مہاراجہ گلاب سنگھ اپنے والد کے پاس واپس رام گڑھ تشریف لے آئے۔ جہاں کچھ عرصہ قیام

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



مہاراجہ گلاب سنگھ جی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کرنے کے بعد آپ نے لاہور دربار کی ملازمت کا ارادہ کیا اور گھر سے نکل پڑے۔ میاں موٹا نے ایک تعارفی خط دیوان چند کے نام دیا۔ چنانچہ لاہور پہنچتے ہی آپ بزمرہ سواران چار یاری ملازم ہو گئے۔

دیوان چند نے آپ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پیش کیا اور تین روپے اور بعد میں پانچ روپے یومیہ تنخواہ مقرر ہو گئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی مردم شناس نظر نے آپ کی سپاہیانہ وضع، سلیقہ شعاری، تدبر اور فراست کی قدر جھٹ پہچان لی اور روز بروز مراتب و مدارج میں ترقی ہونی شروع ہوئی۔ ہوتے ہوتے ۱۸۲۹ء میں راجہ دھیان سنگھ اور راجہ سوچیت سنگھ بھی دربار میں پیش کرا کر مہاراجہ گلاب سنگھ نے ملازم کرا دیئے اور کچھ ہی عرصہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ ان تینوں بھائیوں کا گرویدہ ہو گیا۔

میاں موٹا کے قتل کا انتقام

میاں موٹا اور مہاراجہ گلاب سنگھ کی محبت نے میاں موٹا کے قاتلوں کو اپنی آگ میں بھسم کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ ایک دن راجہ دھیان سنگھ اور مہاراجہ گلاب سنگھ دربار سے واپس آ رہے تھے کہ میاں سترو اور میاں ترڈو بھاٹی دروازہ لاہور کے باہر ملے دونوں بھائیوں کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ میاں ترڈو پر آپ کی گولی بجلی کی طرح گری اور وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا، لیکن میاں سترو چھپ کر نکل گیا۔ اس واقعہ کی خبر سے شہر میں سنسنی پھیل گئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ معہ راجہ دھیان سنگھ انہیں پیروں واپس ڈیوڑھی خاص پر پہنچے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضور میں پیش ہوئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پوچھا یہ کیا کیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اگر ہم میاں موٹا کے خون کا بدلہ نہ لیتے تو برادری میں منہ نہ دکھا سکتے۔ ہم سپاہی ہیں اور جان کو آن پر قربان کرنا اپنا دھرم سمجھتے ہیں۔ سرکار کو یہ بات بہت پسند آئی۔ کچھ عرصہ بعد کہر دتی اور ببول کے علاقے جاگیر میں عطا ہوئے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ ان کی آمدنی سے دو سو سوار نوکر رکھ سکیں۔

علاقہ کیرونالہ کی جنگ

جاگیر کے بندوبست سے فارغ ہو کر مہاراجہ گلاب سنگھ حاضر دربار ہوئے تو قلعہ کیرونالہ ضلع جالندھر کی مہم پر ماموری کا حکم ہوا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بذات خود مورچوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے نہایت بے جگری سے غنیم کا مقابلہ کیا۔ دشمن کے پاؤں اکھڑتے ہی آپ نے قلعہ کی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دیوار پر اپنا نیزہ گاڑ دیا۔ اس فتح کی خوشخبری پر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نالہ، چبارہ اور رام گڑھ کے علاقے مہاراجہ گلاب سنگھ کی جاگیر میں ایزاد کئے۔

ریاسی کی مہم

دلوان سنگھ زمیندار ریاسی نے سرکشی اختیار کی تو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مہاراجہ گلاب سنگھ کو ریاسی فتح کرکے اپنی جاگیر میں شامل کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے ریاسی پر حملہ کر دیا۔ میاں بھوپ دیو نے مقابلہ شروع کیا مگر قلعہ سلال میں بند ہوگیا اور بالآخر شکست کھا کر لاہور بھاگ گیا۔ میاں بھیمو کو ریاسی کا تھانے دار مقرر کیا گیا اور شہر کے پاس ایک چھوٹی پہاڑی پر قلعہ بھیم گڑھ تعمیر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ریاسی میں دوبارہ شورش ہوئی، لیکن وزیر زور آور سنگھ نے باغیوں کی سختی سے سرکوبی کرکے فتنہ دبا دیا۔

جنگ ترکٹا

۱۸۱۱ء میں ترکٹا کی لڑائی ہوئی۔ جس میں میاں ڈیڈو مارا گیا۔ لیکن سکھوں کی پے در پے شکستوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو مجبور کر دیا کہ ڈوگرہ راج ڈوگروں کے حوالے کر دے۔ چنانچہ جب مہاراجہ گلاب سنگھ میاں ڈیڈو کے ہمراہیوں کو مطیع کرکے لوٹے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جموں کا راج حوالے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ میاں کشور سنگھ جی والد مہاراجہ گلاب سنگھ میر پور چوکھہ سے طلب ہوکر ۱۸۱۹ء میں خطاب راجگی سے سرفراز ہوئے اور نذرانہ پر جموں کی حکومت کا کام اُن کے سپرد ہوا۔

فتح کشتواڑ

۱۸۲۱ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے کشتواڑ پر حملہ کی تیاری کی۔ راجہ دیال چند، وزیر جھینی اور وزیر جاسندھ کی صلاح سے ڈوڈہ پر فوج کشی کی۔ راجہ تیغ محمد سنگھ والئے کشتواڑ شکست کھا کر بھاگ گیا اور وزیر لکھپت نے حاضر ہوکر اطاعت قبول کی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے ملک کا انتظام اپنے معتمد افسروں کے حوالے کرکے جموں کو واپسی کا حکم دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بیش قیمت خلعتوں سے عزت افزائی کی اور راجوری کے راجہ اغر خاں کی گوشمالی پر مامور کر دیا۔

جموں کے راج کی تفویض

مہاراجہ گلاب سنگھ کی اقبال مندی کے سامنے اغر خاں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کی پیش نہ گئی اور گرفتار ہو کر ملک سے دست بردار ہو گیا۔

اِدھر مہاراجہ رنجیت سنگھ مناور کے دَورے سے آ کر اکھنور میں ٹھہرے اور مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی حاضری کا حکم ہُوا۔ چنانچہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی ۱۴ ہاڑ ۱۸۷۹ء بکرمی (جون ۱۸۲۲ء) کو حاضر ہوئے۔ یہاں دریائے چناب کے کنارے مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اپنے دستِ مبارک سے قشقہ راجگی اُن کی پیشانی پر لگایا۔ کہتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے تشقہ اُوپر سے نیچے کی طرف کھینچا۔ کسی نے عرض کی کہ دستور نیچے سے اُوپر کی طرف کھینچنے کا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے اس کی بُنیاد پاتال تک قائم کی ہے کہ تا ابد پائیدار رہے۔

انہیں دنوں راجہ کشور سنگھ جی وفات پا گئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جموں کا راج مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو اور بندرالٰہ (رام نگر) کا راجہ سوچیت سنگھ عطا کیا۔ کچھ عرصہ بعد راجہ دھیان سنگھ کو علاقہ پونچھ و چھبال عطا ہوئے۔

اِس طرح تیس سال کی عمر ہی میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے اپنی بہادری اور جانفشانی کا سکّہ بٹھا کر اپنی خاندانی حکومت بحال کر لی۔ اِدھر راجہ دھیان سنگھ کا دخل لاہور سرکار میں بڑھتا گیا اور فقیر عزیز الدّین اور دیوان دینا ناتھ مدان کے بعد آپ ہی سب سے اہم عہدہ دار تھے۔

جمّوں کے راج کی حوالگی کے بعد آپ کو اعظم خان سرحدی کی سرکوبی پر مامور کیا گیا اور آپ نے مشہور سکھ جرنیل ہری سنگھ نلوہ کی معیّت میں اعظم خان کو شکست دی۔ انہی دنوں مولوی سیّد احمد صاحب بریلوی کے مرید مجاہدوں نے علاقہ سرحد میں جہاد شروع کر دیا۔ جرنیل بڈھا سنگھ کی مدد کے لئے مہاراجہ گلاب سنگھ کو حکم ہُوا۔ آپ نے لاہور سرکار کی شاندار خدمات سرانجام دیں۔ ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ کابل میں شورش ہو گئی اور امیر دوست محمدؐ کا بھائی سلطان محمدؐ سکھوں کے علاقہ میں آ کر قسمت آزمائی کرنے لگا۔ لیکن مہاراجہ گلاب سنگھ اور ہری سنگھ نلوہ آہنی دیوار کی طرح مزاحم ہوئے۔ آخر سلطان محمدؐ نے صلح کی درخواست کی اور مہاراجہ گلاب سنگھ کی سفارش پر سرکار لاہور کے امراء میں اُسے جگہ ملی۔

۱۸۲۵ء میں جمّوں کے آس پاس کے علاقے ممالک محروسہ میں داخل ہوئے اور ریاسی، کشتواڑ، راجوری اور سمرتھ کا مناسب انتظام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں دیوان امیر چند مدار المہام اور اس کے بعد دیوان جوالا سہائے، دیوان ہری چند اور دیوان نہال چند نے جمّوں راج کی بڑی خدمات انجام دیں۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کے حسنِ انتظام کی شہرت نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو مائل کیا اور مندرجہ ذیل علاقوں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کا اجارہ سرکار لاہور کی طرف سے مہاراجہ گلاب سنگھ کو دیا گیا۔

ہزارہ، پکھلی و دمتوڑ بمقابلہ	۱۵۰۰۰	روپیہ
چنہنی، کٹاس وچکوال "	۱۰۰۰۰	"
سیالکوٹ "	۵۰۰۰	"
کان نمک میانی وپنڈدادن خاں بمقابلہ	۸ لاکھ	"

علاوہ ازیں کھتر رداہ، پاڈر، جموں، چنہنی، ریاسی، کشتواڑ، اکھنور اور راجوری پہلے جاگیر میں اور بعد میں مستقل ملکیت کے طور پر مہاراجہ گلاب سنگھ کے زیر نگین آئے۔

۱۸۳۵ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ جموں آئے۔ جہاں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا اور ہزاروں روپے ضیافت اور نذرانہ پر خرچ کئے گئے۔

مہاراجہ گلاب سنگھ کی فوجوں نے کشتواڑ کے راستہ لداخ پر حملے شروع کئے اور آہستہ آہستہ اُس ملک میں ڈوگروں کا اثر و رسوخ بڑھنا شروع ہوا۔

۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کا انتقال ہو گیا اور پنجاب میں دارو گیر کا زمانہ شروع ہوا۔ مہاراجہ کھڑک سنگھ نے راجہ دھیان سنگھ کو معزول کر دیا اور چیت سنگھ وزیر مقرر ہوا۔ کچھ عرصہ بعد کنور نونہال سنگھ کے ہاتھوں چیت سنگھ مارا گیا۔ کنور نونہال سنگھ نے مہاراجہ کھڑک سنگھ کو نذر بند کر دیا اور راجہ دھیان سنگھ کے مشورہ سے حکومت کرنے لگا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کاشی وگیا جی کی یاترا کے لئے روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد مہاراجہ کھڑک سنگھ وفات پا گئے۔ کنور نونہال سنگھ انتم سنسکار سے فارغ ہو کر آ ہی رہے تھے کہ قلعہ کی محراب گرنے سے زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کے ساتھ ہی راجہ ادھم سنگھ خلف مہاراجہ گلاب سنگھ بھی اسی حادثہ میں مر گئے۔ اب راجہ دھیان سنگھ نے شیر سنگھ کو مہاراجہ بنانے کی کوشش شروع کی لیکن مہارانی چندر کور نے اپنی حکومت قائم کرنے کی ٹھانی اور دربار دو حصوں میں بٹ گیا۔ راجہ دھیان سنگھ جموں چلے آئے۔ سردار جوالا سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کو زبردستی قلعہ پر قابض ہونے کا مشورہ دیا۔ اِتنے میں مہاراجہ گلاب سنگھ واپس آ گئے اور اُنہوں نے مہارانی کی طرف داری کا اعلان کر دیا۔ غرض کہ نوبت جنگ تک پہنچی اور مہاراجہ گلاب سنگھ اور راجہ ہیرا سنگھ نے قلعہ بند ہو کر مقابلہ شروع کیا۔ آخر راجہ دھیان سنگھ کی ثالثی سے صلح ہوئی۔ مہارانی کو سات لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی اور معافی عام کا اعلان ہوا۔ مہارانی نے ہزاروں تھیلیاں اشرفیوں کی بارہ گھوڑے اور ایک صندوق جواہرات کا مہاراجہ گلاب سنگھ کو انعام دیا۔ مہاراجہ شیر سنگھ نے علاقہ منادر جاگیر میں اور کوٹ قندھاری سنگلا اور سکھ چین پور کے قلعوں کو فتح کرنے کی اجازت دی۔ بڑی سخت لڑائیوں کے بعد یہ قلعے مہاراجہ گلاب سنگھ نے فتح کر لئے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مہاراجہ شیر سنگھ کے دل میں ڈوگروں کے خلاف کینہ بیٹھ گیا اور وہ طرح طرح کی سازشوں میں لگ گیا۔ ملک کی بدنظمی سے فائدہ اٹھا کر سردار جیت سنگھ اور سردار اہنا سنگھ نے شیر سنگھ کی جگہ اپنی حکومت کے منصوبے گھڑنے شروع کئے۔ آخر کار ان سرداروں کی سازش سے مہاراجہ شیر سنگھ اور راجہ دھیان سنگھ قتل کر دیئے گئے۔ اب راجہ ہیرا سنگھ نے سب سرداروں کو جمع کر کے مہاراجہ دلیپ سنگھ کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ مہارانی جنداں سربراہ مقرر ہوئی اور راجہ ہیرا سنگھ نے وزارت کا عہدہ سنبھالا۔

راجہ سوچیت سنگھ بھی اس عہدہ کے اُمیدوار تھے اور کئی سردار اُن کے حامی تھے۔ بالآخر راجہ ہیرا سنگھ اور راجہ سوچیت سنگھ کی آپس میں ٹھن گئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے بیچ بچاؤ کے بڑے حیلے کئے مگر آخر کار راجہ سوچیت سنگھ لاہور چلے گئے اور جھگڑا جنگ کی صورت اختیار کر گیا۔ راجہ سوچیت سنگھ بڑے جیوٹ سپاہی تھے۔ اُن کے ساتھی کاہنہ چک کے رائے کیسری سنگھ بڑے با اثر اور بہادر سپاہی تھے۔ یہ دونوں مردانہ وار لڑتے ہوئے مارے گئے۔ راجہ سوچیت سنگھ کا راج اور جاگیریں میاں بھیبوں خلف مہاراجہ گلاب سنگھ کو بطور پسر متبنیٰ وراثت میں ملیں جو بعد میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کے نام سے سریر آرا حکومت ہوئے۔

راجہ ہیرا سنگھ نے حرص اور لالچ میں آکر مہاراجہ گلاب سنگھ سے بگاڑ پیدا کر لیا۔ سردار جواہر سنگھ نے راجہ ہیرا سنگھ کا ناک میں دم کیا تو پھر اپنے یاد آئے۔ جموں آتے ہوئے سکھوں نے آپ کو مار دیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ یکہ وتنہا ان مصائب کا مقابلہ کرتے رہے۔ سکھوں کا زوال آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ آپ نے انتہائی کوشش کی کہ یہ گرتا گھر سنبھل جائے۔ لیکن سکھوں نے بے وقت "کمپنی انگریز بہادر" سے پرخاش شروع کر دی۔ اور سردار جواہر سنگھ جیسے نااہل ہاتھوں میں یہ راج اُجڑ گیا۔ سردار جواہر سنگھ کی ڈوگرہ دشمنی کا ایک واقعہ سکھوں کا جموں پر چھٹا حملہ ہے جس میں لاہور کی فوجوں کو شکست فاش ہوئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ سے صلح کی درخواست کی گئی۔ آپ کے جذبہ وفاداری اور احسان مندی نے جوش مارا۔ لاہور تشریف لے گئے اور چار ماہ قیام کیا۔ کچھ خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا اور آپ واپس آ گئے۔

سردار جواہر سنگھ کچھ دیر بعد ڈوگروں کے ہاتھوں مارا گیا اور لعل سنگھ وزیر مقرر ہوا۔ اُس نے مہارانی جنداں کے غلط مشورہ سے انگریزوں سے لڑائیاں شروع کر دیں۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے اِن لڑائیوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ جب سکھوں کو شکست ہوئی اور ملک ہاتھ سے جاتا نظر آیا تو بابا مہان سنگھ کو جموں بھیجا گیا۔ آخر آپ کی وساطت سے لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے صلح کی اجازت دی تو عہد نامہ لاہور اور

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

امرتسر کے ذریعہ کشمیر کا علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ کو ایک کروڑ تاوان جنگ ادا کرنے کے عوض میں دیا گیا۔ ۱۱۔ مارچ ۱۸۴۶ء کو گورنر جنرل نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو جموں وکشمیر کا خود مختار مہاراجہ تسلیم کیا۔

ریاست کی حدبندی

عہد نامہ امرتسر کی رُو سے ہزارہ اور چمبہ بھی مہاراجہ گلاب سنگھ کو ملے تھے لیکن بعد میں ہزارہ کے بدلے مناور اور گڑھی اور چمبہ کے بدلے بھدرواہ کا علاقہ مستقل طور پر ممالک محروسہ میں شامل ہوئے۔ بھدرواہ پر راجہ چمبہ کے تمام حقوق ختم ہوئے اور اُسے علیحدہ چمبہ کی ریاست کا حکمران تسلیم کیا گیا۔ اسی انتظام کے تحت سجان پور اور پٹھان کوٹ بھی انگریزی علاقہ میں شامل ہو گئے۔

کشمیر پر قبضہ

مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو کشمیر کا قبضہ آسانی سے ملنے کا یقین نہ تھا۔ گو گلاب سنگھ جی کی مہربانی ہی سے شیخ غلام محی الدین ۱۸۴۱ء میں کشمیر کا گورنر بنا تھا مگر شیخ غلام محی الدین ۲۵۔ مارچ ۱۸۴۶ء کو فوت ہو چکا تھا اور اس کا بیٹا شیخ امام الدین اس کا جانشین مقرر ہوا۔ امام الدین نے مہاراجہ صاحب کے ساتھ غداری کی اور لال سنگھ کے بہکانے پر مہاراجہ گلاب سنگھ کی مخالفت پر اُتر آیا۔ گلاب سنگھ جی نے وزیر لکھپت رائے کو کشمیر کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ وزیر لکھپت رائے نے سرینگر پہنچ کر بمقام مائسمہ اپنا کیمپ نصب کیا۔ چند دنوں کے بعد وزیر رتنو بھی کچھ فوج لے کر سرینگر پہنچ گیا۔ گو ہنری لارنس نے شیخ امام الدین کے نام ایک مراسلہ بھیجا تھا کہ وہ کشمیر کا قبضہ فوراً مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو دے دے مگر شیخ نے ٹال مٹول شروع کر دی۔ آٹھ دس ہزار کے قریب فوج کی تنخواہیں باقی قابل ادائیگی تھیں۔ ماہ اگست ۱۸۴۶ء میں ہنری لارنس کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ شیخ امام الدین کشمیر کا قبضہ نہ دے گا۔ اس لئے اُنہوں نے لاہور دربار کی طرف سے دیوان حاکم رائے کو کشمیر بھیجنے کا انتظام کیا۔ گو شیخ نے قلعہ ہری پربت کا قبضہ وزیر لکھپت کو دے دیا مگر وہ مکمل قبضہ دینے کے لئے رضامند نہ تھا۔ جب تک اُسے یقین نہ دلایا جائے کہ اُس کی جاگیریں جو پنجاب میں تھیں، ضبط نہ کی جائیں گی۔ ہنری لارنس کی طرف سے لفٹنٹ ایڈورڈس (EDWARDS) بروم (BROOME) مسٹر ہے (HAY) اور نکلسن (NICHOLSON) کشمیر بھیجے گئے تاکہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو قبضہ دلایا جائے۔ ۲۰۔ اگست کو شیخ امام الدین کو ایک پروانہ بھیجا گیا کہ اگر وہ کشمیر کا قبضہ فوراً نہ دے گا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تو اُسے حکم عدولی کا سزاوار تصور کیا جائے گا مگر اس اثناء میں شیخ نے بغاوت کی تیاری کر لی۔ ان باغیوں میں کرناہ کا راجہ شیر احمد، دوپٹہ کا راجہ عطا محمد، اوڑی کا راجہ مظفر خان اور مظفر آباد کا راجہ معیوب خان شامل تھے۔

۳۰۔ اگست (۱۶۔ بھادوں سنہ ۱۹۰۳ بکرمی) کو سرینگر میں لڑائی شروع ہو گئی۔ مائسمہ میں وزیر رتنو کی فوج کا مقابلہ شیخ کی فوج سے ہوا اور وزیر کی فوج کو شکست ہوئی۔ اُدھر دیوان لکھپت رائے کی فوج کے ساتھ مقابلہ شروع ہو گیا۔ جس میں دیوان لکھپت رائے مارا گیا اور فوج تتر بتر ہو گئی۔ وزیر رتنو نے بھاگ کر قلعہ ہری پربت میں پناہ لی۔

پانچ ہزار کے قریب ڈوگرہ فوجی شنکر آچاریہ میں پناہ گزین ہوئے اور ان میں سے بہت سے گرفتار کر لئے گئے۔ امام الدین نے سیف اللہ خان کی زیر سرکردگی ایک فوج راجوری روانہ کی۔ دیوان حاکم رائے اور سوہن لعل جو ۱۵۔ اگست کو لاہور سے روانہ کئے گئے تھے۔ ۳۔ ستمبر کو راجوری پہنچے۔ اس واقعہ سے ہنری لارنس اور برٹش گورنمنٹ کو پختہ یقین ہو گیا کہ لاہور دربار نے جان بوجھ کر تساہل سے کام لیا ہے۔

ستمبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا اور ابھی کشمیر پر قبضہ نہ ہوا تھا۔ برٹش گورنمنٹ نے مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو یقین دلایا کہ اگر وہ خود اپنی ساری فوج لے کر کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے جائیں تو اُن کی غیر حاضری میں برطانوی فوج جموں اور جسروٹہ وغیرہ کی حفاظت کرے گی۔ مگر مہاراجہ گلاب سنگھ جی باغی امام الدین کو سخت سزا نہ دینا چاہتے تھے بلکہ اُن کی یہ کوشش تھی کہ معاملہ سمجھانے بجھانے ہی سے نپٹ جائے۔ باغیوں کے سرغنہ نے بیان کیا کہ کشمیر کے لوگ اس لئے امام الدین کی امداد نہیں کرتے کہ وہ مسلمان ہے بلکہ وہ مہاراجہ گلاب سنگھ سے خوف زدہ ہو کر امام الدین کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ لوگوں کے دلوں میں یقین دلانے کے لئے یہ کہا کہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے ۱/۵ حصہ مالیہ تخفیف کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور اس اشتہار پر لفٹنٹ ایڈورڈس نے اپنے دستخط کئے۔ لفٹنٹ ایڈورڈس نے خالصہ فوج کو بھی یقین دلایا کہ جو لوگ مہاراجہ گلاب سنگھ کا ساتھ دیں گے۔ اُن کی بقایا تنخواہ بھی ادا کر دی جائے گی۔ اس وقت مہاراجہ گلاب سنگھ کی فوج کی کل تعداد تقریباً بیس ہزار نفر تھی۔ جن میں سے ۴۰۰۰ نفر قلعہ ہری پربت میں ۶۰۰۰ نفر علاقہ چھبال جسروٹہ اور جموں میں اور ۷۰۰۰ نفر علاقہ ہزارہ میں تھے۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے یہ انتظام کیا کہ ایک ہزار سواروں کی فوج زیر کمان کھوڑی سنگھ حسن ابدال سے بارہ مولہ کی جانب روانہ ہو اور اس کے ساتھ ہی مصر امین چند کی فوج کے پانچ ہزار جوان کوچ کریں اور علاقہ ہزارہ میں صرف ایک ہزار جوان مقیم رکھے جائیں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۲۴۔ستمبر کو میجر ہنری لارنس نے کشمیر کی خالصہ فوج کے نام ایک مراسلہ بھیجا جس میں اِن کو وارننگ دی گئی کہ

انگریزی فوج مہاراجہ گلاب سنگھ کی امداد کے لئے تعینات کی جا رہی ہے اور چونکہ انگریزوں کا خاصہ رہا ہے کہ دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے اُس کو وارننگ دے دی جائے۔ اس لئے تمہیں آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم فوراً امام الدین کا ساتھ چھوڑ کر پنجاب چلے آؤ تو تمہاری جان بخش دی جائے گی اور تمہاری لقایا تنخواہ ادا کر دی جائے گی۔"

اسی اثناء میں جب لفٹننٹ ایڈورڈس ریاسی میں مقیم تھا امام الدین کا ایک معتبر پورن چند بہ ہمراہی سردار فتح اللہ خان۔ سردار رتن سنگھ اور سردار جے سنگھ ریاسی پہنچا اور ایڈورڈس کو یقین دلایا کہ جو کچھ شیخ امام الدین نے کیا ہے۔ وہ لاہور دربار کے احکام کی تعمیل ہی میں کیا ہے اور اس کے ثبوت میں لاہور دربار کے تحریری احکام موجود ہیں۔ ۲۲۔ستمبر کو ایڈورڈز نے پورن چند کو ایک مراسلہ دے کر امام الدین کے پاس بھیجا۔ اس مراسلہ میں درج تھا کہ

"اگر یہ مراسلہ پہنچنے کے دو دن کے اندر تم کشمیر چھوڑ کر میرے ساتھ شامل ہو جاؤ تو تمہاری جان بخش دی جائے گی اور تمہارے عیال و اطفال کو جو اس وقت قید میں ہیں، رہا کر دیا جائے گا۔"

اِس کے ساتھ ہی برٹش گورنمنٹ نے یہ احکام جاری کر دیئے کہ مندرجہ افواج بمقام سیالکوٹ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی امداد کے لئے تیار رہیں:۔

(۱) ہز میجسٹی کی ۸۰ ویں فوج۔
(۲) دیسی فوج کی تین رجمنٹ۔
(۳) بارہ توپیں اور
(۴) لاہور کی IRREGULAR فوج۔

اِس کے علاوہ فیروزپور چھاؤنی میں بھی فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ گورنر جنرل نے لاہور دربار پہ عہد نامہ لاہور کی خلاف ورزی کا الزام لگایا۔ اسی روز لاہور دربار کی طرف سے سردار چتر سنگھ اٹاری والا ایک مراسلہ لے کر مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے پاس بمقام ریاسی حاضر ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ

"سردار چتر سنگھ بمعہ فوج مہاراجہ صاحب کے احکام کی تعمیل کے لئے مامور کیا گیا ہے۔"

مہاراجہ صاحب نے سردار چتر سنگھ کو حکم دیا کہ وہ اُوڑہی کے راستہ اپنی فوج لے کر سردار بھوری سنگھ اور دلواں ہری چند کی فوج کے ساتھ شامل ہو جائے۔ مندرجہ ذیل افواج کو براہ راجوری کوچ کا حکم دیا گیا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

راج پال کی فوج، اجودھیا پرشاد کی فوج، رام سہائے کی فوج، گلاب سنگھ کی گورکھا فوج، لشن سنگھ کی مسلم فوج، پرتاپ سنگھ کی فوج اور مان سنگھ کی فوج۔

امام الدین نے علاقہ فرانٹیئر کے کاخانیوں اور ہزارہ کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔ ۵۔ اکتوبر کو مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے اپنی فوج سے کرریاسی سے براہ راجوری کوچ کیا۔ اس فوج کی تعداد چار ہزار نفر سے زیادہ تھی۔ راستہ میں باغیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے کشمیر کا رخ کیا۔ اس اثناء میں امام الدین کے معتبر دربارہ ایڈورڈس کے پاس آئے اور انہوں نے راجوری کے قریب ملاقات کے دوران میں بتایا کہ امام الدین کشمیر کا قبضہ دینے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ اس کو معاف کر دیا جائے۔ ایڈورڈس نے شیخ کو جواب بھیجا کہ اس کی جان بخشی کی جائیگی اور اس کی جائداد بھی اس کو دے دی جائے گی بشرطیکہ وہ یہ ثابت کرے کہ برٹش گورنمنٹ کے احکام کی جو مخالفت اس نے کی تھی۔ وہ لاہور دربار کے ایماء پر کی گئی تھی۔ آخر کار ۲۳۔ اکتوبر کو شیخ امام الدین نے اطلاع دی کہ وہ سرینگر سے روانہ ہو گیا ہے اور ۳۱۔ اکتوبر کو شیخ مذکور لفٹنٹ کرنل لارنس کی خدمت میں بمقام تھنہ پیش ہوا۔ امام الدین کو انگریزوں کے قبضہ میں رکھ کر مہاراجہ گلاب سنگھ جی بہمراہی ایچ۔ ایم۔ لارنس کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور ۹۔ نومبر ۱۸۴۶ء کو مہاراجہ صاحب پامپور سے سرینگر کی طرف روانہ ہوئے۔ مہاراجہ صاحب کے کشمیر پہنچنے پر سب سے پہلے لونیار کے علاقہ کے راجہ شیر دل خان نے ۱۲۔ نومبر کو اطاعت قبول کر لی اور مہاراجہ صاحب نے ازراہ مہربانی اس کے حق میں ۲۵۰۰ روپیہ سالانہ کی جاگیر جو اس کے اپنے علاقہ میں تھی اور ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ کی جاگیر کشمیر میں بحال رکھی مگر بیس ہزار روپیہ کی مالیت کی زمین جو شیخ امام الدین نے اسے دی تھی۔ وہ ضبط کر لی گئی۔ اسکردو وغیرہ کے علاقہ کے سات راجے جو اس وقت قلعہ میں تھے۔ انہوں نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ لفٹنٹ کرنل لارنس نے مہاراجہ صاحب کی رضامندی سے اعلان کر دیا کہ جو راجے یا جاگیردار اطاعت قبول کریں گے۔ ان کے معقول گذارہ کا انتظام کیا جائے گا۔ ۱۵۔ اکتوبر تک کھکھ بمبہ علاقہ کے بیشتر حصہ کے راجگان نے اطاعت قبول کر لی۔ مگر جاگیرداروں نے اطاعت قبول نہ کی کیونکہ ان کی امداد حاصل کرنے کے لئے امام الدین نے اپنے عہد گورنری کے آخری دن تک نئی نئی جاگیریں عطا کی تھیں۔ سلطان کٹھائی نے بھی اطاعت قبول کر لی اور سلطان حسین خان آف مظفر آباد اور سلطان عطا محمد آف دوپٹہ نے مہاراجہ صاحب کی اطاعت قبول کرتے ہوئے امداد دینے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کا دعدہ کیا۔ مہاراجہ صاحب نے گلکہ خاندان کے بہت
سے راجگان کے حق میں پنشن اور جاگیریں منظور فرمائیں۔

سکھوں کی دوسری لڑائی

سکھوں کی دوسری لڑائی کے آغاز کے وقت مہاراجہ
گلاب سنگھ جی سرینگر میں تھے۔ آپ سے مدد کی درخواست
کی گئی بلکہ سردار چتر سنگھ نے سارے پنجاب پر قبضہ کرا
دینے کا یقین دلایا لیکن آپ نے نہائت دانش مندی
اور تدبر سے یہ جواب بھجوایا۔

"سرکار خالصہ نے مجھے سرکار انگریزی کے
رحم وکرم پر ڈال دیا ہے۔ اب مجھے سرکار
انگریزی کی وفا کا دم بھرنا لازم ہے لیکن
پھر بھی آڑے وقت میں مہاراجہ رنجیت سنگھ
کی اولاد سے بے وفائی نہیں کرسکتا اور
اُن کے فائدہ کے لئے لاکھ کی ایک بات
کہتا ہوں کہ اپنے کئے کی معافی مانگو۔ ورنہ
یاد رکھو۔ سارا کام بگڑ جائے گا"

لیکن طوطی کی نقار خانے میں کسی نے نہ سنی اور
پنجاب کا علاقہ سلطنتِ انگریزی میں شامل
ہو گیا۔

فتح لدّاخ وتبت

سکھوں کے عہد حکومت میں ناظم کشمیر ہی لدّاخ
وتبت کا حاکم تصور کیا جاتا تھا اور مہاراجہ گلاب سنگھ
کا مشہور جرنیل وزیر زور آور سنگھ باغیوں کی سرکوبی
کرتا رہتا تھا۔ پورا قبضہ سرکار خالصہ کا کبھی نہ ہو
سکا۔ جب ملک کشمیر پر مہاراجہ گلاب سنگھ جی
کا مکمل قبضہ ہو گیا اور آپ کے حسن انتظام سے
رعایا کشمیر آپ کی گرویدہ ہو گئی تو آپ نے وزیر
رتنوں اور وزیر زور آور سنگھ کو تبت اور لدّاخ
کی مہم پر مامور کیا۔ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد
یہ ملک فتح ہو گئے۔

فتح چلاس

۱۸۵۰ء میں چلاسیوں نے کشمیر کی سرحد کے
قریب ایک قلعہ تعمیر کیا اور ریاست کشمیر کے علاقوں
میں مار دھاڑ شروع کی۔ چنانچہ مہاراجہ گلاب سنگھ
کے بہادر سپاہیوں نے قلعہ پر ہلّہ بول دیا۔ چلاسی میدان
چھوڑ کر قلعہ بند ہو گئے۔ محاصرہ کی شدت کا یہ عالم
تھا کہ چلاسی سپاہی پانی تک حاصل نہ کرسکتے تھے
اور پانی کی بجائے گھی پی پی کر گذارہ کرتے تھے۔
آخر تنگ آ کر چلاسی چور دروازہ سے بھاگ گئے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اور ڈوگرہ جھنڈا چلاس کے قلعہ پر لہرانے لگا۔

بغاوت گلگت

راجہ کریم خاں والئے گلگت عہدنامہ کی رو سے دربار لاہور کا باجگذار تھا اور سردار نتھے شاہ وہاں ریزیڈنٹ مقرر تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جب کشمیر پر قابض ہوئے تو آپ نے سردار نتھے شاہ کو بحال رکھا۔ اسی زمانہ میں راجہ ہونزا نے گلگت پر حملہ کر دیا۔ سردار نتھے شاہ مارا گیا اور گلگت پر راجہ ہونزا کا قبضہ ہو گیا۔ سرکاری فوجیں اسکردو اور استور سے گلگت پر حملہ آور ہوئیں اور ہونزا والوں کو مار بھگایا لیکن بعد میں راجہ گوہر رحمان والئے یاسین نے بڑے زور کا حملہ کر دیا اور ڈوگروں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ آٹھ سال تک یہ لڑائی جاری رہی آخر کار راجہ گرفتار کر کے جموں لایا گیا اور چلاس اشکومن، ہونزا اور نگر کے راجوں نے باجگذاری قبول کی اور گلگت پر مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی حکومت سب نے تسلیم کر لی۔

الحاق چھبال

کوٹلی اور میرپور کا شمالی علاقہ راجہ دھیان سنگھ کی وفات کے بعد راجہ جواہر سنگھ کے قبضہ میں آیا اور راجہ ہیرا سنگھ کی وفات کے بعد پونچھ پر راجہ موتی سنگھ نے قبضہ کیا۔ عہدنامہ امرتسر کے موقعہ پر ان دونوں بھائیوں نے چاہا کہ اُن کے نام بھی عہدنامہ میں درج ہوں اور راجہ سوچیت سنگھ کی جائیداد سے بھی آدھا حصہ اُنہیں ملے۔ اس مطالبہ نے مقدمہ کی صورت اختیار کی۔ دیوان جوالا سہائے مہاراجہ گلاب سنگھ کی طرف سے پیروی کرتے رہے۔ بالآخر ریذیڈنٹ لاہور نے فیصلہ دیا کہ چھبال اور پونچھ پر راجہ دھیان سنگھ کے وارثان جواہر سنگھ و موتی سنگھ قابض رہیں اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کریں اور سات روپیہ نقد اور ایک گھوڑا سالانہ نذرانہ دیا کریں۔ کچھ عرصہ بعد دونوں بھائیوں کا آپس میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ جنگ تک نوبت پہنچی۔ لیکن جواہر سنگھ شکست کھا کر روپوش ہو گیا اور اُس کے حصہ کا ملک چھبال بعد میں ریاست جموں کے ساتھ شامل ہو گیا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ جی کا انتقال

۱۸۵۶ء فروری کے مہینہ میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے اپنے ہاتھوں سے میاں چھینوں ملقب بہ راجہ رنبیر سنگھ جی کو راج تلک دے کر ریاست کا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سب انتظام اُن کے سپرد کردیا اور خود عبادتِ الٰہی میں زندگی گذارنی شروع کی۔ پھر بھی اپنے ہونہار فرزند کو مشوروں سے مستفید کرتے رہے۔ ۱۸۵۷ء میں آپ کشمیر میں تشریف فرما تھے کہ پیشاب کے پرانے مرض نے بہت زور پکڑا۔ ۲ ساون ۱۹۱۴ بکرمی مطابق ۱۸۵۷ء اتوار کے دن ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ نقد، دس ہزار کے ہاتھی گھوڑے اور جواہرات دان کر کے شام کے قریب یہ آفتاب شجاعت و مردانگی غروب ہوگیا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی اس وقت جموں میں تھے۔ یہ روح فرسا خبر سنتے ہی آپ چار دن میں جموں سے سرینگر پہنچ گئے اور تمام مذہبی رسوم رام باغ سرینگر میں ادا کیں۔ جہاں انتم سنسکار کی یادگار میں مندر اور سمادھ تعمیر ہوئی۔

تتمہ

ہندوستان کی تاریخ میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی شخصیت نہائت امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سیاسی ابتری کے طوفان میں جو انیسویں صدی میں ہندوستان میں برپا تھا۔ ایک آپ ہی تھے جو چٹان کی طرح قائم رہے اور ایک سپاہی کی حیثیت سے زندگی شروع کر کے ایک مستقل آزاد حکومت کے بانی ہوئے۔ آصف جاہ، حیدر علی اور مہاراجہ سندھیا کی طرح آپ کا نام ہندوستان کی تاریخ میں جلی حروف میں لکھا گیا ہے۔

آپ پہلے ہندوستانی حکمران تھے۔ جنہوں نے تبت اور لداخ و گلگت کے ممالک پر حکمرانی کا فخر حاصل کیا۔ ہندوستان کے مشہور راجاؤں کو بھی جن میں چندر گپت اور اکبر کے نام بھی شامل ہیں۔ تبت پر قبضہ کا فخر حاصل نہ تھا۔ اس حیثیت میں آپ پہلے ہندوستانی فاتح تھے۔ جنہوں نے اپنی حکومت دنیا کے بلند ترین شہر لداخ تک پہنچا دی۔ یہ یاد رہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ اس حکومت کے بانی تھے۔ اُن کو ملک کی اصلاح کا بہت کم موقعہ ملا۔ پھر بھی گیارہ برس کے قلیل عرصہ میں آپ نے رعایا کی خوشحالی کی طرف کافی سے زیادہ توجہ دی۔ سکھوں کے پُرآشوب زمانہ کے زخموں سے کشمیریوں کے دل داغ داغ تھے لیکن آپ کی توجہ سے جلد ہی رعایا خوش حال ہوگئی۔ صنعت و حرفت کی ترقی اور مزدوروں اور کاریگروں کی خوشحالی کے لئے آپ نے کئی ناواجب ٹیکس معاف کردیئے۔ محکمہ مال کے قیام اور بندوبست اراضی کا انتظام آپ کے عہد ہی میں شروع ہوا۔ آپ نے کشمیر میں چار کلکٹر جن کا نام اُس زمانہ میں "ونڈوالا" تھا مقرر کئے اور اِن کے ماتحت ۲۴۷ کاردار اور بہت سے "مقدم" (نمبردار) مقرر کئے۔ وادیٔ کشمیر جو ۳۶ پرگنات پر مشتمل تھی۔ اِس کے ہر پرگنہ میں ایک ایک کاردار تعینات کیا گیا۔ مالیہ جو جنس کی شکل میں لیا جاتا تھا۔ اِس کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جس کا نام "دوب جنسی" تھا۔ کاردار کا فرض تھا کہ وہ فصل تیار ہونے پر اس پر مالیہ تشخیص کرے۔ اس زمانہ میں جو چار کلکٹر "دنڈ دالا" مقرر کئے گئے تھے۔ اِن کے ماتحت مندرجہ ذیل علاقہ جات تھے۔

(۱) علاقہ مراج (۲) علاقہ شہر خاص (۳) علاقہ کرو ہین نرگل (۴) علاقہ کامراج۔

پہلے پہل جو "ونڈوالے" مقرر کئے گئے۔ اِن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل تھے:۔

میاں امر سنگھ۔ وزیر پنون۔ پنڈت راج کاک۔ دیوان ارجن مل۔

مہاراجہ صاحب کا دوسرا محکمہ دفتر دیوانی مغل شاہان کے طریقہ ہی پر تھا۔ اس محکمہ میں تمام ریاست کا حساب کتاب رکھا جاتا تھا۔

تیسرا محکمہ دفتر نظامت تھا۔ جو آجکل کے دفتر لینڈ ریکارڈ کے مطابق تھا۔

چوتھا محکمہ امن عامہ قائم رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا اور اِس غرض کے لئے کوتوال اور تھانیدار تعینات کئے گئے۔ وادیٔ کشمیر میں کچھ عرصہ سے چوروں اور ڈاکوؤں کے حوصلے بہت بڑھ چکے تھے۔ اس محکمہ کے ذریعہ مہاراجہ صاحب نے لوگوں کی جائیداد محفوظ کی اور ڈاکوؤں اور لٹیروں کو سخت سزائیں دی گئیں۔

پانچواں محکمہ جو مہاراجہ صاحب نے قائم کیا، محکمہ خزانہ تھا جس کا انتظام گنیشا بھلوال کے سپرد کیا گیا۔

اس زمانہ میں علیحدہ قانونی عدالتیں قائم نہ تھیں۔ تھانیدار، کاردار وغیرہ ہی مقدّمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ مہاراجہ صاحب روزانہ عام دربار منعقد کرتے تھے جہاں ہر کس و ناکس کو فریاد لے جانے کا موقعہ ملتا تھا۔

مہاراجہ صاحب بڑے دانی تھے۔ آپ جب بھی سیر و سیاحت کو باہر نکلتے تھے۔ اپنے ساتھ کافی مقدار میں دونیاں، چونیاں اور شالی کی ٹکٹیں رکھتے تھے، جو غریب لوگوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اِن شالی کی ٹکٹوں کے ذریعہ سے اِن لوگوں کو سرکاری ذخیرہ سے مقررہ مقدار شالی (دھان) مل جاتی تھی۔

مسٹر جی، ٹی وائن (G. T. VIGNE) جو غالباً ۱۸۳۷ء میں جموں آئے تھے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"مہاراجہ گلاب سنگھ جی مذہب کے معاملہ میں بہت فراخدل ہیں۔ پنجاب بھر میں جموں ہی ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں ملّا اذان دے سکتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اِس بات کی ممانعت کی ہوئی تھی۔ مگر گلاب سنگھ نے مسلمانوں کو اپنے مذہب کی پیروی میں مینار پر چڑھنے کی اجازت دے دی۔"

ظاہر ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی گو خود ایک پکے ہندو تھے لیکن اِن کے عہد میں سب قوموں کو مکمّل مذہبی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اور مجلسی آزادی حاصل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ رعایا کے سب فرقے اور جماعتیں آپ کو اپنا محافظ اور نگہبان سمجھتی تھیں آپ نے ہندوستان کے تمام ہندو تیرتھوں کے درشن کئے تھے اور ریاست میں بہت سے مندر تعمیر کرائے۔

مسٹر لارنس اپنی مشہور تصنیف "ویلی آف کشمیر" (VALLEY OF KASHMIR) میں لکھتے ہیں:۔

"مہاراجہ گلاب سنگھ ایک بہادر، دور اندیش اور مدبر شخص تھے۔ مہاراجہ صاحب کی توجہ سب سے پہلے اپنے نئے ملک کی حفاظت کی طرف مبذول ہوئی اور انہوں نے کوہستان کے علاقہ میں ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ پھر مہاراجہ صاحب نے کشمیر کے ریونیو ایڈمنسٹریشن کی طرف توجہ دی۔ وادیٔ کشمیر کی طرف نظر دوڑا کر مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ اس کا ایک حصّہ پہاڑی علاقہ ہے۔ دوسرا حصّہ زیر آب ہے اور تیسرا حصّہ جاگیرداروں کے قبضہ میں ہے۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے انتظام کیا کہ قابل وصول مالیہ قرار واقعی سرکاری خزانہ میں جمع ہو اور کوئی غیر ضروری خرچ نہ کیا جائے۔ مہاراجہ صاحب نے شخصی حکومت کو کمال درجہ پر پہنچا دیا اور لوگوں پر ثابت کر دیا کہ وہ حکومت کی طاقت رکھتے ہیں۔

مہاراجہ گلاب سنگھ کافی عرصہ کشمیر میں مقیم رہے اور آپ ایک انصاف پسند اور مدبر شخص تھے۔ رعایا کی حالت پہلے سے بہت اچھی ہو گئی اور لمبے عرصہ کے بعد رعایا کے دلوں میں ایک مستقل نظام کا یقین ہوا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ برطانیہ کے ایک اچھے دوست تھے اور انہوں نے ۱۸۵۷ء میں برطانیہ کی بہت امداد کی اور اسی سال مہاراجہ صاحب سرگباش ہو گئے۔ جس روز انہوں نے اس جہانِ فانی سے رحلت کی۔ کشمیر میں بھونچال کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔"

ایک اور انگریز جس کا حوالہ میجر کارمائیکل سمائتھ Major CARMICHEAL SMYTH نے اپنی کتاب، ہسٹری آف رننگ فیملی آف لاہور HISTORY OF REIGNING FAMILY OF LAHORE میں دیا ہے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے متعلق لکھتا ہے:۔

"وہ (گلاب سنگھ جی) ایک بہترین سپاہی ہیں۔ گو تعلیم یافتہ نہیں مگر ایک قابل، پھرتیلے، نڈر، چست، مدبر اور دور اندیش کمانڈر ہیں۔ وہ خود سر اور تلخ ضرور ہیں مگر ہر بات میں دور اندیش رہتے ہیں اور ارادہ کے پکے ہیں۔ زمانہ ماضی یا زمانہ حال سے زیادہ زمانہ مستقبل کا خیال رکھتے ہیں اور مستقبل کی ضروریات کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ مدھم رفتار سے آگے بڑھتے ہیں مگر آگے بڑھتے ہوئے اپنا راستہ اچھی طرح سے ٹٹولتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے بچاؤ DEFENSIVE اور حفاظت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ گو موقعہ ملنے پر یا ضرورت HENSIVE پڑنے پر حملہ بھی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کر دیتے ہیں۔ فوج کو ہمیشہ آخری ہتھیار سمجھتے ہیں۔
آپ کو اپنے آپ پر بڑا اعتماد ہے اور اپنی
سیاسی ذہانت اور زود رسی یا تیز فہمی پر بڑا
یقین رکھتے ہیں۔ میدان جنگ میں سب سے
آگے رہتے ہیں۔"

ایک اور کتاب پنجاب ایڈونچر PUNJAB ADVENTURE

میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے اخلاق و اطوار کا ذکر کرتے
ہوئے مصنّف لکھتا ہے کہ مہاراجہ صاحب

"اخلاق میں نہایت شیریں اور خوش خلق ہیں۔
ان کے خط و خال خوبصورت ہیں۔ ناک
ذرا ٹیڑھی ہے۔ خوش وضع ہیں۔ کام کرتے
تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عہدِ حکومت

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی بہادر

اندر مہندر سپر سلطنت انگلشیہ۔ گرینڈ کمانڈر آف دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا۔
جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مشیر قیصرہ ہند

سنہ ۱۹۱۲ تا سنہ ۱۹۴۲ بکرمی مطابق سنہ ۱۸۵۶ء تا سنہ ۱۸۸۵ء

مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے تین بیٹے تھے۔ بڑے اُودھم سنگھ جی جو بتاریخ ۲۲ کاتک سنہ ۱۸۹۷ بکرمی بمقام لاہور ہمراہِ کنور نونہال سنگھ کام آئے۔ دوسرے سوہن سنگھ جی جو ہمراہ راجہ ہیرا سنگھ بتاریخ ۹ پوہ سنہ ۱۹۰۱ بکرمی مارے گئے اور تیسرے رنبیر سنگھ جی جو ماہ ساون سنہ ۱۸۸۷ بکرمی بمقام قلعہ رام گڑھ پیدا ہوئے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے سب سے چھوٹے بھائی راجہ سوچیت سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے رنبیر سنگھ جی کو اپنا پسرِ متبنیٰ بنا لیا تھا۔ رنبیر سنگھ جی کی پہلی شادی سنہ ۱۹۰۰ بکرمی میں راجہ بجے سنگھ والئے سیبہ کی دختر سے ہوئی۔ دوسری شادی سنہ ۱۹۰۵ بکرمی میں راجہ ہیرا چند والئے کھلور کی ہمشیرہ سے ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۷ بکرمی میں مہارانی سیبہ کے بطن سے بمقام ریاسی پہلی اولادِ نرینہ ہوئی۔ جس کا نام پرتاپ سنگھ رکھا گیا۔ سنہ ۱۹۱۸ بکرمی میں راجہ رام سنگھ جی اور سنہ ۱۹۲۰ بکرمی میں راجہ امر سنگھ جی پیدا ہوئے۔ یہ دونوں راجکمار بھی مہارانی سیبہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ تیسری رانی کے بطن سے ماہ پھاگن سنہ ۱۹۳۱ بکرمی میں کنور لکشمن سنگھ جی پیدا ہوئے۔

مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے شروع ہی سے رنبیر سنگھ جی کو انتظامِ ملک کی ٹریننگ دینا شروع کر دی تھی۔ اور انہیں ہر ممکن موقعہ پر گورنمنٹ آف انڈیا کے افسروں سے ملاقات کرکے اچھے تعلقات پیدا کرنے کے لئے بھیجتے تھے۔ چنانچہ جب مہاراجہ گلاب سنگھ جی لارڈ ڈلہوزی سے ملاقات کرنے وزیر آباد گئے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



مہاراجہ رنبیر سنگھہ جی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CP 78

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تو میاں رنبیر سنگھ جی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ۱۸۵۰ء میں جب سر ہنری اور لیڈی لارنس کشمیر کی سیاحت کے لئے گئے تو ولی عہد سلطنت رنبیر سنگھ جی کو ان کے استقبال کے لئے اننت ناگ بھیجا گیا۔ دربار کے موقعہ پر بھی میاں رنبیر سنگھ جی موجود رہا کرتے تھے۔ اس طرح اُنہوں نے ملکی نظم و نسق کا کافی تجربہ حاصل کر لیا۔

مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اپنے ہاتھوں انتظامِ مملکت کی باگ ڈور رنبیر سنگھ جی کو سونپ دی تھی۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کو انہوں نے اپنے دستِ مبارک سے بتاریخ ۸۔ پھاگن ۱۹۱۲ سمت بکرمی (فروری ۱۸۵۶ء) راج تلک دیا۔

ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ سوانح عمری مہاراجہ رنبیر سنگھ جی میں لکھتے ہیں کہ

"مہاراجہ گلاب سنگھ کو سر گباش ہوئے صرف ایک ہی سال گزرا تھا کہ چند بد اندیشوں نے مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کو قتل کرنے کی سازش کی۔ ان سازشیوں میں میاں ہٹھو (سترواڑہ کلاں مہاراجہ گلاب سنگھ) دمیاں بجر دیو و میاں موٹا وغیرہ شامل تھے۔ مگر اس سازش کا راز افشا ہو گیا اور مجرموں کو سخت سزائیں دی گئیں۔"

بغاوت میں فوجی امداد

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے گدّی نشین ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۸۵۷ء کا غدر ہو گیا۔ اس موقعہ پر مہاراجہ صاحب نے برطانوی گورنمنٹ کی امداد کے لئے دو ہزار نفر انفنٹری اور ۲۰۰ سوار بھیج دیئے۔ یہ فوجی دستہ زیر کمان دیوان ہری چند (برادر دیوان جوالا سہائے) تھا اور اس کا سیاسی چارج لفٹنٹ کرنل آر۔ لارنس کے سپرد تھا۔ جن کی سرکردگی میں اس فوج نے لاہور سے دہلی کوچ کر کے دہلی کے قلعہ کو باغیوں سے بچانے میں بھاری امداد دی۔

سر رچرڈ ٹمپل SIR RICHARD TEMPLE

۱۸۵۹ء میں جموں آئے تھے۔ آپ اپنے جرنل میں لکھتے ہیں کہ

میں نے رنبیر سنگھ جی کو اس سے پہلے بھی کئی بار دیکھا ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۸۵۳ء میں جب میں ایک سیاح کی حیثیت میں جموں آیا تھا۔ اس وقت رنبیر سنگھ جی ابھی ولی عہد سلطنت ہی تھے۔ دوسری مرتبہ ہماری ملاقات گجرات میں ہوئی تھی۔ جب وہ سر جان (لارڈ) لارنس سے ملنے آئے۔ اس وقت میں پنجاب گورنمنٹ کا سکیرٹری تھا اور تیسری دفعہ ۱۸۵۸ء کے اختتام پر جب سر جان لارنس ان کی ملاقات

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے لئے جموں گئے تھے۔ اس وقت رنبیر سنگھ جی ریاست کے والئے ملک تھے۔ چنانچہ اس طرح مجھے آپ کے ساتھ بات چیت کرنے کے بہت سے مواقع ملے۔ رنبیر سنگھ جی کی عمر اُس وقت تیس بتیس برس کی تھی۔ خوبصورت چہرہ، لمبی لمبی مونچھیں اور صورت سے نجابت ٹپکتی تھی۔ قد چھوٹا اور ٹانگ کچھ باہر کی طرف جھکی ہوئی مگر گھوڑ سواری اور شکار کے بہت شائق تھے۔ اس موقعہ پر جب میں اُن کی ملاقات کے لئے گیا تو وہ گو مجھے پرائیویٹ طور پر ملے۔ پھر بھی انہوں نے ایک فوج کا دستہ سلامی کے لئے موجود رکھا تھا۔ ان کا فرزند امیاں پرتاپ سنگھ جو اُس وقت دس برس کی عمر کا تھا۔ ان کے ساتھ تھا اور وزیر زور آور سنگھ اور دیگر اعلیٰ افسر بھی موجود تھے۔ مہاراجہ صاحب بڑے ملنسار تھے۔ سرکار والا نے میری سیاحت کشمیر کے لئے اپنے افسروں کے نام خاص ہدایات جاری فرمائی ہوئی تھیں۔ جس کے لئے میں نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ مہاراجہ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کشمیر کی حالت کیسی ہے؟ میں نے جواباً بتایا کہ دیگر ملکوں کی طرح کشمیر کی طرف بھی اگر زیادہ توجہ دی جائے تو یہ ایک بے نظیر ملک بن سکتا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے کہا کہ انہیں معلوم ہے کہ بہت سے نقائص موجود ہیں اور جونہی اُنہیں جموں سے فرصت ملتی ہے۔ وہ کشمیر جا کر وہاں بہت سی اصلاحات جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ میں خدا کے سامنے اپنی رعایا کی بہبود کا جواب دہ ہوں۔ مہاراجہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ کشمیر میں بہت سی قابل کاشت اراضی ویران پڑی ہوئی ہے۔"

آگے چل کر سر رچرڈ ٹمپل لکھتے ہیں۔

"مہاراجہ صاحب ریاست کے انتظام کا کام زیادہ تر اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں آپ نے دفتری کاروبار کے لئے ایک نیا ہال تعمیر کرایا ہے۔ آپ کی پرائیویٹ زندگی نہائت اعلیٰ ہے۔ آپ روزانہ گھوڑے کی سواری کرتے ہیں۔ عام طور پر ہندوستانی راجگان کے چال چلن پر سیاہ دھبہ ضرور پایا جاتا ہے، مگر مہاراجہ رنبیر سنگھ جی میں کوئی عیب نہیں ہے۔"

ایک اور انگریز سیاح نے مہاراجہ صاحب کا قلمی چہرہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:۔

مہاراجہ صاحب بہت خوبصورت ہیں اور

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ان کا روپ رنگ بیان کرنے کے لئے زیتون (OLIVE) کے درخت سے بہتر تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ ان کے خط وخال GRECIAN نمونہ کے ہیں۔ چوڑی پیشانی اور سیدھی ناک چھوٹی سیاہ گھونگریالی داڑھی۔ باریک کمرخ کی پگڑی جس میں گوٹہ لگا ہوا ہے۔ ماتھے پر تلک اور گلے میں یگیو پویت اور ایک خوبصورت مالا۔ سفید رنگ کی پوشاک زیب تن کئے ہوئے۔ چھاتی پر حکمرانی کا تمغہ۔"

انگریز سیاحوں کی آمد

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں کشمیر میں امن و امان قائم ہو جانے کی وجہ سے انگریز سیاحوں کی آمد و رفت بڑھ گئی۔ ایک انگریز سیاح لکھتا ہے کہ

"مہاراجہ صاحب کا قاعدہ ہے کہ ہر سیاح کو اس کی آمد اور رخصت کے وقت ایک ڈالی بھیجتے ہیں۔ جس میں طرح طرح کی کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں۔"

ایک یورپین سیاح اپنی ڈائری میں لکھتا ہے۔ "سرگباشی مہاراجہ گلاب سنگھ جی کی طرح موجودہ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی ہمیشہ انگریزوں کے ساتھ خلوص دل سے پیش آتے ہیں جس طریقہ پر ان کی خاطر تواضع ریاست کشمیر میں کی جاتی ہے۔ اس طرح کسی ملک میں بھی دیکھنے میں نہیں آتی۔"

سیاحان کی دیکھ بھال کے لئے آپ کے عہد میں ایک انگریز افسر گورنمنٹ آف انڈیا کی جانب سے مقرر کیا گیا۔ جس کا عہدہ آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی ان کشمیر تھا۔

۱۸۷۲ء میں کشمیر میں ایک عدالت مشترک بنائی گئی۔ جس میں "آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی" اور ایک نمائندہ دربار کشمیر ان تمام مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے جو انگریز سیاحوں اور ان کے ملازمین یا رعایا کشمیر کے مابین ہوتے تھے۔

عدل وانصاف

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے ریاست میں عدل و انصاف کے ادارے قائم کرنے کی طرف گہری توجہ دی۔ پہلے پہل ڈوگری زبان میں ایک پینل کوڈ مرتب کی گئی جو صرف ایک سو دفعات پر مشتمل تھی۔ ریاست بھر میں ۱۹ عدالتیں قائم کی گئیں جو مندرجہ ذیل مقامات پر تھیں:-

صوبہ کشمیر:-

(۱) عدالت صدر سرینگر (۲) عدالت شہر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

(۳) وزارت شہر خاص (۴) وزارت اننت ناگ (۵) وزارت ہری پور (۶) وزارت کامراج (۷) وزارت مظفرآباد اور (۸) وزارت اسکردو

صوبہ جموں:-

(۱) عدالت العالیہ (۲) عدالت صدر (۳) وزارت خاص (۴) وزارت جسروٹہ (۵) وزارت سمرنہ بھڈد (۶) وزارت ادھم پور (۷) وزارت کشتواڑ (۸) وزارت ریاسی (۹) وزارت نوشہرہ (۱۰) وزارت مناور اور (۱۱) وزارت بھدرواہ۔

کچھ عرصہ کے بعد ہی عدالتوں کی تعداد ۲۵ کر دی گئی۔ کشمیر کے سرحدی علاقہ میں پہلے ایک ہی عدالت بمقام اسکردو تھی۔ بعد میں ایک عدالت بمقام لداخ اور دوسری بمقام گلگت قائم کی گئی۔ سرینگر شہر کے لئے ایک عدالت بنام "عدالت داغ شال" قائم کی گئی۔ شال بافوں وغیرہ کے تمام مقدمات اس عدالت میں پیش ہوتے تھے۔ دوسری عدالت سرینگر شہر میں قائم کی گئی جس کا نام "عدالت پنچائت" تھا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ "عدالت پنچائت" آٹھ ممبروں پر مشتمل تھی جس میں شہر کے رئیس اور قابل اشخاص بطور منصف لئے جاتے تھے۔ ان میں چار ہندو اور چار مسلمان ہوتے تھے۔ جن کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ دی جاتی تھی۔ تمام مقدمات متعلقہ رفاہ عامہ اسی عدالت میں پیش ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں ولی عہد (میاں پرتاپ سنگھ جی) ہر روز اجلاس میں رعایا کی شکایات سنتے تھے اور مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ شری مہاراجہ رنبیر سنگھ جی خود دربار عام میں مقدمات سنتے تھے۔ مہاراجہ صاحب بہادر کے اس دربار عام کا خاکہ مسٹر فریڈرک ڈریو Mr. FREDRIC DREW نے اپنی کتاب موسومہ "جموں وکشمیر" میں ان الفاظ میں کھینچا ہے:-

"جب مہاراجہ صاحب بہادر منڈی میں دربار عام منعقد کرتے ہیں تو یہ نظارہ قابل دید ہوتا ہے۔ صبح کو ۹ یا ۱۰ بجے مہاراجہ صاحب منڈی میں تشریف لاتے ہیں اور ان کے ساتھ ولی عہد (میاں پرتاپ سنگھ جی) ہوتے ہیں۔ مشیران اور دیگر درباری حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ کئی سال لگاتار موسم سرما میں میں خود روزانہ دربار میں حاضر ہوتا رہا۔ دربار میں ان تمام لوگوں کو حاضر ہونا پڑتا ہے جو کوئی رتبہ رکھتے ہوں تاکہ وہ سرکار والا کو آداب بجا لائیں۔ تمام افسر قالین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہیں۔ صرف سرکار والا اور ولی عہد گدیلے پر بیٹھتے ہیں۔ اس طرح دربار میں بیٹھ کر سرکار

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

والا اُن عرضداشتوں کا معائنہ کرتے ہیں جو اُن کے حضور میں پیش کی جائیں ۔ درخواست کنندگان احاطہ میں کھڑے ہوتے ہیں اور باری باری حضور میں پیش ہوتے ہیں۔ جب درخواست کا مضمون پڑھا جاتا ہے تو سائل دست بستہ رہتا ہے۔ عرضداشتوں کے مضمون بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں۔ کسی میں تو کسی سرکاری ملازم نے رخصت کے لئے درخواست کی ہوتی ہے یا اپنی ماں کے پھول ہردوار لے جانے کے لئے رخصت مانگی ہوتی ہے۔ کئی درخواستیں ملازموں کی طرف سے پیش ہوتی ہیں جن میں آخری اپیل کی گئی ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ نقاب پوش عورتیں اپنی عرض معروض لے کر دربار میں حاضر ہوتی ہیں۔ عرضداشت کا مضمون خواہ کچھ بھی ہو مگر اس پر اچھی طرح غور کیا جاتا ہے۔ معمولی عرضداشتوں کا فیصلہ فوراً سنا دیا جاتا ہے۔ دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ تو کسی عدالت ہی میں ہوتا ہے اور اِن مقدمات کی اپیلیں بھی مجاز عدالتوں میں فیصل ہوتی ہیں مگر اہل مقدمات کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سرکار والا کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی قسمت آزمائی کریں۔ سرکار والا بہترین کوشش کرتے ہیں کہ معاملہ کی اصلیت دریافت ہو سکے اور خود گواہان پر فاضلانہ جرح کرتے ہیں مگر عام طور پر ایسے مقدمات کسی مجسٹریٹ کے پاس تحقیقات کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور بعد تحقیقات کاغذات پھر سرکار والا کے احکام کے لئے واپس آتے ہیں۔ دربار کے موقعہ پر احاطہ میں قسم قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب بہادر کی مملکت کے دُور و دراز علاقوں کے لوگ آتے ہیں۔ یہاں کئی کشمیری، لداخی بلتی، پہاڑی، یارقندی لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اس طرح دوپہر کے وقت تک احاطہ منڈی مبارک میں خوب چہل پہل رہتی ہے۔ پھر دربار برخاست ہوتا ہے اور سرکار والا کھانا کھانے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور تمام منسٹر اور درباری بھی رخصت ہوتے ہیں۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

شام کا دربار

"چار پانچ بجے شام کو مہاراجہ صاحب بہادر کی سواری نکلتی تھی۔ اس موقعہ پر محل کے دروازہ کے باہر ہاتھی اور گھوڑے تیار ہوتے ہیں۔ منشر صاحبان بھی حاضر ہوتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب اپنی مرضی کے مطابق کبھی گھوڑے کی اور کبھی ہاتھی کی سواری کرتے ہیں۔ کچھ دیر سواری کے بعد سرکار والا کبھی کسی مندر میں درشن کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، کبھی کسی تعمیر کا معائنہ کرتے ہیں۔ واپسی پر شام کا دربار شروع ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر مہاراجہ صاحب خود تو اپنے منشروں یا افسروں سے بات چیت کرتے ہیں اور میاں صاحب (پرتاپ سنگھ جی) درخواستوں پر غور کرتے ہیں۔ اس دربار کے موقعہ پر مہاراجہ صاحب اُن لوگوں سے جو دربار میں حاضر ہوں، بہت سے سوالات پوچھتے ہیں اور اپنے آپ کو دنیا بھر کے حالات سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ دربار رات کے تقریباً ۹ بجے برخاست ہوتا ہے۔"

دربار عام کے علاوہ مہاراجہ صاحب بسنت پنچمی، نوروز، دسہرہ کی تقاریب پر خاص دربار منعقد کرتے تھے۔ ان موقعوں پر امراء و رؤساء کی طرف سے سرکار والا کو نذریں پیش کی جاتی ہیں۔ ہولی کا تہوار نہائت دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ تمام درباری سفید کپڑے پہن کر منڈی کے کھلے دربار میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد گلال تقسیم ہوتا ہے۔ مہاراجہ صاحب خود اس تقریب میں شریک ہوتے ہیں۔

شکار کا شوق

مہاراجہ صاحب بہادر کو شکار کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ ڈریو صاحب لکھتے ہیں کہ

"جموں کے گرد و نواح میں بیس میل کی رکھ ہے۔ مہاراجہ صاحب شکار کے دن صبح سورج نکلتے ہی جموں سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ نیزہ بازوں کی پلٹن بھی ساتھ ہوتی ہے۔ چونکہ راجپوتوں کو شکار کا بہت شوق ہے۔ اس لئے بہت سے میاں راجپوت بھی اپنے اسلحہ جات لے کر شامل ہو جاتے ہیں۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

بوآرانیوں کی شادی مبارک

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کی دولڑکیاں تھیں۔ ڈوگرہ شاہی خاندان میں بوارانی کی شادی بھی مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد ہی میں ہوئی۔ گو یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے تقریباً ۸۰ سال پہلے بھی ڈوگرہ شاہی خاندان کی ایک لڑکی کا بیاہ ہوا تھا۔ اس شادی کا ذکر فریڈرک ڈریو نے جو اس موقعہ پر خود جموں میں موجود تھے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے ایک قدیم راجپوت خاندان کے راجہ صاحب والئی جسوال کا انتخاب کیا۔ جسوال کے راجہ صاحب گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف کسی سازش کے الزام میں نظربند کئے گئے تھے اور ان کی ریاست کو ضبط کیا گیا تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے اپنی زندگی ہی میں گورنمنٹ آف انڈیا سے درخواست کی تھی کہ راجہ صاحب آف جسوال کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا نے راجہ صاحب کو مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر کے سپرد کر دیا۔

۱۸۷۱ء (سمت ۱۹۲۷ بکرمی) کے موسم بہار میں شادی کی رسم نہائت دھوم دھام سے منائی گئی۔ ڈریو صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں نے جہیز دیکھا جو جموں کے محل میں رکھا گیا تھا۔ ہندو رسم کے مطابق جہیز میں تمام ضروریات خانگی موجود تھیں۔ دروازہ کے سامنے ہی ایک لاکھ روپیہ نقد کی تھیلیاں تھیں۔ ان کے نزدیک ۲۵۰۰ کی تعداد کی سونے کی مہریں تھیں۔ طشتریوں میں اعلیٰ اعلیٰ قسم کی پوشاکیں، جن کی تعداد ۱۱۰۰ تھی سجائی گئی تھیں۔ ان سے آگے زیورات وغیرہ تھے۔ کچھ تو سادہ چاندی اور سونے کے اور کچھ میں قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ سونے کی مہروں کے نکلس بھی تھے۔ ان کے پاس ہی چاندی کے برتن تھے۔ ایک طرف ہاتھی اور گھوڑوں کا ساز تھا جو چاندی سے جڑا ہوا تھا۔ جہیز میں دی جانے والی گائیوں کے گلے میں باندھنے کے لئے چاندی کی زنجیریں اور گھنٹیاں تھیں۔ اس کے علاوہ کئی متفرق اشیاء جن میں طرح طرح کے پنکھے، سنہری چھتر، باجے اور دلہن کے لئے گڑیاں اور کھلونے تھے۔"

شادی سے تیسرے روز بعد دولہا اپنی دلہن کو ساتھ لے جانے کے لئے آیا۔ بوارانی کے گھر سے وداع ہونے کا جلوس نہائت شاندار تھا۔ سب سے آگے ۱۵۰ گائیں ۱۵۰ بھینسیں جن پر سُرخ رنگ کے کپڑے تھے اور گلے میں چاندی کی زنجیریں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ان کے پیچھے ۵۱ اونٹ اور ۳۰۰ بھیڑ بکریاں تھیں۔ ان کے پیچھے لاتعداد مزدور تھے جنہوں نے جہیز اُٹھایا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے ۱۰۰ باوردی سپاہی تھے۔ جن میں سے ہر ایک نے سر پر ۱۰۰ روپیہ کی تھیلی اُٹھائی تھی۔ ان کے پیچھے جہیز کے گھوڑے جو ساز و سامان سے پورے طور پر سجائے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے تین ہاتھی تھے۔"

"اُس کے بعد مہاراجہ بہادر اپنی بیٹی اور داماد کے ساتھ محل سے باہر نکلے اور دلہن کو ڈولی میں بٹھا دیا گیا۔ میاں صاحب (پرتاپ سنگھ جی) ننگے پاؤں تھے اور اُنھوں نے ڈولی کو سہارا دیا ہوا تھا۔ ڈولی کے پیچھے پیچھے مہاراجہ صاحب کے دو خزانچی ہاتھیوں پر سوار تھے جو سونے اور چاندی کے سکے ڈولی پر سے نچھاور کر رہے تھے۔"

"دولہا اور دلہن جموں سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر جاگیر (رام کوٹ) میں چلے گئے۔ جو مہاراجہ صاحب نے ان کو عطا کی تھی۔"

دوسری لبا رانی کی شادی ماہ بیساکھ ۱۹۳۱ سمہ بکرمی میں رام کوٹ میں راجہ رگھناتھ سنگھ جی جسوال سے ہوئی۔

مہاراجہ صاحب کی سیاحت ہندوستان

وشمولیت دربار سٹار آف انڈیا

پرنس آف ویلز بہادر ولی عہد دولت انگلشیہ (ایڈورڈ ہفتم) ۱۸۷۵ء کے آخر میں ہندوستان میں تشریف لانے والے تھے۔ چنانچہ دربار میں شمولیت کے لئے مہاراجہ صاحب بہادر کو دعوت نامہ موصول ہوا اور ساتھ ہی اطلاع آئی کہ حضور پرنس آف ویلز ہندوستانی ریاستوں میں سے سب سے پہلے ریاست جموں میں رونق افروز ہوں گے۔ مہاراجہ صاحب نے انتظام رہائش کے لئے ایک عالیشان عمارت (موجودہ بلڈنگ عجائب گھر) کی تعمیر شروع کردی اور جموں سے سوچیت گڑھ تک پختہ سڑک کی تیاری کے احکام صادر کئے۔ ان انتظامات کے بعد مہاراجہ صاحب ماہ مگھر ۱۹۳۲ سمہ بکرمی میں جموں سے روانہ ہوئے اور ۶ مگھر کو لاہور پہنچے۔ یہاں ڈپٹی کمشنر صاحب و اسسٹنٹ کمشنر صاحب مہاراجہ بہادر کی پیشوائی کے لئے حاضر ہوئے۔ مہاراجہ صاحب کا یہ پہلا دورہ تھا اور ان کی جو عزت گورنمنٹ آف انڈیا کی نظروں میں تھی۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے مہاراجہ صاحب کی سلامی کے لئے گارڈ آف آنر تعینات کی ہوئی تھی۔ مہاراجہ صاحب جناب نواب سر ہنری ڈیوس صاحب لفٹننٹ گورنر پنجاب کے مہمان رہے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اور کوٹھی پر پہنچتے ہی توپوں کی سلامی سر ہوئی۔ ۹ مگھر کو مہاراجہ صاحب سرزمین متبرکہ متھراجی میں پہنچے۔ اس تیرتھ پر سرکار والا نے بہت سا دان دیا۔ دوسرے روز بسواری بگھی آگرہ تشریف لے گئے۔ جہاں سرکار والا نے تاج محل اور دیگر عمارات قدیم یادگار آثار سلاطین مغلیہ کا ملاحظہ کیا۔ ۱۴ مگھر کو سرکار والا پراگ راج (الہ آباد) پہنچے۔ اس تیرتھ پر بھی سرکار والا نے پچاس ہزار روپیہ دان دیا۔ ۱۶ مگھر کو سرکار والا بنارس تشریف لے گئے۔ جہاں کاشی نریش نے آپ کا سواگت کیا۔ ایک ہفتہ بنارس میں قیام کے دوران میں، بنارس کے مشہور وِدوان پنڈت سرکار والا کے درشن کرنے کے لئے آئے اور سرکار والا کے ساتھ دھرم شاستروں پر بات چیت کرتے رہے۔ یہاں سے سرکار والا گیا جی تشریف لے گئے اور پھر بیجناتھ سوامی کے درشن کرنے کے لئے چلے گئے۔ ۵ ماہ پوہ کو سرکار والا کلکتہ پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے انڈر سیکرٹری صاحب گورنمنٹ آف انڈیا و صاحب ایڈی کانگ جناب نواب وائسرائے بہادر بمعہ اردلی سواران رسالہ اور گاڑی چہار اسپہ موجود تھے۔ ریلوے ٹرین سے اترتے ہی قلعہ فورٹ ولیم سے اکتواپ کی سلامی سر ہوئی۔ بنگلے پہ پہنچنے پر خود جناب نواب وائسرائے ہند نے سرکار والا کا سواگت کیا۔

۱۰ ماہ پوہ کو حضور پرنس آف ویلز کلکتہ پہنچے ہندستانی مہاراجگان میں سے سب سے پہلے آپ نے مہاراجہ رنبیر سنگھ جی سے ملاقات کی۔ دوسرے روز مہاراجہ صاحب نے کشمیر کے تحفہ جات صاحب پرنس آف ویلز کے پیش کئے۔

یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو دربار قیصری منعقد ہؤا جس میں شمولیت کے بعد سرکار والا ۲۰ ماہ پوہ ۱۹۳۲ بکرمی کو جموں میں پہنچے۔ راستہ میں آپ نے اجودھیا جی اور دیگر تیرتھوں کے درشن کئے۔

۲۰ جنوری ۱۸۷۶ء کو حضور پرنس آف ویلز وزیر آباد اسٹیشن پر پہنچے۔ سیالکوٹ پہنچنے پر میاں رام سنگھ صاحب اور دیوان کرپارام صاحب مدارالمہام ریاست نے شرف استقبال حاصل کیا۔ میاں پرتاپ سنگھ صاحب ولی عہد ریاست نے بمقام سوچیت گڑھ استقبال کیا میراں صاحب پہنچنے پر حضور مہاراجہ صاحب بہادر نے بہ ہمراہی کرنل جنکسن صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ واہلکاران ریاست پرنس آف ویلز کا سواگت کیا۔ جناب شاہزادہ انگلستان نے حضور مہاراجہ صاحب کو اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھالیا۔ دریائے توی کے کنارے پہنچنے پر ۲۱ توپ کی سلامی سر ہوئی۔ دریائے توی کو عبور کرنے کے لئے ہاتھی اور گھوڑوں کی سواری کا انتظام کیا گیا تھا۔ جب سواری گمٹ دروازہ پر پہنچی تو دوبارہ سلامی سر ہوئی۔ چند روز جموں میں قیام کرنے کے بعد حضور ولی عہد دولت انگلشیہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

واپس تشریف لے گئے۔

گورنر جنرل سے ملاقات

سنہ ۱۹۳۳ بکرمی میں جناب لارڈ لٹن صاحب بہادر وائسرائے ہند نے کشمیر کی سیر کا ارادہ ظاہر کیا مگر کشمیر میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑنے کے باعث یہ دورہ ملتوی کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ بمقام مادھوپور حضور مہاراجہ صاحب وائسرائے سے ملاقات کریں۔ مہاراجہ صاحب بہادر اور دیوان گوبند سہائے صاحب جموں سے براستہ جبروٹہ مادھوپور تشریف لے گئے۔ جہاں وائسرائے بہادر اور لیڈی لٹن کا استقبال کیا۔ پرائیویٹ ملاقات میں امورات سلطنت و معاملہ سرحد گلگت اور چترال وغیرہ پر بات چیت ہوتی رہی۔ رات کو سرکار والا نے حضور وائسرائے کو دعوت دی۔ اس موقعہ پر لارڈ لٹن نے ایک تقریر کی جس میں پہلی مرتبہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ریاست جموں و کشمیر کے متعلق وائسرائے بہادر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ملکہ معظمہ کا جام صحت نوش کرنے کے بعد حضور وائسرائے بہادر نے حاضرین کو مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کا جام صحت نوش کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"آپ کو ملکہ معظمہ کے ایک نہائت وفادار رئیس اور ہمارے دوست اور میزبان مہاراجہ رنبیر سنگھ جی بہادر والئے جموں و کشمیر کا جام صحت نوش کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

ہم انگریز لوگ عظیم الشان بحر و بر کو دیکھنے کے واسطے دور دراز کی سیاحت کرتے ہیں۔ کشمیر جنت نظیر میں نہ صرف عظیم الشان پہاڑ اور مرغوب ترین ندی نالے ہیں بلکہ اس کو ایک ایسا حکمران نصیب ہوا ہے جس کے ساتھ واقفیت حاصل کرنا فخر کا باعث ہے۔ انگلینڈ سے روانہ ہونے سے پیشتر مجھے اس خوش منظر ملک کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا۔ میری آرزو تو کشمیر دیکھنے کی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے یہ فرحت بخش سیاحت معطل رہی مگر آج شام کو اس خطۂ بے نظیر کے مالک اور فیاض و جواں مرد فرمانروا کو اپنے پاس بیٹھا دیکھ کر مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ حضور مہاراجہ صاحب کا اس فیاضانہ ضیافت کے لئے جو مجھے اور لیڈی لٹن کو دی گئی ہے، جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ میں مہاراجہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اُن کے تحائف سے زیادہ میں جناب ممدوح کی دوستی کی قدر کرتا ہوں۔ مہاراجہ صاحب بہادر شاہانہ خوبیوں کے مالک ہیں۔ آپ علم و ہنر کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

بڑے قدردان ہیں اور ملکہ معظمہ کے مسلّمہ وفادار ہیں۔ جناب ممدوح اپنے والدِ بزرگوار کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اور جن لوگوں سے آپ کا تعارف ہے وہ اِن کی بڑی عزت اور قدر کرتے ہیں۔ مَیں مہاراجہ صاحب کی مہمان نوازی کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوا جناب ممدوح سے التماس کرتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے دوستوں سے کمتر خیال نہ کریں اگرچہ میرا نام غالباً اُن کے دوستوں کی لمبی چوڑی فہرست کے آخر میں لکھا جائے۔"

دربار دہلی

دربار دہلی میں شمولیت کی غرض سے مہاراجہ صاحب بہادر ۶ ماہ پوہ ۱۹۳۳ء بکرمی کو جموں سے روانہ ہوئے لاہور ریلوے اسٹیشن پر پہنچنے پر ۱۹ انواپ کی سلامی سر ہوئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے دو سو ظروف شیرینی اکتیس سو روپیہ نقد اور اکیس ڈالی بطور ضیافت مہاراجہ صاحب کو بھیجے گئے۔ ۹ ماہ پوہ کو حضور ممدوح دہلی پہنچے۔ جہاں کرنل ڈیوس صاحب بہادر کمشنر دہلی اور میجر ہنڈرسن صاحب نے استقبال کیا اور سلامی سر ہوئی۔ ۱۰۔ پوہ کو سرکار والا نے لفٹنٹ گورنر پنجاب سے ملاقات کی۔ ۱۱ پوہ کو سرکار والا نے جناب وائسرائے ہند کا سواگت کیا۔

نواب وائسرائے بہادر نے جلسہ قیصری میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ملکہ معظمہ اِس موقعہ پر لقب قیصرۂ ہند قبول فرماتی ہیں اور انہوں نے مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کو مشیر خاص کا خطاب عطا فرمایا ہے اور بنظر حیثیت ریاست و امداد جنگی اور آراستگی فوج لقب جنرل عساکر انگلشیہ عطا فرمایا ہے اور بحیثیت عظمت و قدر ریاست سرحدی کے خطاب اندرہندر مہاراجہ رنبیر سنگھ بہادر سپر سلطنت انگلشیہ بخشا ہے۔ تقریر کے خاتمہ پر حضور وائسرائے بہادر نے مہاراجہ صاحب کو مبارک دیتے ہوئے اعلان کیا کہ بجائے ۱۹ فائر سلامی کے آئندہ ریاست کی حدود کے اندر اور برطانوی ہند میں سرکار والا کے اعزاز میں ۲۱ فائر کی سلامی اُتاری جائے۔

۱۵ پوہ کو حضور وائسرائے بہادر مع چیف سیکرٹری اور پرائیویٹ سیکرٹری اور جنرل آفیسر کمانڈنگ مہاراجہ صاحب کی ملاقات کے لئے سرکار والا کے کیمپ میں تشریف لائے۔ تعظیم پیشوائی اور سلامی سر کرنے کے بعد شاہی خیمہ میں دربار منعقد ہوا۔ جس میں اہلکاروں نے نذریں پیش کیں۔ اِس موقعہ پر وکلائے چترال اور یاسین اور معتمدان ہونزہ و نگر بھی نذر پیش کرنے کے لئے حاضر تھے۔ حضور وائسرائے نے نذر قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو اگر گورنمنٹ برطانیہ کی خوشنودی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مطلوب ہو تو مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کی فرمانبرداری اور اطاعت کریں۔

دربار کے خاتمہ پر حضور مہاراجہ صاحب بہادر گنگاجی اشنان کرنے تشریف لے گئے۔ جہاں سے آپ جموں واپس تشریف لائے۔

متبنیٰ بنانے کا حق

چونکہ عہدنامہ امرتسر میں ریاست جموں وکشمیر کا قبضہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی اور اُن کے جانشینوں ہی کو دیا گیا تھا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی چاہتے تھے کہ قدرتی وارث کی عدم موجودگی میں مہاراجہ جموں وکشمیر کو پسر متبنیٰ بنانے کا حق حاصل ہو۔ اس [illegible] آپ نے ۱۸۶۰ء میں لارڈ کیننگ وائسرائے ہند سے جب سیالکوٹ میں ملاقات کی تو اس خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ ۱۸۶۲ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مہاراجہ صاحب کو ایک سند دی گئی جس میں خاندانی روایات کے مطابق پسر متبنیٰ بنانے کا حق دیا گیا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کی فتوحات سرحدی

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے گدی نشین ہونے کے کچھ عرصہ بعد سرحد کے علاقہ گلگت کی طرف توجہ مبذول کی۔ جو ڈوگرہ حکومت کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا۔ اس عرصہ میں راجہ گوہر امان نے ایک جدید قلعہ تعمیر کر لیا تھا جسے ناقابل عبور خیال کیا جاتا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں مہاراجہ صاحب نے زیر کمان کرنیل دیوی سنگھ نرانیہ ایک لشکر گلگت کو دوبارہ فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ اتّفاق ایسا ہوا کہ کرنیل دیوی سنگھ کی فوج کے گلگت پہنچنے سے چند روز پہلے راجہ گوہر امان فوت ہو گیا۔ جس سے گلگت کی فوج کا حوصلہ پست ہو گیا۔ دیوی سنگھ کی فوج نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور گولہ باری شروع کر دی۔ ایک گولہ نے پھاٹک کو چکنا چور کر دیا اور وزیر بھی مارا گیا۔ دیوی سنگھ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس زمانہ سے گلگت کا قبضہ ڈوگرہ حکومت کے ہاتھ میں چلا آتا ہے۔

تسخیر یاسین

کرنیل دیوی سنگھ نے گلگت سے آگے پیش قدمی کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ مع اپنی فوج کے یاسین پہنچ گیا اور اُسے تسخیر کر لیا۔ دیوی سنگھ نے عظمت شاہ کو (جو سلیمان شاہ قدیم راجہ یاسین کا بیٹا تھا) گدی پر بٹھلا دیا اور خود اپنی فوج لے کر واپس آ گیا۔ دیوی سنگھ کا مقصد یہ تھا کہ عظمت شاہ ریاست جموں وکشمیر کے افسران کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے گا مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئیں اور جونہی دیوی سنگھ کی فوج یاسین

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سے واپس ہوئی۔ اہل یاسین نے عظمت شاہ کو نکال دیا۔

ریاست پونیال کا قیام

یہ دیکھ کر دیوی سنگھ نے ایک اور سیاسی انتظام کیا جو زیادہ مستقل ثابت ہوا۔ عیسیٰ بہادر پونیال کے قدیم راجگان سے تعلق رکھتا تھا۔ گوہر امان کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے وہ اپنا گھر چھوڑ کر کشمیر بھاگ گیا تھا۔ جہاں اُسے کچھ رقبہ بطور عطیہ ملا ہوا تھا۔ گلگت پر حملہ کرتے وقت عیسیٰ بہادر بھی کرنیل دیوی سنگھ کی فوج کے ساتھ تھا۔ دیوی سنگھ نے گلگت اور یاسین کے درمیان ایک خودمختار ریاست قائم کرنے کی مصلحت سے عیسیٰ بہادر کی میراث اُس کے حوالے کردی۔

ملک امان کا گلگت پر حملہ

۱۸۶۶ء میں ملک امان راجہ یاسین نے گلگت پر حملہ کیا۔ امان الملک مہتر آف چترال بھی ملک امان کے ساتھ شامل تھا۔ محاصرین نے قلعہ کے راستوں کو نہائت سختی سے روکا۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ قلعہ کے اندر دو ہفتہ سے زیادہ خوراک موجود نہیں ہے، مگر یہ خیال غلط تھا۔ گلگت پر حملہ کی خبر جب کشمیر بھیجی گئی تو مہاراجہ صاحب نے نہائت تیزی کے ساتھ کمک زیر کمان وزیر زور آور و کرنیل بجے سنگھ گلگت روانہ کی۔ جب یہ فوج دریائے سندھ کے داہنے کنارہ پر پہنچی تو امان الملک اور اُس کی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ گئی۔

علاقہ داریل پر حملہ

ستمبر ۱۸۶۶ء میں وزیر زور آور اور کرنیل بجے سنگھ نے علاقہ داریل پر حملہ کر دیا۔ اکابران داریل نے اطاعت قبول کر لی اور خراج دینا قبول کیا۔

پونیال پر حملہ

۱۸۶۷ء میں یاسین والوں نے پونیال پر حملہ کیا، مگر ڈوگرہ فوج نے اِن کا سخت مقابلہ کیا اور دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

لفٹنٹ ہیورڈ کا قتل

۱۸۷۰ء کے آغاز میں لنڈن کی شاہی انجمن جغرافیائی ROYAL GEOGRAPHICAL SOCIETY نے لفٹنٹ جارج ہیورڈ کو پامیر کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ میر ولی کی خواہش تھی کہ لفٹنٹ ہیورڈ کی مدد سے وہ گلگت پر قبضہ کرلے۔ ہیورڈ کو میر ولی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

نے جو کچھ اپنے حق میں بتایا۔ اُس نے سچ سمجھ لیا اور امداد کا وعدہ کیا مگر جب ہیورڈ دوسری بار یاسین کے علاقہ میں گیا تو میر ولی نے اِسے قتل کرا دیا۔ اِس واقعہ کے کچھ دیر بعد پہلوان بہادر نے میر ولی پر حملہ کر دیا اور خود یاسین کا راجہ بن گیا۔ ۱۸۸۰ء میں امان الملک نے پہلوان بہادر کو قتل کر دیا اور یاسین کا الحاق چترال کے ساتھ کر دیا۔

نظم و نسق

ریاست کے اندرونی حالات کو بہتر بنانے اور مالیہ اراضی مقرّر کرنے کی غرض سے محکمہ بندوبست قائم کیا گیا اور آپ کے عہد میں پہلی مرتبہ ریاست جمّوں وکشمیر کی مفصّل پیمائش کی گئی۔ قلمرو جمّوں میں سات وزارتیں قائم کی گئیں۔ جمّوں خاص، جسروٹہ، رام نگر، اُدھم پور، ریاسی، نوشہرہ ومناور۔ اِسی طرح ان وزارتوں کو تحصیلوں اور پرگنوں پر تقسیم کیا گیا۔ مثال کے طور پر وزارت جمّوں خاص کو چار تحصیلوں اور ۳۰ پرگنوں پر تقسیم کیا گیا۔ وزارت جمّوں کا کُل رقبہ بروئے پیمائش ۶۸۶۴۵۰ گھماؤں پایا گیا۔ جس میں سے ۱۱۴۳۳۲ گھماؤں رقبہ آباد اور قابل مالگذاری مقرّر ہوا۔ اِس پر مالیہ اوسطاً ایک روپیہ سوا نو آنہ فی گھماؤں تشخیص کیا گیا۔

قلمرو کشمیر میں چھ وزارتیں قائم کی گئیں۔ یہ مندرجہ ذیل تھیں:-

شہر خاص، اننت ناگ، شوپیاں، پٹن، کامراج اور مظفر آباد۔

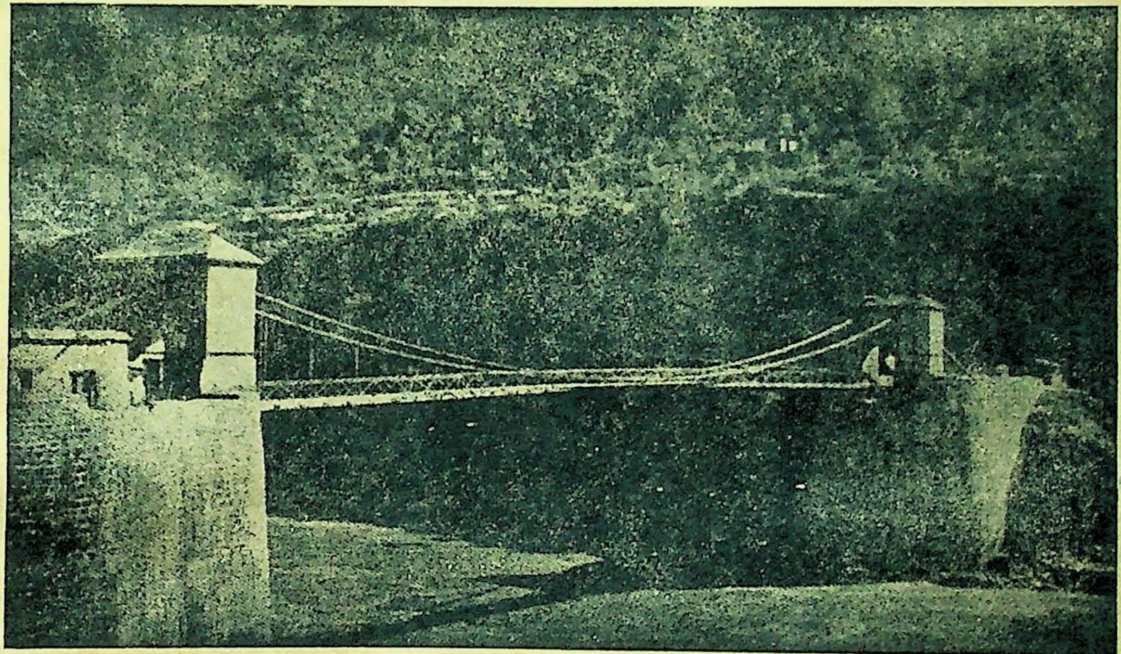
قلمرو کشمیر میں از ابتدائے عہد فرمارداِیان قوم چک یعنی ابتدائے سال ۹۶۰ھ غلّہ بٹائی کا طریقہ جاری ہُوا تھا۔ عہد بادشاہ اکبر میں بھی وہی عمل جاری رہا۔ اِس طریقہ کے مطابق نصف حصّہ غلّہ بطور مالیہ حکومت کو ملتا تھا اور باقی نصف کسانوں کو۔ افغانوں کی حکومت کے زمانہ میں کسانوں پر ایک مزید ٹیکس عائد کر دیا گیا تھا اس کو "ترکی" کہتے تھے۔ اِس طریقہ کے مطابق دو خروار پیداوار میں سے ایک خروار پانچ ترک بہ حصّہ سرکار لیا جاتا تھا اور ۱۱ ترک زمیندار کو دیا جاتا تھا۔ یہ طریقہ سکھّوں کی حکومت کے وقت بھی جاری رہا۔ ۱۹۱۲ سنہ بکرمی میں مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے زمینداروں کی بہبود کے لئے حصّہ سرکار میں بہت کچھ کمی کر دی۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب نے ٹیکس "ترکی" زمینداروں کو بالکل معاف کر دیا۔ یاد رہے کہ اِس ٹیکس کی آمدنی دو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ تھی۔ صوبہ جمّوں کی طرح کشمیر میں بھی بندوبست قائم کر کے زمینوں کی پیمائش کرائی گئی۔

دستکاریاں، تجارت و کارخانہ جات

مہاراجہ صاحب نے ریاست کی تجارت کو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



رام بن کا پل

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ترقّی دینے کی طرف کافی توجّہ دی۔ صوبہ کشمیر میں ڈوگرہ حکومت سے پہلے تقریباً ہر تجارت پر بھاری ٹیکس عائد کیے گئے تھے۔ یہ ٹیکس سنہ ۱۱۰۸ھ میں بعہد حکومت نورالدّین عائد کئے گئے تھے۔ اِن ٹیکسوں سے کل آمدنی سالانہ ۱۲۵۷۷ روپیہ ۴ آنہ تھی اور ان کی تفصیل ذیل تھی۔

شہر خاص سرینگر کے طائفہ جات پر	۵۶۸۷۴	روپیہ	۱۱ آنہ
وزارت شہر خاص کے حرفہ پر	۱۶۶۲۱	"	۸ "
وزارت انتت ناگ کے طائفہ جات پر	۴۲۸۰	"	۶ "
وزارت شوپیاں کے کارخانداروں پر	۱۰۷۹	"	۱۴ "
وزارت پٹن کے طائفہ جات پر	۳۰۴	"	۵ "
وزارت کامراج کے اہل حرفہ پر	۹۱۵۱	"	۸ "

مہاراجہ صاحب نے دیکھا کہ اِتنے بھاری ٹیکسوں کے بوجھ سے دبے ہوئے لوگ اپنی تجارت میں ترقّی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے یہ تمام ٹیکس معاف کر دیئے۔

کشمیر کے شال دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔ کشمیر میں شال بانی سنہ ۹۶۱ھ میں جاری ہوئی۔ بادشاہ اکبر کے زمانہ میں اِس صنعت نے خوب ترقّی کی۔ سنہ ۱۱۹۷ھ میں شال پر ایک ٹیکس عائد کیا گیا جس کا نام "داغ شال" تھا۔ جب شال پر ٹیکس ادا کر دیا جاتا تھا۔ اِس پر سرکاری مہر لگا دی جاتی تھی۔ افغانوں کے زمانہ میں اِس صنعت نے اچھی ترقّی کی۔ سکھّوں کے زمانہ میں کشمیر میں بائیس ہزار دکانیں شال بافی کی تھیں اور ٹیکس "داغ شال" کی آمدنی بارہ لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد کے آغاز میں بھی اِس ٹیکس کی آمدنی بارہ لاکھ روپیہ تھی مگر مہاراجہ صاحب نے سنہ ۱۹۳۱ بکرمی میں اِس ٹیکس میں ۳۸۵۰۰۰ روپیہ کی تخفیف کر دی۔ سنہ ۱۹۳۴ بکرمی میں مزید ۳۱۹۰۰۰ روپیہ کی تخفیف کی گئی یعنی سنہ ۱۹۳۴ بکرمی میں آمدنی "داغ شال" ۴۹۶۰۰۰ روپیہ تھی۔ سنہ ۱۹۳۵ بکرمی میں مہاراجہ صاحب نے ٹیکس "داغ شال" بالکل معاف کر دیا۔ اس طرح پانچ سال کے عرصہ میں بارہ لاکھ روپیہ کا مستقل ٹیکس معاف کر دیا۔ شال کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے مہاراجہ صاحب نے کئی ذرائع عمل میں لائے اِن میں سے ایک یہ تھا کہ لنڈن میں شال فروخت کرنے کے لئے ایک دکان سرکار والا کی طرف سے کھولی گئی۔

کشمیر کی تجارت وغیرہ کو فروغ دینے کے لئے مہاراجہ صاحب نے جہلم ویلی روڈ کی تیاری کا کام شروع کرایا۔ جموّں اور سرینگر کے درمیان براستہ بانہال سڑک کی تعمیر شروع کرائی۔ رام بن میں جو پُل دریائے چناب پر اِس وقت تک قائم ہے اِس کی تعمیر بھی مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے شروع کرائی تھی۔ یہ پُل ریاستی لوہاروں نے علاقہ لورہ کوٹلہ (تحصیل ریاسی) کی کانوں سے لوہا نکال کر بنایا تھا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

علاقہ یارقند وغیرہ سے جو مال کشمیر کے راستہ برطانوی ہند میں جاتا تھا۔ اس پر بھی بھاری محصول ریاست میں لیا جاتا تھا مگر مہاراجہ صاحب نے تجارت کو فروغ دینے کی غرض سے اس مال پر بھی محصول کم کر دیا۔

ان ٹیکسوں کی معافی کا تجارت پر نہایت اچھا اثر پڑا۔ چنانچہ پنجاب ایڈمنسٹریشن رپورٹ بابت ۱۸۶۲ء میں درج ہے کہ

"مہاراجہ صاحب بہادر نے کسٹم میں جو کمی کی ہے۔ اُس کا تجارت پر اچھا اثر پڑا ہے۔ اور ملحقہ انگریزی علاقہ کے ساتھ ریاست کی تجارت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سیالکوٹ کے ساتھ تجارت ... ۱۷۱ روپیہ کی مالیت کی ہوئی۔ جالندھر اور ہوشیارپور کے ساتھ تجارت دوگنی ہو گئی ہے۔"

۱۸۷۰ء میں مہاراجہ صاحب اور برٹش گورنمنٹ کے مابین ایک عہدنامہ تجارتی ہوا۔ جس کا مقصد ہندوستان اور سنٹرل ایشیاء کے مابین تجارت کو فروغ دینا تھا۔ سرکار والا نے سنٹرل ایشیاء سے برطانوی ہند میں جانے والے مال پر محصول بالکل معاف کر دیا۔ جس کے عوض میں برطانوی گورنمنٹ نے مہاراجہ صاحب کو الوائسی مال پر محصول جو برطانوی ہند کی بندرگاہوں پر وصول کیا جاتا تھا، دینا منظور کیا۔ اِس عہدنامہ کی

تفاصیل صفحہ ۱۰۶ پر درج ہیں۔

کشمیر کا کارخانہ ابریشم آج دنیا بھر میں مشہور ہے ریشم کی صنعت ۱۵۳۶ء میں مرزا حیدر نے کشمیر میں شروع کی تھی مگر اِس صنعت نے کوئی ترقّی نہیں کی۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے اِس صنعت کی طرف خاص توجّہ دی اور اس کام میں کشمیر کے چیف جسٹس بابو نیلامبر مکرجی نے بہت دلچسپی لی۔ ریشم کے کیڑوں کی پرورش اور تارکشی کے لئے زمینداروں کو ٹریننگ دیئے جانے کا انتظام کیا گیا۔ ۱۸۷۲ء میں سرکار والا نے چین سے قلم ہائے توت منگوا کر کشمیر میں شہتوت کے درخت لگوائے۔ اِس سال میں صوبہ جمّوں میں بھی ابریشم کی صنعت کو جاری کرنے کی غرض سے کشمیر سے کاریگر منگوائے گئے۔ اِس طرح مہاراجہ صاحب کے عہد میں ریشم کے کارخانہ نے خوب ترقّی کی۔

ریاست میں پیداوار چائے کے لئے تحصیل ریاسی اور بسوہلی میں باغ لگائے گئے۔ ۱۹۳۰-۳۲ سمت بکرمی میں ۱۲۷ من چائے پیدا ہوئی۔

سرکاری دفاتر کے لئے کاغذ تیار کرنے کی غرض سے صوبہ کشمیر کی مانند صوبہ جمّوں میں بھی کاغذ سازی کے کارخانے جاری کئے گئے۔ جہاں دستی کاغذ تیار کئے جاتے تھے۔

صوبہ جمّوں کے علاقہ جات بھدرواہ، کشتواڑ اور ڈوڈہ میں افیون کی کاشت کو ترقّی دینے کے لیے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

لوگوں کو افیون کی کاشت کے لئے ٹریننگ دی گئی۔

وزارت کٹھوعہ، جسروٹہ اور مناور میں زراعت نیل کا انتظام کیا گیا۔

مہاراجہ صاحب نے کشمیر میں بمقام گوپکار کارخانہ شراب جاری کیا۔ جہاں انگور کی شراب تیار کی جاتی تھی۔ کشمیر میں انگور کی کاشت کو ترقی دینے کی خاطر سرکار والا نے فرانس سے انگور کی قلمیں منگائیں اور چشمہ شاہی کے ارد گرد کے علاقہ میں ۱۵۰ گھماؤں کے رقبہ میں انگور کے ایک باغ کی بنیاد رکھی۔ کرنل سر آیور سینٹ جان کی معرفت ایران کے باغ جمشیدی شیراز سے اعلیٰ قسم کے انگور کی قلمیں منگائی گئیں جن کو ایران کے دو باغبان اصابت اور مرزا آقا حسین کشمیر لائے۔ مہاراجہ صاحب نے نشاط باغ کے نزدیک باغ شیرازی بنوا کر ۵۰۰۰ قلمیں بنوائیں۔ ایران کے دونوں باغبانوں کو ریاست میں ملازم رکھ لیا گیا۔ اس زمانہ میں زمینداروں کو باغ لگانے کا شوق نہ تھا۔ چنانچہ یہ شوق پیدا کرنے کے لئے ۱۱۰۴۱۰ قلمیں انگور زمینداروں کو مفت دی گئیں اور کاشت انگور کو ترقی دینے کے لئے زمینداروں کو انعامات دیئے جانے کا اعلان کیا گیا۔ اسی اعلان میں اس بات کا ذکر بھی موجود ہے کہ کارخانہ گوپکار کی تیار کردہ شراب کلکتہ کی نمائش میں بھیجی گئی تھی، جہاں یہ بہت پسند کی گئی۔ اس اعلان کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:-

"درینولا بنظر فائدہ رعایا و ترقی حالت ملک اشتہار جاری می فرمائم کہ چونکہ حضور ایں جانب را بعرف زر کثیر محض لغرض رونق کشمیر قلمہائے انگور از فرانس آوردہ و کاری گران آں ملک ملازم داشتہ کاشت آں کنانیدہ تاکہ باغ انگور فرانس بہ نہائت نشو و نما آراستگی یافتہ برآمد میوہ منظور آمدہ و از میوہ مسطور شراب عمدہ از کارخانہ سرکار تیار شدہ می باشد۔ چنانچہ در انگیزبیشن کلکتہ نمونہ جات شراب مسطور پسند شدند و بہ قیمت عمدہ و گراں فروخت گردید۔

علی الخصوص جناب نواب وائسرائے صاحب بہادر بتقریب سیر و گلگشت گلستان کشمیر در موسم گذشتہ تشریف بردند و مقبول فرمودند پس نتیجہ کوشش سرکار کہ محض الغرض بہبود رعایا بود، بعمل آمد۔

چونکہ غرض آں بنا بر فائدہ عام است و فائدہ عام منحصر بہ کاشت و ترقی عام و حضور ایں جانب را از فائدہ ذات خود و فائدہ رعائے کشمیر بود زیادہ منظور۔

لہٰذا بنظر رعایا پروری تجویز نمودیم کہ عموماً

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

زمینداران رعایا کشمیر قلم ہا انگور فرانسیسی
از باغ سرکار بلا قیمت گرفتہ بکمال شوق
و ذراعت گاہ خود ساگذار ہا خود کاشت
سازند و بہ سمیت تمام پرورش درختان
مسطور کردہ اگر پیداواری درختان انگور
بازاط سازند فوائد ذیل بہ رعایا حاصل خواہد
شد۔

دفعہ ۱:۔ فی یک صد درخت سہ سالہ دہ روپیہ
انعام از سرکار عطا شود۔

دفعہ ۲:۔ معاملہ زمین مسطور تا برآمد میوہ معاف
خواہد ماند۔

دفعہ ۳:۔ بعد برآمد میوہ کل میوہ مسطور در
کارخانہ سرکار کہ کاریگران فرانس
شراب منیا زند مثل مسٹر بلّو صاحب
خواہند قیمت نقد دست بدست
خواہند داد۔

چونکہ از چند سال طریق کاشت انگور مسطور
در کشمیر مروّج شدہ است۔ پس جملہ رعایا
را کاشت کردن آں آسان است۔ دریں
خصوصیّت کاشت نہ صرف برائے رعایا
ریاست بلکہ برایا رانیز ازیں کوشش
محروم نباید ماند کہ سہل طریق آمدنی است و
اگر کسے انگور کاشت سازد دو روپیہ فیصدی
درختان پرورده۔ او نیز عطا وقت برآمد میوہ
خواہد شد۔ واضح باشد کہ ز درخت قلم کشمیری
نباشد۔ مرقوم ۵۔ پھاگن سنہ ۱۹۴۰ بکرمی؁"

کشمیر میں شراب کا کارخانہ جاری کرنے سے سرکار
دالامدار کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ ریاست میں شراب
نوشی کی بدعت کو فروغ حاصل ہو۔ یہ محض ایک تجارتی
ادارہ تھا۔ سر رچرڈ ٹمپل اپنے "جرنل" میں لکھتے ہیں کہ

"ریاست میں منشّی اشیاء پر کوئی ایکسائز
ڈیوٹی نہیں لی جاتی اور ریاست میں شراب
نوشی بہت ہی کم ہوتی ہے۔"

فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

"مہاراجہ صاحب کے ممالک میں عام طور
پر شراب تیار کرنے یا پینے کی ممانعت ہے
مگر یہ قانون کرسچن مذہب کے لوگوں پر
حاوی نہیں ہوتا۔"

محکمہ دریافت کان ہا

ریاست میں کان ہا کی دریافت کے لئے
ایک محکمہ قائم کیا۔ ۱۸۶۲ء میں انگلستان کی جیالوجیکل
سروے سے مسٹر فریڈرک ڈریو کو بلا کر ریاست کی
کان ہا کی دریافت کا بیڑہ امور کیا گیا۔ مسٹر ڈریو
نے ریاست بھر میں کان ہا کی دریافت کے لئے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دورہ کیا۔

معافی زرِ نکاح

عہدِ حکومت اسلامیہ سے کشمیر میں یہ رواج چلا آتا تھا کہ بوقت شادی مسلمانوں سے ایک ٹیکس "زرِ نکاح" لیا جاتا تھا۔ اس ٹیکس سے تقریباً ۱۱ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی۔ سرکار والا نے یہ ٹیکس معاف کر دیا۔

مہاراجہ صاحب کی علم دوستی

مہاراجہ صاحب کو اشاعتِ تعلیم کا بہت شوق تھا ۱۸۶۶ء میں ابھی پنجاب میں یونیورسٹی قائم نہ ہوئی تھی اور لفٹنٹ گورنر پنجاب سر ڈی۔ میکلوڈ نے جب پنجاب میں یونیورسٹی قائم کرنے کی تجویز بنائی تو اس وقت ایک لاکھ روپیہ چندہ جمع کیا گیا جس میں سے ۶۲۵۰۰ روپیہ کی رقم مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے دی تھی چنانچہ جب ۱۸۸۲ء میں پنجاب یونیورسٹی قائم ہوئی تو ایکٹ آف انکارپوریشن میں مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کا نام نامی بطور پہلے فیلو FELLOW آف پنجاب یونیورسٹی لکھا گیا۔

ریاست میں اشاعتِ تعلیم کی خاطر سرکار والا نے ریاست میں کتابیں چھپوانے کا انتظام کیا اور پہلا چھاپہ خانہ "ودیا ولاس پریس" قائم کیا۔ آپ نے کتابوں کا ترجمہ کرانے کے لئے ایک محکمہ قائم کیا تاکہ ریاستی سکولوں کے لئے کتابیں تیار ہوں۔ اس زمانہ میں جو کتابیں تیار کی گئیں۔ اُن کے لئے ایک علیحدہ باب کی ضرورت ہے۔ مگر یہاں اتنا لکھ دینا کافی ہوگا کہ ہر مضمون کی کتب کا ترجمہ کرایا گیا۔ مثلاً جیالوجی کا ترجمہ انگریزی سے ہندی میں، جغرافیہ اور فزکس PHYSICS کا ترجمہ انگریزی سے ہندی میں، جامع العلوم کا ترجمہ عربی سے فارسی میں، تسہیل العلوم کا ترجمہ عربی سے فارسی میں، تواریخ فتح آسام کا ترجمہ فارسی سے ہندی میں، ہسٹری آف کشمیر کا ترجمہ انگریزی سے ہندی میں، ہسٹری آف روم ROME کا ترجمہ انگریزی سے ہندی میں۔ تواریخ قادری کا ترجمہ فارسی سے ہندی میں، جرت کھنڈ کا ترجمہ سنسکرت سے ہندی میں۔

تمام وزارتوں میں مدرسے جاری کئے گئے۔ جموں اور سرینگر میں اعلیٰ تعلیم کے ادارے قائم کئے گئے جموں میں مندرجہ ذیل مضامین کی تعلیم کا انتظام کیا۔

انگریزی، شاستری، قانون، ویدک، طب یونانی اور فارسی، انگریزی میں میٹرک تک تعلیم دی جاتی تھی۔ قانونی جماعتوں میں وہ قانون پڑھائے جاتے تھے جو ریاست میں نافذ تھے۔ محکمہ مال میں ملازمت کے لئے پٹواری کی ٹریننگ بھی دی جاتی تھی۔ طبی اور ویدک ڈیپارٹمنٹ میں طلباء کو تعلیم دے کر ریاستی شفاخانوں میں ملازمت کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

فارسی کی تعلیم منشی عالم کے سٹینڈرڈ تک دی جاتی تھی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۰ بکرمی میں جموں کے اس تعلیمی ادارے میں جس کو اُس وقت "رنبیر کالج" کہتے تھے۔ ۴۰۰ طلبہ تعلیم پاتے تھے۔

"سرینگر کالج" میں سنہ ۱۹۴۰ بکرمی میں ۲۵۰ طلبہ تعلیم پاتے تھے۔ اس ادارے میں عربی کی تعلیم کا انتظام بھی تھا۔

شری رگھناتھ مندر جموں میں ہندی اور سنسکرت کی تعلیم کا اعلیٰ انتظام کیا گیا۔ اس پاٹھ شالہ میں ویاکرن کاویہ اور نیائے کی جماعتیں کھولی گئیں۔

اُتر بہنی میں بھی وسیع پیمانے پر پاٹھ شالہ کھولی گئی جہاں میمانسا کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔

ریاست کے تعلیمی اداروں میں طلبہ کو کتابیں مفت دی جاتی تھیں اور اس کے علاوہ ان کو رسد اور وظیفہ بھی دیا جاتا تھا۔

جموں شہر میں پینے کے پانی کا انتظام

جموں شہر میں پانی کے لئے صرف چھ پختہ تالاب تھے سرکار والا نے اہل شہر کی آسائش کے لئے توی سے بذریعہ پمپ پانی لانے کی تجویز کی اور ایک پمپ لگایا گیا۔

آب پاشی

سرکار والا نے دریائے چناب سے از اکھنور تا جموں ایک نہر نکالنے کے احکام صادر کئے۔ "رنبیر نہر" ان ہی کے عہد میں تیار ہونا شروع ہوئی تھی۔ اس کام کے لئے ایک پلٹن سفر مینا SAPPERS & MINERS تعینات کی گئی۔ دریائے اوجھ اور توی سے بھی نہریں نکالی گئیں۔

ہری جن اُدھار

مہاراجہ صاحب نے اچھوتوں کی حالت سدھارنے کی طرف بھی توجہ دی اور کئی صد ہری جن فوج میں بھرتی کئے گئے۔

شفاخانے

مہاراجہ صاحب نے ریاست میں ۳۹ شفاخانے جاری کئے۔ مریضوں کو دوا مفت دی جاتی تھی۔ مہاراجہ صاحب نے ریاست میں قابل وید اور حکیم منگائے اور ایک کتاب تیار کرائی، جس کا نام "رنبیر پرکاش" ہے۔ اس کتاب میں مرض کی تشخیص اور اس کا ویدک اور یونانی طریقہ سے علاج درج ہے۔ چیچک کی روک

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

نظام کے لئے ویکسی نیشن سنٹر قائم کئے گئے۔

محکمہ ڈاک اور تار

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں ریاست بھر میں اپنے ڈاک خانے اور بہت سے تار گھر قائم کئے گئے جن کی تفاصیل صفحہ ۱۱۰ پر درج ہیں۔

ریاست کا سکّہ

ریاست میں اپنا سکّہ رائج کیا گیا۔ جس کی تفصیل صفحہ ۱۱۲ پر درج ہیں۔

کشمیر کا قحط

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد کا ایک قابل ذکر واقع کشمیر کا قحط ہے۔ ۱۹۳۳ء بکرمی ہی سے صوبہ کشمیر میں قحط کے آثار نظر آنے لگے۔ مگر ۱۹۳۵ء بکرمی کے آغاز میں قحط نے خطرناک صورت اختیار کرلی۔ برطانوی ہند اور کشمیر کے درمیان کوئی سڑک نہ ہونے کے سبب بیرونجات سے غلّہ منگانا گو نہائت مشکل تھا مگر مہاراجہ صاحب نے غلّہ کی خرید کے لئے جابجا اہلکار مقرر فرمائے۔ سرکار والا نے ایک لاکھ روپیہ خزانہ سیالکوٹ میں غلّہ کی خرید کے لئے جمع کرایا اور پنجاب گورنمنٹ سے غلّہ کی خرید کے لئے امداد طلب کی۔ بہت سے لوگوں نے اپنا وطن چھوڑ کر پنجاب وغیرہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ زمانہ قدیم میں کشمیر کے لوگ پروانہ راہداری کے بغیر کشمیر سے باہر نہ جا سکتے تھے۔ سرکار والا نے اس رسم کو موقوف کر دیا تاکہ جو لوگ کشمیر سے باہر جانا چاہیں انہیں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ کوہ مری، بانہال اور پیر پنجال کے راستے میں ہر پڑاؤ پر "غریب خانے" قائم کر دیئے تاکہ جو لوگ پنجاب جانا چاہیں۔ وہ راستہ ہی میں بھوک سے نہ مر جائیں۔ سرینگر شہر اور بیرونجات میں جگہ جگہ "محتاج خانے" جاری کئے گئے۔ جہاں غربا کو مفت خوراک دی جاتی تھی۔ شہر سرینگر میں ۳۳ محتاج خانے تھے اور بیرونجات میں ۲۷۔ پنجاب سے غلّہ کافی مقدار میں آنا شروع ہو گیا مگر بیوپاریوں کو مزید غلّہ لانے کی ترغیب دی گئی اور سرکار والا نے ایک اشتہار جاری فرمایا کہ جو شخص بیس ہزار روپیہ کا غلّہ کشمیر میں لائے گا۔ اُسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اس اشتہار کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے:-

"حکم اشتہار برائے آگاہی خاص و عام بیوپاریان قلمرو جموں و کشمیر وغیرہ آنکہ چونکہ نیولا بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دادہ می شود کہ ہر کس کہ بیوپاری از اقصائے پنجاب و مضافات کشمیر یا جائیکہ مرضی او باشد غلات خریدہ

در سرینگر خواہد برد محصول غلّہ سر لبسر معاف خواہد شد و بہر نرخ کہ مرضی بیوپاری مسطور خواہد بود، فروخت کردن اختیار است۔

و علاوہ براں قرار تفصیل ذیل انعام و خلعت از سرکار خواہد یافت۔ ہر کس کہ غلّات ببیت ہزار روپیہ خواہد برد ــــ الــ ہزار روپیہ نقدی ۵۰۰ روپیہ خلعت ۵۰۰ روپیہ۔

علیٰ ہذا القیاس مورد خوشنودی مزاج خواہد شد۔ محالداران زکوٰۃ و امینان سرکار را لازم است کہ ہر کس بیوپاری غلّات براہ شوپیاں و کوہالہ وغیرہ راہ ہائے در سرینگر بردہ باشد ہر گز مزاحم محصول نباشد۔ حرف رپورٹ بقید نام بیوپاری و وزن غلّہ سرکار فرستادہ باشند۔"

مہاراجہ صاحب نے مزید دو لاکھ من غلّہ سرکاری خرچ پر پنجاب سے خرید کر کے منگایا اور غلّہ کی تقسیم کے لئے ایک کمیٹی مقرّر کی۔ جس کے ۱۳ ممبر تھے اور ان میں غیر سرکاری ممبروں کو اکثریّت دی گئی۔ اس کمیٹی میں دو انگریز، بابو نیلامبر مکرجی منشیر درجہ اوّل۔ سیّد وزیر علی خاں دیوان مال۔ نواب مردان علی خان۔ بابو گوپال چند ڈاکٹر اور اہل کشمیر (غیر ملازم)، ۷ تھے۔

۱۹۵۷۱۴ من غلّہ پنجاب سے کشمیر پہنچایا گیا۔ جس پر کل خرچ ۴۴۰۰۷۹۳ روپیہ ۹ آنہ ۹ پائی (ضرب جلکی)

آیا۔ جس کی اوسط ۲۰ روپیہ چار آنہ فی من تھی۔ مگر یہ غلّہ بحساب تین روپیہ ڈیڑھ آنہ فی من فروخت کیا گیا۔ جس سے ۳۳۶۴۱۹۵ روپیہ ۳ آنہ ۳ پائی سرکار کو خسارہ ہؤا۔ اِس کے علاوہ یتیموں کی پرورش پر ۸۰۱۴۵ روپیہ خرچ آیا۔

قحط زدگان کی امداد کے لئے مہاراجہ صاحب نے تعمیرات کا کام شروع کر دیا تاکہ مزدور پیشہ لوگ کاروبار میں لگے رہیں۔

اِنتظامِ جنگی

مہاراجہ صاحب نے محکمہ جنگی کو اچھے معیار پر لانے کی غرض سے نئے قواعد مرتّب کرائے۔ فوج کی کل ۵۲ پلٹنیں تھیں۔ جن میں فوجیوں کی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ اِن کی روزانہ پریڈ کے لئے مہاراجہ صاحب نے پریڈ (قواعد) کے رُولز مرتّب کرائے اور تمام احکام پریڈ کا ہندی زبان میں ترجمہ کرایا مثلاً

شولڈر آرمز کے مقابلہ میں سکندھے نیترم
پریذیڈنٹ آرمز کے مقابلہ میں بندے نیترم

صوبہ جموّں میں مندرجہ ذیل مقامات پر جنگی چھاؤنیاں تھیں:۔

جموّں خاص، جسبر وٹہ، اُودھم پور، نوشہرہ، رام پور بنڈال، کوٹلی۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

صوبہ کشمیر اور فرانٹیر میں مندرجہ ذیل مقامات پر چھاؤنیاں تھیں:۔

سرینگر خاص، مظفر آباد، حصورہ گلگت اور اسکردو۔

دھرم ارتھ ٹرسٹ

سنہ ۱۹۴۱ بکرمی میں مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے دھرم ارتھ ٹرسٹ قائم کیا۔ اِس ٹرسٹ کی بنیاد مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے احکام کی تعمیل میں رکھی گئی۔

مطابق "آئین دھرم ارتھ" اِس ٹرسٹ کا مقصد حسب ذیل تھا۔

"ریاست جموں ہزاروں برسوں سے قائم ہے مگر ترکٹا کی پہاڑی پر شری وشنو دیوی کے مندر اور پرمنڈل میں شوجی کے مندر کے علاوہ کوئی قابل ذکر مندر نہ تھا جب مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اُنھوں نے ہندو دھرم کی ترقی کی طرف توجہ دی اور بہت سے مندر تعمیر کرائے۔ مہاراجہ صاحب نے حکم دیا کہ ایک خزانہ کھولا جائے۔ جس کا نام "شری رگھناتھ جی کا خزانہ" رکھا جائے۔ اور اِس غرض کے لئے انہوں نے پانچ لاکھ روپیہ دیا۔ جس کے سود سے سدابرت وغیرہ جاری رکھنا مقصود تھا۔ یہ رقم دے کر انھوں نے رنبیر سنگھ جی کو ٹرسٹی مقرر کردیا۔ اِس غرض کو اچھی طرح پورا کرنے کے لئے مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے "آئین دھرم ارتھ" بنایا اور ایک کونسل قائم کی تاکہ دھرم ارتھ فنڈ کا صحیح طور پر استعمال ہو"

اِس آئین میں جموں اور اتر بہنی کی پاٹھ شالا اول میں ایک ہزار ودیارتھیوں کو تعلیم دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ جہاں ودیارتھیوں کو کھانا بھی مفت دیا جاتا ہے۔

ریاست کے مندروں کے انتظامات اور سدابرت کے علاوہ بیرون ریاست کے ہندو تیرتھوں پر بھی سدابرت جاری کئے گئے۔ جو مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ اجودھیا جی میں روزانہ چالیس آدمیوں کو "سیدے" (اناج وغیرہ جو پکا ہوا نہ ہو) دیئے جائیں۔

۲۔ بندرابن جی میں روزانہ چالیس آدمیوں کو "سیدے" دیئے جائیں۔

۳۔ گیا جی میں ماہ پوہ میں ہر سال روزانہ ایک سو آدمیوں کو "سیدے" دیئے جائیں۔

۴۔ بدری نارائن جی میں "سیدے" دیئے جائیں۔

۵۔ کاشی جی میں پاٹھ شالہ جاری کی جائے اور ایک سو آدمیوں کو روزانہ "سیدے" دیئے جائیں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کاشی جی میں سرکار کی طرف سے ایک حویلی تعمیر کی جائے۔ جہاں مسافر ۱۵ روز تک بلا کرایہ ٹھہر سکیں۔ ایک کوٹھی تعمیر کی جائے۔ اس کے علاوہ تین مندر تعمیر کئے جائیں۔ جن میں سے ایک سرگباشی مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے نام پر ہو۔

علم دوست مہاراجہ رنبیر سنگھ نے دھرم ارتھ فنڈ کو صرف مندروں کی پوجا اور "سدابرت" پہ ہی محدود نہ رکھا بلکہ علوم کا ترجمہ کرنے کے لئے ایک محکمہ بنانے کا ارشاد کیا۔ "آئین دھرم ارتھ" میں اس محکمہ کے لئے ایک سو مترجموں اور کتاب نویسوں کی تقرری کا حکم موجود ہے۔ اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ ان ایک سو مترجموں میں دس آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو عربی اور فارسی کا ترجمہ سنسکرت میں کر سکیں۔ سرینگر میں ترجمہ کی برانچ کا اہتمام پنڈت الشیر کول کے سپرد تھا اور جموں میں ترجمہ کی برانچ پنڈت جگدھر کے سپرد کی گئی۔

ڈوگری زبان

فریڈرک ڈریو لکھتے ہیں کہ

فارسی رسم الخط کہ جو ریاست میں فارسی لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کے علاوہ ریاست میں تین اور رسم الخط رائج ہیں۔ ڈوگری کشمیری اور تبتی۔ پرانی ڈوگری الجد مشکل تھی اور اس کے پڑھنے میں بھی آسانی نہ تھی۔ اس لئے مہاراجہ صاحب نے نئی ڈوگری الجد تیار کرائی جو دیوناگری کے طریقہ پر ہے۔ اب جو درخواستیں مہاراجہ صاحب کے دربار میں پیش ہوتی ہیں۔ وہ اسی نئی ڈوگری زبان میں لکھی ہوتی ہیں۔ جب میں پہلی مرتبہ جموں آیا تو یہ درخواستیں فارسی ہی میں پیش ہوا کرتی تھیں مگر اب ڈوگری زبان میں ہوتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے اب فارسی کی جگہ ڈوگری زبان نے لے لی ہے۔"

سرکاری ملازمت کے لئے ڈوگری زبان کا جاننا ضروری تھا۔ ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ لکھتے ہیں کہ

"حکم یہ تھا کہ جو کوئی ملازم ریاست ڈوگری نہ جانتا ہو۔ اُس کی تنخواہ سے دہ یکی (یعنی دس فیصدی) روپیہ وضع کیا جائے۔"

ریاست کے تار گھروں میں بھی پہلے صرف فارسی رسم الخط میں تاریں سگنل کی جاتی تھیں۔ مگر مہاراجہ صاحب بہادر نے حکم جاری کیا کہ دیوناگری رسم الخط میں تاریں سگنل کی جایا کریں۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے بابو گوپال داس اسسٹنٹ انجنیئر کو حکم دیا کہ ریاستی باشندگان کو تار کا کام سکھانے کے لئے ایک کلاس کھولی جائے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہندوستانی ریاستوں کے مہاراجگان کی آمد

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں پہلی مرتبہ کئی ہندوستانی ریاستوں کے راجے مہاراجے بھی ریاست جموں و کشمیر میں آئے۔ چنانچہ ۱۹۱۸ء بکرمی میں جب ولی عہد ریاست پرتاپ سنگھ جی کی شادی ہوئی تو مہاراجگان پٹیالہ، نابھہ، جیند، کپور تھلہ، سرمور اور راجہ صاحب بلاسپور، راجہ صاحب کانگڑہ وغیرہ جموں تشریف لائے تھے۔ ۱۹۳۲ء بکرمی میں نواب صاحب بہاولپور کشمیر کی سیر و سیاحت کے لئے تشریف لائے اور مہاراجہ صاحب کے مہمان رہے۔

وفات

مہاراجہ صاحب کو کافی عرصہ سے مرض ذیابیطس کی شکایت تھی۔ آپ ۲۹۔ بھادوں ۱۹۴۲ء بکرمی (۱۸۸۵ء) کو بمقام جموں پرلوک سدھارے۔

آپ کی وفات پر ہز ایکسیلینسی وائسرائے اور گورنر جنرل نے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کو ایک چٹھی میں لکھا۔

"مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے گورنمنٹ برطانیہ کی قابل قدر خدمت کی تھی اور میں محسوس کرتا ہوں کہ ہمارا ایک بہترین دوست وفات پا گیا ہے۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ترجمہ

عہدنامہ تجارتی

فی مابین سرکار انگلشیہ و مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والئے جموں و کشمیر

عہدنامہ فی مابین سرکار والا انگلشیہ و سرکار مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ، والئے جموں و کشمیر و ورثائے و جانشینان مہاراجہ صاحب موصوف ۔ جو ایک جانب طامس ڈگلس فورسائتھ صاحب سی ، بی نے بہ تقویت اُن اختیارات کامل کے موثق کیا ۔ جو صاحب بہادر موصوف کو ہز ایکسیلنسی دی رائٹ آنریبل رچرڈ سوتھویل لورک ۔ ارل آف میو ۔ وائی کونٹ میو آف منی کردر ۔ بیرن ناس آف ناس ۔ کے ، پی ، جی ۔ ایم ۔ ایس ۔ آئی ، پی ۔ سی وغیرہ نواب وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے عطا فرمائے اور دوسری جانب اصالتاً مہاراجہ صاحب بہادر نے موثق کیا ۔

ازانجا کہ بنابر فوائد سرکار عالیین متعہدین اور اُن کی اپنی رعایا کے رفاہ کے واسطے مناسب متصوّر ہوتا ہے کہ ترکستان مشرقی کے ساتھ تجارت کے نشو و نما اور فروغ اور حفاظت کے واسطے جو سہولتیں سردست حاصل ہیں ، اُن کی نسبت زیادہ سہولتیں مہیّا کی جائیں ۔ لہٰذا اِس غرض سے دفعات ذیل بالاتفاق قرار دی گئی ہیں :

دفعہ اوّل :۔ مہاراجہ صاحب بہادر کی رضامندی سے سرکار انگلشیہ کے عہدہ دار تجارت کے اُن راستوں کی مساحت کے واسطے مقرّر کئے جائیں گے جو لاہول کے علاقہ سرکار والا انگلشیہ کی سرحد سے مہاراجہ صاحب بہادر کی قلمرو کے اندر سے ممالک والئے یارقند کو جاتے ہیں اور اُن راستوں میں وہ راستہ بھی داخل ہوگا جو وادی جنگ چھنمو میں سے جاتا ہے ۔ مہاراجہ صاحب بہادر ایک عہدہ دار اپنی سرکار کا مساحان مندرجہ صدر کے ہمراہ رہنے کے واسطے مامور فرمائیں گے اور حتیّ المقدور اُن کو سب طرح کی مدد دیں گے جن راستوں

کی مساحت ہوگی۔ ان کا ایک نقشہ تیار کیا
جائے گا اور ایک مصدقہ نقل اُس نقشہ کی مہاراجہ
صاحب بہادر کو دی جائے گی۔

دفعہ دوم:۔ ملاحظہ اور مساحت مذکورہ الصدر کے
بعد اس راستہ جدید کو جو بطرف جنگ چھنمو سرکار
انگلشیہ قرار دے گی کہ جو ترکستان مشرقی کے ساتھ
تجارت کے نشو و نما اور فروغ کے واسطے
سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اُس راستہ
کی نسبت مہاراجہ صاحب بہادر حکم عام
نافذ فرمائیں گے کہ سب مسافروں اور بیوپاریوں
کے واسطے بسبیل علی الدوام اور جملہ اوقات
یہ شارع عام ایسا رہے گا کہ کسی قسم کی
روک ٹوک اور مزاحمت نہیں ہوگی۔

دفعہ سوم:۔ مہاراجہ صاحب بہادر کی قلمرو کے اندر
جس قدر طول میں یہ راستہ ہوگا۔ اُس تمام راستہ
کی نگرانی اور پرداخت اور قائم رکھنے کے
واسطے اور شارع عام متذکرہ دفعہ دوم پر آمد
ورفت کے واسطے جو قواعد متعاقب قرار
دیئے جائیں۔ ان قواعد کی تعمیل واجب کرانے کے
واسطے اور اُن تنازعات کے فیصلہ کے واسطے
جو مابین کرایہ کشوں اور بیوپاریوں اور مسافروں
میں واقع ہوں اور متخاصمین سے ایک یا دونوں
فریق سرکار والا انگلشیہ یا کسی ملک خارجہ کی
رعایا ہوں۔ دو کمشنر سال بہ سال مقرر کئے جائیں گے
ان میں سے ایک کو سرکار انگلشیہ مقرر کرے گی
اور دوسرے کو مہاراجہ صاحب بہادر مامور
کریں گے اور مدت ماموری اُن کی علیحدہ دستور
العمل میں درج ہوگی۔ کمشنران اپنی خدمات کے
سرانجام دینے میں دستور العمل مذکورہ یا اُن قواعد
کے پابند ہوں گے جو وقتاً فوقتاً باختیار مشترک
سرکار انگلشیہ اور سرکار مہاراجہ صاحب بہادر
کے قرار دیئے جائیں۔

دفعہ چہارم:۔ کمشنران مسطور کے حد اختیار کے تعین
کے واسطے ایک حد راستہ کے دونوں طرف قرار
دی جائے گی اور اُس حد کا فاصلہ عرض میں
دو کوس کا ہوگا۔ باستثنائے اُن مقامات کے
جہاں کمشنران مسطور چراگاہ کے واسطے زیادہ زمین
عرض میں اپنی حد علاقہ کے اندر شامل کرنا متصور
کریں۔ ان حدود سے باہر کمشنروں کو اختیار نہ ہوگا۔
اُن حدود کے اندر جس قدر زمین دکان ہوگی۔ اُس
پر بدستور مہاراجہ صاحب بہادر کا قبضہ اختیار
مطلق کے ساتھ رہے گا اور برعائت شرائط
مندرجہ عہد نامہ ہذا مہاراجہ صاحب بہادر
اُس زمین پر ویسے ہی اختیارات شاہی کام رکھیں گے
جیسے اپنی قلمرو کے کسی اور علاقہ میں رکھتے ہیں
اور ان اختیارات میں مشترک کمشنروں کو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کسی طرح کی مداخلت حاصل نہ ہوگی۔

دفعہ پنجم :- مہاراجہ صاحب بہادر اقرار کرتے ہیں کہ کمشنروں کے فیصلوں کی تعمیل کرانے میں اور اُن قواعد کی خلاف ورزی کے انسداد کے واسطے جو بموجب دفعہ سوم کے نافذ کئے جائیں گے۔ جہاں تک ممکن ہوگا۔ سب طرح کی مدد دیں گے۔

دفعہ ششم :- مہاراجہ صاحب بہادر عہد کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خواہ وہ سرکار انگلشیہ کی رعیت ہو، خواہ مہاراجہ صاحب بہادر یا والئے یارقند یا کسی غیر ملک کی رعایا ہو۔ دونوں کمشنران مرقوم الصدر کی حد اختیار کے اندر کسی جگہ آباد ہونے کا اختیار ہوگا اور اُس کو جائز ہوگا کہ تجارت کی اغراض کے واسطے مختلف منزلوں پر سامان باربرداری و بارکشی اور سواری مہیا کرے یا اپنے پاس رکھے اور کرایہ پر دے۔

دفعہ ہفتم :- دونوں کمشنروں کو اختیار ہوگا کہ راہ مذکور کے ایسے مقامات میں جو ان کو مناسب معلوم ہوں، سامان رسد وغیرہ کے ذخیرے خود قائم کریں یا اور آدمیوں کو قائم کرنے کی اجازت اور اختیار دیں۔ کمشنروں کو اختیار ہوگا کہ نرخ مقرر کردیں۔ جس کے مطابق بیوپاریوں کو کرایہ کشوں کو اور لوگوں کو سامان رسد فروخت کیا جائے گا اور راہ مذکور پر جو مکان مسافروں کی آسائش کے واسطے یعنی مسافر خانے یا سرائیں بنائی جائیں۔ ان میں رہنے کے واسطے کرایہ کی شرح مقرر کردیں۔ علاقہ کلو وغیرہ میں سرکار انگلشیہ کے عہدہ داران کو اور مہاراجہ صاحب بہادر کے عہدہ داران مامورہ لداخ کو ہدائت کی جائے گی کہ جب کمشنران متذکرہ صدر طلب کریں۔ شرح بازار پر اُن کو سامان رسد وغیرہ کے مہیا کردینے میں حتی الامکان خود نہائت سعی و کوشش کریں۔

دفعہ ہشتم :- مہاراجہ صاحب بہادر عہد کرتے ہیں کہ شارع عام آزاد متذکرہ صدر پر محصول رہگذر ہرگز عائد نہ کریں گے اور علاوہ ازیں مہاراجہ صاحب بہادر یہ عہد کرتے ہیں کہ جو مال سربستہ اُن کی قلمرو کے اندر سے ہو کر ترکستان سے ہندوستان کو یا ہندوستان سے ترکستان کو جاتا ہے اور جس مال کا سربستہ بار اُن کی قلمرو کے اندر نہ توڑا جائے۔ اُس مال پر اپنی قلمرو کے اندر ہرگز کوئی محصول نہ لیں گے۔ جو مال مہاراجہ صاحب بہادر کی قلمرو کے اندر درآمد ہو یا اُن کی قلمرو سے برآمد ہو۔ اُس پر مہاراجہ صاحب بہادر کو اختیار رہے گا کہ خواہ وہ مال شارع عام متذکرہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

صدر کی راہ سے آئے یا جائے خواہ کسی اور راستہ سے آئے جائے جس قدر مناسب تصوّر فرمائیں محصول در آمد برآمد لیں۔

دفعہ نہم:- سرکار انگلشیہ عہد کرتے ہیں کہ ممالک ہند مقبوضہ سرکار موصوف کے اندر جس کو اصطلاح میں برٹش انڈیا کہتے ہیں۔ اُس سربستہ مال پر جو سربستہ مشرقی ترکستان کو یا مہاراجہ صاحب بہادر کے ممالک کو جائے۔ کسی قسم کی ڈیوٹی وصول نہ کریں گے۔ علاوہ اِس کے سرکارِ انگلشیہ عہد کرتے ہیں کہ جو محصول برآمد پشمینہ پر اور پارچات پر لیا جاتا ہے، جو مہاراجہ صاحب بہادر کی قلمرو کے اندر ساخت ہوتے ہیں اور اُن ممالک کو جاتے ہیں جو برٹش انڈیا کی حدود سے باہر ہیں اُن پر محصول برآمد لینا موقوف کر دیں گے۔

دفعہ دہم:- یہ عہد نامہ مشتمل بر دس دفعات کے طامس ڈگلس فورسائتھ صاحب بہادر سی، بی نے بتقویت اُن اختیارات کامل کے جو صاحب بہادر موصوف کو ہز ایکسیلینسی دی رائٹ آنریبل رچرڈ سوتھویل بورک ارل آف میو۔ وائی کونٹ میو آف کردر، بیرن ناس آف ناس۔ کے پی۔ جی، ایم، ایس آئی۔ پی، سی وغیرہ وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے عطا فرمائے از جانب سرکار انگلشیہ و از جانب مہاراجہ صاحب بہادر اصالتاً خود مہاراجہ صاحب بہادر نے آج کے دن موثق کیا اور یہ بات قرار دی جاتی ہے کہ ایک نقل اِس عہد نامہ کی بمنظوری و استحکام مناسب وائسرائے و گورنر جنرل ہند کے مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں ہفتم ستمبر ۱۸۷۰ء تک پیش کر دی جائے گی۔

چنانچہ بمقام جموّں آج کے دن یعنی تاریخ دوئم ماہ مئی ۱۸۷۰ء مطابق تاریخ یکم بیساکھ سمت ۱۹۲۷ بکرمی اِس عہد نامہ پر دستخط اور مہر ثبت کی گئی اور اِس کا تبادلہ عمل میں آیا۔

(دستخط) مہاراجہ رنبیر سنگھ

(دستخط) ٹی، ڈی، فورسائتھ

(مہر) میو وائسرائے و گورنر جنرل

اِس عہد نامہ کو ہز ایکسیلینسی وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے بمقام سیالکوٹ تاریخ دوم ماہ مئی ۱۸۷۰ء منظور کیا اور استحکام دیا۔

(دستخط) سی، یو، ایچی سن

قائمقام سیکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا - فارن ڈیپارٹمنٹ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست کا
انتظامِ ڈاک اور تار

مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے عہد میں جب کشمیر کا الحاق جموّں سے ہوگیا تو جموّں اور سرینگر کے درمیان ڈاک رسانی کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ سرینگر اور جموّں کے درمیان ۳۸ ڈاک کی چوکیاں تھیں اور ہر ایک چوکی پر ہرکارے موجود رہتے تھے جو ڈاک کے تھیلوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچا دیتے تھے۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں ریاست کے محکمہ ڈاک نے بہت ترقّی کی۔ جموّں اور سرینگر کے درمیان ۱۲۹ چوکیاں قائم کی گئیں اور ڈاک جموّں سے سرینگر ۲۵ سے ۳۰ گھنٹہ کے اندر پہنچ جاتی تھی۔ سنہ ۱۹۲۱ بکرمی میں جموّں اور لاہور کے درمیان ڈاک رسانی کا سلسلہ بھی جاری کیا گیا۔ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۶۵ء میں مہاراجہ صاحب بہادر نے مسٹر ہاگ (Hogg) پوسٹ ماسٹر جنرل کو جموّں آنے کی دعوت دی اور صاحب موصوف سے ریاستی محکمہ ڈاک کو برطانوی ہند کے طریقہ پر چلانے کی بات چیت کی۔ چنانچہ فارن سکریٹری پنجاب گورنمنٹ نے ۱۸ جون سنہ ۱۸۶۶ء کو سرکار والا کی خدمت میں ایک مراسلہ بھیجا۔ جس میں سرکار والا کی اس تجویز کی تعریف کی اور یقین دلایا کہ برطانوی ہند کا محکمہ ڈاک ریاست کی ہر طرح سے امداد کرے گا۔ اس وقت تک یہ طریقہ رائج تھا کہ ڈاک کی ٹکٹیں لفافہ پر چسپاں کرنے کی بجائے نقد رقم وصول کی جاتی تھی۔ مگر پھر ریاست نے ڈاک کے اپنے ٹکٹ رائج کر دیئے رجسٹری چٹھیوں کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا اور رجسٹری کی فیس چار آنہ لی جاتی تھی۔ چونکہ کشمیر میں انگریز سیّاحوں کی آمد و رفت زیادہ بڑھنے لگی۔ اس لئے مہاراجہ صاحب بہادر کی منظوری سے سنہ ۱۹۲۴ بکرمی (سنہ ۱۸۶۷ء) میں سرینگر میں امپیریل ڈاک خانہ کھولا گیا۔ مگر سرینگر سے جو چٹھیاں ریاست سے باہر بھیجی جاتی تھیں۔ ان پر ریاست کے ٹکٹ کے علاوہ برطانوی ہند کے محکمہ ڈاک کے ٹکٹ بھی چسپاں کرنے پڑتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۵ بکرمی میں نئے قسم کے ٹکٹ رائج ہوئے اور جموّں اور سرینگر کے درمیان پارسل بھیجنے کا انتظام بھی کیا گیا۔ سنہ ۱۹۳۲ بکرمی میں مہاراجہ صاحب بہادر نے ایک شخص مسمّی بابو دیوی دین

کو ڈاک خانوں کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا۔ بابو دلدی دین نے ریاستی ڈاک خانوں میں بہت کچھ اصلاح کی۔ چھپے ہوئے فارم بھی جاری کئے۔ سمت ۱۹۳۴ بکرمی میں مہاراجہ صاحب بہادر نے سرینگر اور گلگت کے درمیان تار برقی کا سلسلہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ سرحدی علاقوں کے حالات سے دربار باخبر رہ سکے۔ مہاراجہ صاحب نے ریاست میں تار برقی کے ذریعہ پیغام رسانی کے کام کی تربیت کے لئے ایک کلاس کھول دی اور فارسی حروف میں تار بھیجنے کا کام سکھانے کا انتظام کرایا۔ سب سے پہلا ریاستی جس نے تار برقی کے ذریعہ پیغام رسانی کا کام سیکھا اُس کا نام پنڈت کیشو رام رینہ تھا۔ جس کو سرینگر کے تار گھر میں ملازم رکھا گیا۔ مہاراجہ صاحب نے احکام جاری کئے کہ جموں اور سرینگر کے درمیان تار برقی کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ ۹۔ ساون سمت ۱۹۳۵ بکرمی کو یہ لائن مکمل ہو گئی اور مہاراجہ صاحب بہادر بذاتِ خود جموں کے تار گھر میں تشریف لائے اور سب سے پہلا پیغام وزیر پنوں گورنر کشمیر کے نام بھیجا سمت ۱۹۳۷ بکرمی میں مہاراجہ صاحب نے محکمہ ڈاک اور تار کے انتظام پر دہلی کے ایک شخص حکیم فدا محمد کو مامور کیا۔ سمت ۱۹۳۹ بکرمی میں جموں اور سرینگر کے درمیان منی آرڈر بھیجنے کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ سمت ۱۹۴۰ بکرمی میں ایک ایک پیسہ کے کارڈ بھی جاری کئے گئے۔

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں سنہ ۱۸۹۳ء تک ریاست میں دونوں ڈاک خانے (امپیریل اور ریاستی) جاری رہے۔ اس وقت تک ریاست کے مختلف مقامات میں مہاراجہ صاحب کی منظوری سے ۱۴ امپیریل ڈاک خانے قائم ہو چکے تھے اور ریاستی ڈاک خانوں کی تعداد ۷۵ تھی۔ امپیریل ڈاک خانوں کی آمدنی میں سے ان کا خرچ وضع کر کے فائدہ کی رقم ریاست کو مل جاتی تھی۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں دونوں ڈاک خانوں کا الحاق کیا گیا۔ ریاستی ڈاک خانوں کا سلسلہ بند کر دیا گیا اور ریاست بھر میں صرف امپیریل ڈاک خانے قائم کر دیئے گئے۔ یہ انتظام ۲۵ سال کے عرصہ کے لئے کیا گیا۔ برطانوی ہند کے محکمہ ڈاک نے یہ شرط منظور کی کہ ریاست کو دس ہزار روپیہ کی ٹکٹیں سرکاری ڈاک بھیجنے کے لئے دی جایا کریں گی۔ سنہ ۱۹۱۹ء میں دوبارہ ۲۵ سال کے لئے اس انتظام کو جاری رکھنے کی منظوری دی گئی مگر چونکہ ریاست کی سرکاری ڈاک بھی محکمہ جات بڑھ جانے سے زیادہ ہو گئی۔ اس لئے بیس ہزار روپیہ تک کی ٹکٹیں ریاست کو دی جانی شروع ہوئیں۔

اسی طرح ریاست کے اندر بہت سے امپیریل تار گھر بھی قائم کئے گئے مگر جموں، سرینگر اور دیگر کئی مقامات پر ریاستی تار گھر بدستور قائم ہیں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست کا سِکّہ
(CURRENCY)

مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے عہد حکومت میں ریاست میں نانک شاہی روپیہ اور پیسہ رائج تھا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے ریاست میں اپنا سِکّہ جاری کیا۔ کشمیر میں خام روپیہ جاری کیا۔ جس کی قیمت برطانوی روپیہ کے آٹھ آنہ کے برابر تھی اور جموّں میں چلکی روپیہ کا رواج تھا۔ جس کی قیمت بمقابلہ برطانوی روپیہ کے دس آنہ کے برابر تھی۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اٹھنّی، ایک آنہ اور ایک پیسہ کا سِکّہ بھی جاری کیا۔ ریاست کے اشٹامپ بھی ریاست ہی میں چھپا کرتے تھے۔ ۱۹۳۴ء بکرمی میں مہاراجہ صاحب بہادر نے ریاست میں نوٹ بھی جاری فرمائے۔ اِن نوٹوں کا نام "شری کر" تھا۔ اِن نوٹوں کا نقد روپیہ سرکاری خزانوں سے نہیں ملتا تھا۔ بلکہ یہ نوٹ صرف لگان یا دیگر ادائیگی بہ طرف سرکار دیا جاتا تھا۔ "شری کر" کے حساب کتاب کے لئے ایک علیحدہ دفتر تھا۔

۱۸۹۷ء تک ریاست کا اپنا سِکّہ جاری رہا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا اور ریاست جموّں وکشمیر کے مابین یہ قرار پایا کہ ریاست کا سکّہ بند کر کے برطانوی سِکّہ ریاست میں رائج کر دیا جائے۔ اِس وقت تقریباً ۴۴ لاکھ روپیہ ریاست کی ٹکسالوں سے جاری ہو چکا تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے ۱۰۰ چلکی روپوں کے بدلے میں ۴۴ روپیہ (برطانوی سکہ) دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ ریاست نے اپنی ٹکسالیں MINTS بند کر کے برطانوی سکّہ جاری کر دیا۔ یہ انتظام پچّاس سال کے عرصہ کے لئے کیا گیا۔ اگر پچّاس سال کے عرصہ کے بعد ریاست پھر اپنا سکّہ جاری کرنا چاہے تو گورنمنٹ آف انڈیا کی رضامندی سے پھر ٹکسال جاری کر سکتی ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عہد لفٹنیٹ جنرل

مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب بہادر

بھارت دھرم مارتنڈ

اندر مہندر سپر سلطنت انگلشیہ جی، سی، ایس، آئی - جی، سی، آئی، ای - جی، بی، ای - ایل، ایل، ڈی وغیرہ

۱۸۸۵ء تا ۲۳ ستمبر ۱۹۲۵ء مطابق غالباً ۱۹۴۲ سمّت تا ۸ اسوج ۱۹۸۲ سمّت بکرمی

مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے سرگباش ہوجانے کے بعد ان کے بڑے بیٹے میاں پرتاپ سنگھ جی گدی نشین ہوئے۔ میاں پرتاپ سنگھ جی ۱۹۰۷ سمّت بکرمی میں بمقام ریاسی پیدا ہوئے تھے۔ ماہ ماگھ ۱۹۱۸ سمّت بکرمی میں آپ کی شادی ہوئی۔

نظم و نسق

گدی نشینی کے فوراً بعد گورنمنٹ آف انڈیا اور ریاست کے سیاسی تعلقات میں ایک نیا باب شروع ہوا اور "آنیبر آن سپیشل ڈیوٹی" کی جگہ ایک ریزیڈنٹ کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ عدالت مشترک جو ۱۸۷۲ء میں قائم کی گئی تھی، بند کر دی گئی اور ریزیڈنٹ صاحب کو ایسے مقدمات کی سماعت کا اختیار دیا گیا۔ جن میں دونوں پارٹیاں برطانوی رعایا ہوں یا ایک پارٹی برطانوی رعایا ہو۔ ۱۸۸۹ء میں ریاست کے نظم و نسق کو چلانے کے لئے ایک کونسل قائم کی گئی۔ جس میں ریذیڈنٹ کو کافی اختیارات حاصل تھے۔ اس کونسل کا آئین ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

دفعہ ۱:- کونسل مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوگی:-

راجہ امر سنگھ ——— (پریذیڈنٹ پرائم منسٹر)

راجہ رام سنگھ ——— (کمانڈر انچیف افواج)

رائے بہادر پنڈت سورج کول ——— (ریونیو ممبر)

رائے بہادر پنڈت بھاگ رام ——— (جوڈیشل ممبر)

اور وہ ممبر جو گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے وقتاً فوقتاً مقرر کئے جائیں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دفعہ ۲:۔ کونسل اپنے ممبروں میں سے ایک کو بطور سیکرٹری مقرر کرے گی۔

دفعہ ۳:۔ کونسل کے ممبروں کی اگر کوئی نشست خالی ہو جائے تو اِسے پُر کرنے یا ایڈیشنل ممبروں کی نامزدگی کا اختیار گورنمنٹ آف انڈیا کو ہوگا۔

دفعہ ۴:۔ کونسل کے ممبروں میں تقسیم کار کونسل کے احکام کے ذریعہ ہوگی۔

کونسل کے اِختیارات

دفعہ ۵:۔ تابع جنرل کنٹرول ریذیڈنٹ صاحب بہادر کونسل کو تمام ایسے امور کا جو فرانٹیئر کے تعلقات یا ریاست کے ماتحت علاقہ جات یا ریاست کے اندرونی نظم ونسق، فیصلہ کرنے کے ناطق اختیارات ہوں گے۔

دفعہ ۶:۔ ممبر صاحبان انچارج مختلف محکمہ جات اپنے اپنے محکمہ کا بجٹ بنا کر کونسل کی منظوری کے لئے پیش کیا کریں گے۔

دفعہ ۷:۔ کوئی قانون یا ریاست میں جاری کرنے کے لئے اصلاح کونسل کی منظوری کے بغیر رائج نہ کی جا سکے گی۔

دفعہ ۸:۔ کونسل کو مکمل اختیار ہوگا کہ وہ کسی ممبر انچارج محکمہ کے کسی حکم کو رد کر دے یا ترمیم کر دے۔

دفعہ ۹:۔ گزٹیڈ افسروں کی تمام تقرریات کا اختیار کونسل کو ہوگا اور ان کو ملازمت سے علیحدہ کرنے کا اختیار بھی کونسل کو ہوگا۔

دفعہ ۱۰:۔ کونسل کو اختیار ہوگا کہ کسی محکمہ کے لئے رولز مرتب کرے۔

طریق کار

دفعہ ۱۱:۔ کونسل کی بیٹھک ایسے مقام اور تاریخ کو ہُوا کرے گی، جو اس غرض کے لئے مقرر کی جائے۔

دفعہ ۱۲:۔ کونسل کی میٹنگ سے دو روز پہلے سیکرٹری صاحب ایجنڈا تیار کریں گے، جو ممبروں کی اطلاع کے لئے سرکولیٹ کیا جائے گا۔

دفعہ ۱۳:۔ ہر ایک ممبر کو جہاں تک ممکن ہو سکے، اُن تمام کاغذات کی نقول مہیا کی جائیں گی جو کونسل میں پیش کئے جانے مطلوب ہوں۔

دفعہ ۱۴:۔ کوئی تجویز جس کے متعلق ایک سے زیادہ ممبر اعتراض کریں، کونسل میں غور کے لئے پیش نہ کی جائے گی تاوقتیکہ یہ تجویز ایجنڈا میں درج نہ ہو۔ اور اس کی نقل دفعہ ۱۲ اور ۱۳ کے مطابق ممبروں کو نہ دی گئی ہو۔

دفعہ ۱۵:۔ کورم تین ممبروں کا ہوگا۔

دفعہ ۱۶:۔ کورم پورا نہ ہونے پر میٹنگ اس تاریخ تک ملتوی کر دی جائے گی جس کو صاحب چیئرمین مقرر کریں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دفعہ ۱۷:- میٹنگ کے مقررہ وقت سے پندرہ منٹ تک اگر کونسل کے تمام ممبر حاضر نہ ہوں اور کورم پورا ہو تو حاضر ممبروں کو اختیار ہوگا کہ چیئرمین منتخب کرکے کام شروع کردیں۔

دفعہ ۱۸:- ضروری مواقع پر راجہ رام سنگھ جی یا راجہ امر سنگھ جی کونسل کی خاص میٹنگ منعقد کرسکتے ہیں۔ ایسی میٹنگ پر بھی وہی رولز حاوی ہوں گے جو عام میٹنگوں کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

دفعہ ۱۹:- کونسل کی تمام کاروائی ورنیکلر میں ہوگی۔ تمام ریزولیوشن جو کثرت رائے سے پاس ہوں۔ ان کو سیکرٹری صاحب ایک رجسٹر MINUTE BOOK میں درج کردیا کریں گے اور میٹنگ کے خاتمہ سے پہلے یہ کاروائی پڑھ کر تمام ممبروں کو سنائی جائے گی اور تمام ممبر اس پر دستخط کریں گے۔ اگر کسی ممبر کو ریزولیوشن سے اتفاق نہ ہو تو اُسے اختیار ہوگا کہ وہ اپنی رائے درج کرادے۔

دفعہ ۲۰:- کونسل کی کاروائی کا انگریزی ترجمہ جلد ہی ریذیڈنٹ صاحب کی اطلاع کے لئے بھیج دیا جایا کرے گا۔

دفعہ ۲۱:- ریذیڈنٹ صاحب تمام معاملات میں آخری فیصلہ کرنے مجاز ہوں گے اور انہیں اختیار ہوگا کہ کونسل کے پاس کردہ کسی ریزولیوشن کو ویٹو کردیں یا مزید اطلاع موصول ہونے تک اس پر مزید کاروائی کو ملتوی کرنے کے احکام صادر کردیں۔

سیکرٹری کے فرائض

دفعہ ۲۲:- سیکرٹری صاحب

(الف) اُن تمام کاغذات کو وصول کریں گے، جو کونسل کو بھیجے جائیں۔

(ب) ایجنڈا کو تیار کریں گے اور اسے ممبروں کو بھیجیں گے اور ممبروں کو میٹنگ کے متعلق نوٹس دیا کریں گے۔

(ج) کونسل میں پیش ہونے والے معاملات کے متعلق اطلاعات فراہم کریں گے۔

(د) دفتر کے کام کی نگہداشت کریں گے اور دفتر کے کاغذات اور ریکارڈ کے محافظ ہوں گے۔

(ھ) کونسل کے ممبروں کو، کونسل کی کاروائی کی نقول مہیا کریں گے۔

(و) ایڈمنسٹریشن رپورٹ وغیرہ مرتب کریں گے۔

(ز) متعلقہ محکمہ جات کے ممبر اگر کسی قسم کے کاغذات طلب کریں تو تعمیل کریں گے۔

(ح) یہ دیکھیں گے کہ کونسل جو رپورٹ طلب کرے، وہ محکمہ جات متعلقہ سے وقت پر آجائے۔

(ط) اپنے دفتر کے متعلقہ تمام دفتری کاروائی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کریں گے۔

دفعہ ۲۳:۔ سیکرٹری صاحب اپنے پاس مندرجہ ذیل اشیاء رکھیں گے۔

(الف) کونسل کی مہر

(ب) ایک رجسٹر جس میں تمام ملازمین ریاست کے نام وغیرہ درج ہوں ا جو ہر وقت مکمل رکھا جائے۔

(ج) کونسل کے پاس کردہ بجٹ اسٹیمیٹ۔

(د) بجٹ منظور شدہ کے گوشواروں کا چک۔

(ھ) رجسٹر سپلیمنٹری بجٹ۔

(و) زیر تجویز معاملات کی فہرست۔

(ز) کارروائی کا رجسٹر۔

متفرق

دفعہ ۲۴:۔ اگر کوئی ممبر کونسل کی میٹنگ میں حاضر نہ ہو سکے تو وہ اس کی اطلاع سیکرٹری صاحب کو دے دیگا۔

دفعہ ۲۵:۔ کونسل کی تمام کارروائی (ماسوائے اُس کارروائی کے جس کے متعلق کونسل یہ احکام جاری کرے کہ اسے شائع نہ کیا جائے) مقامی گزٹ میں شائع کردی جائے گی۔

دفعہ ۲۶:۔ کونسل کو اختیار ہوگا کہ جو معاملات اس کے اختیار میں ہوں، اُن کے متعلق یا مندرجہ بالا دفعات پر مزید کارروائی کرنے کے لئے رُولز مرتب کرے۔

۱۸۹۱ء میں ہز ایکسیلنسی لارڈ لینڈس ڈاؤن کشمیر تشریف لائے اور مہاراجہ صاحب کو کونسل کا پریذیڈنٹ مقرر کیا۔

اِس کے بعد کونسل کی تشکیل ذیل ہوئی۔

(۱) ہز ہائینس مہاراجہ پرتاپ سنگھ صاحب بہادر	پریذیڈنٹ
(۲) راجہ سر امر سنگھ	وائس پریذیڈنٹ
(۳) لفٹننٹ کرنل راجہ رام سنگھ	ممبر
(۴) سردار محمد حیات خاں	ممبر
(۵) رائے بہادر پنڈت سورج کول	ممبر
(۶) رائے بہادر پنڈت بھاگ رام	ممبر

۱۹۰۵ء میں ہز ایکسیلنسی لارڈ کرزن جموں تشریف لائے اور مہاراجہ صاحب کو مزید اختیارات عطا کئے مہاراجہ صاحب کو کونسل کے پورے اختیارات خود استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی مگر ریذیڈنٹ صاحب کا آخری رائے دینے (VETO) کا اختیار بدستور قائم رکھا۔ اِن اختیارات کا اعلان حضور وائسرائے ہند نے دربار منعقدہ ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو کیا۔ اسی تاریخ سے مہاراجہ صاحب نے ریاست کی کونسل کو توڑ دیا اور چیف منسٹر کا عہدہ بنا کر راجہ امر سنگھ جی کو چیف منسٹر مقرر کیا۔ اسی سال ہوم منسٹر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کا عہدہ بنایا گیا اور ایک جج ہائیکورٹ مقرّر کیا گیا۔ اِس موقعہ پر لارڈ کرزن کی تقریر کا ترجمہ صفحہ ۱۴۳ پر درج ہے۔

۱۹۲۱ء میں ہز ایکسیلنسی لارڈ چیمسفورڈ سرینگر تشریف لائے اور مہاراجہ صاحب کو ریاست کے نظم ونسق کے پُورے اختیارات دیے گئے۔ اِس موقعہ پر لارڈ چیمسفورڈ کی تقریر صفحہ ۱۴۴ پر درج ہے۔

اِس کے بعد مہاراجہ صاحب نے ریاست کا نظم ونسق چلانے کے لئے ایک کونسل بنائی۔ جس کے ممبر مندرجہ ذیل تھے:۔

(۱) کمانڈر انچیف اینڈ سینیر اینڈ فارن منسٹر
(جنرل راجہ سر ہری سنگھ جی کے، سی، ایس، آئی، کے سی وی او)

(۲) ممبر فار کامرس اینڈ انڈسٹریز
(نواب مولا بخش سی، آئی، ای)

(۳) ریونیو ممبر
(کرنل رائے صاحب جنگ سنگھ بہادر)

(۴) ہوم اینڈ لا ممبر
(مسٹر اے، ڈی حکیم)

ہز ہائینس مہاراجہ صاحب خود کونسل کے پریذیڈنٹ تھے اور رائے بہادر لالہ جگت رام بی۔ اے کونسل کے سیکرٹری تھے۔ کونسل کے ممبروں کے ماتحت مختلف محکمہ جات تھے۔

محکمہ بندوبست

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں سب سے اہم اصلاح ریاست کا بندوبست تھا۔ مہاراجہ صاحب نے ۱۸۸۷ء میں مسٹر ونگیٹ (Mr. WINGATE) کو ریاست کا سیٹلمنٹ آفیسر مقرّر کیا اور ان کے بعد ۱۸۸۹ء میں والٹر آر لارنس (WALTER R. LAWRENCE) کو سیٹلمنٹ آفیسر مقرّر کیا۔ وادیٔ کشمیر میں نئے بندوبست کی اہمیّت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اِس کی پرانی تاریخ بیان کی جائے۔

ہندوستان کے دیگر حصّوں کی طرح کشمیر میں بھی مالیہ اراضی ہی ریاست کی آمدنی کا بیشتر ذریعہ رہا ہے۔ قدیم ہندو حکمرانوں کے وقت حکومت کُل پیداوار کا ۱/۶ حصّہ بطور مالیہ وصول کرتی رہی مگر مُسلم سلطانوں کے عہد میں ۱/۲ حصّہ پیداوار بطور مالیہ وصول ہونا شروع ہُوا۔ مُغل بادشاہوں کے وقت مالیہ کا مطالبہ بڑھا دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ زمیندار اپنی ضرورت کے لئے صرف ۹ ماہ کی خوراک اپنے پاس رکھے اور باقی تین ماہ پھل وغیرہ کھا کر گذارہ کرے۔

اِن حالات میں زمیندار اپنی زمینوں کو ایک بوجھ سمجھنے لگے۔ مالیہ کے علاوہ کشمیر میں بیگار کا طریقہ رائج تھا اور اِس کا بار بھی زمینداروں ہی پر پڑتا تھا۔ اِس لئے زمیندار اپنے کام میں زیادہ دلچسپی نہ لیتے تھے۔ اِن حالات میں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

وہ وقت بھی آیا، جب زمینداروں کو اناج بونے پر مجبور کرنے کے لئے ایک فوج بنانی پڑی۔ جس کو "ملٹن نظامت" کہتے تھے۔ ۱۸۶۰ء میں مالیہ کم کر دیا گیا اور ریاست کا حصہ پیداوار کا ½ حصہ مقرر کیا گیا۔ ۱۸۷۳ء تک مالیہ اراضی وصول کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ "چکلہ داروں" کو ٹھیکہ دار مقرر کیا جاتا تھا۔ ۱۸۸۰ء میں (مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں) بندوبست کر کے گذشتہ تین سالوں کی پیداوار کی اوسط پر مالیہ مقرر کیا گیا اور مہاراجہ صاحب کی خواہش تھی کہ مالیہ نقدی کی صورت میں وصول کیا جائے مگر حاکم اعلیٰ مجاز تھا کہ وہ فیصلہ کرے کہ کس قدر حصہ نقدی کی صورت میں اور کس قدر جنس کی صورت میں وصول کیا جائے گا گو اس بندوبست میں بہت سے نقائص موجود تھے مگر اس کی بنیاد پر مسٹر لارنس نے اپنا بندوبست شروع کیا۔ مسٹر لارنس اپنی کتاب "ویلی آف کشمیر" میں لکھتے ہیں کہ

"جب میں نے بندوبست کا کام شروع کیا تو مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ بیگار کے طریقہ نے کس طرح زمینداروں کو تباہ کر دیا تھا۔ بیگار سے بچنے کے لئے زمیندار برائے نام قیمت پر اپنی زمینیں بیچنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ بشرطیکہ خریدار بارسوخ شخص ہو اور انہیں بیگار معاف کرا دے۔ مثال کے طور پر میں نے دیکھا کہ ایک تحصیل میں ایک حاکم اعلیٰ نے تین گاؤں اوسطاً چالیس روپیہ فی گاؤں کی قیمت پر خرید کئے تھے اور حاکم اعلیٰ نے انہیں بیگار کی معافی کا تحریری حکم دے دیا تھا۔ ایک مثال ایسی بھی تھی کہ ایک تحصیلدار نے ایک وسیع گاؤں ۱۳۰ روپیہ میں خرید کیا تھا اور اس نے یہ رقم بھی نقد زمینداروں کو ادا نہ کی تھی بلکہ زمینداروں سے جو رقم بطور مالیہ قابل وصول تھی۔ اس میں سے ۱۳۰ روپیہ معاف کر کے یہ رقم بقایا میں شمار کر دی تھی۔ بیگار کا طریقہ ایسا تھا کہ افسر اپنے آپ کو اس بات کا مجاز سمجھتے تھے کہ وہ زمینداروں سے مفت کام لینے کے علاوہ اپنی ضروریات بھی بلا قیمت وصول کریں۔"

مسٹر لارنس نے ایک گاؤں کی مثال دی ہے۔ جس کا مالیہ ۱۳۳۲ روپیہ ۲ آنہ (چلکی) تشخیص کیا گیا تھا۔

اس رقم کے علاوہ جو "رسوم" اس گاؤں کے زمینداروں سے پٹواری سے لے کر تحصیلدار تک وصول کرتے تھے۔ وہ ۲۷۰ روپیہ تھا۔ مسٹر لارنس لکھتے ہیں کہ

"اس امر کا خیال رکھتے ہوئے کہ ہر تحصیل ۱۵۰ سے ۲۰۰ گاؤں پر مشتمل ہے۔ یہ نیا اس

کرنا حق بجانب ہوگا کہ تحصیلداروں اور ان کے ماتحت عملہ کو "رسوم" سے بہت کافی آمدنی ہوتی تھی؟

مسٹر لارنس نے اُس وقت کے محکمہ مال کی بدحالی اور رشوت ستانی کا ذکر کیا ہے۔

جب مسٹر لارنس نے بندوبست کا کام شروع کیا تو قدرتی طور پر غرض مند طبقہ کی طرف سے اس کی مخالفت شروع ہوئی مگر مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی اور کونسل نے اِس کام کی تکمیل میں مسٹر لارنس کی امداد کی۔ مسٹر لارنس لکھتے ہیں۔

"جب میں نے کام شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ زمیندار لوگ ہر چیز اور ہر شخص کو مشتبہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ زمین کی ملکیت کی کوئی قدر نہیں کرتے مگر جب ایک تحصیل میں بندوبست مکمل ہوگیا تو اِن لوگوں کو کچھ یقین ہونے لگا کہ یہ اُن کے فائدے کا کام ہے۔"

مسٹر ونگیٹ نے بندوبست کے لئے ایک اصول قائم کیا جو یہ تھا کہ زمینوں کے قبضہ کے متعلق اندراجات کرتے وقت اگر قابض مسلمان ہو اور قبضہ متنازعہ نہ ہو تو قابض کا نام بطور آسامی درج کر دیا جائے۔ تنازعہ کی صورت میں موقعہ پر تحقیقات کر کے سیٹلمنٹ آفیسر فیصلہ کرے۔ اگر قابض ہندو یا سکھ ہو تو سیٹلمنٹ آفیسر کی منظوری کے بغیر کوئی اندراج نہ کیا جائے۔ عام آسامیوں کے علاوہ بہت سے ایسے لوگ تھے۔ جن کو "چک دار" یا "مقرری دار" کہا جاتا تھا۔ جن کو زمینیں ریاست کی طرف سے بروئے پٹہ جات دی گئی تھیں۔ ان پٹہ جات وغیرہ کی بھی تحقیقات کی گئی۔ بنجر زمینوں کے متعلق زمینداروں کے حقوق محفوظ نہ تھے۔ یہ طریقہ رائج تھا کہ اگر کوئی زمیندار بنجر زمین میں درخت لگائے تو یہ درخت اُس کی ملکیت قرار دیا جاتا تھا مگر زمین پر اُس کا قبضہ تسلیم نہ ہوتا تھا۔ نئے بندوبست میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ گاؤں کی آسامیوں کا ملحقہ بنجر زمین پر حق فائق ہوگا۔ ملحقہ جنگلات سے لکڑی وغیرہ حاصل کرنے کے متعلق بھی زمینداروں کے حقوق محفوظ کئے گئے۔

مسٹر ونگیٹ اور مسٹر لارنس دونوں کی متفقہ رائے تھی کہ تمام اُن اشخاص کو جو بندوبست کے موقعہ پر مقرر کردہ مالیہ اراضی ادا کرنے کا وعدہ کریں، مستقل قابض قرار دیا جائے اور جب تک مالیہ سرکار کو وصول ہوتا رہے، انہیں خارج نہ کیا جائے اور حقوق قبضہ پشتینی ہوں۔ مگر انہوں نے زمینداروں کو حق ملکیت دیئے جانے کی سفارش نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ

"حق فروخت یا رہن ایک نئی ایجاد ہوگی۔ میرے نوٹس میں کئی ایسے کیس آئے ہیں کہ کئی گاؤں پچاس سے ساٹھ روپیہ کی حقیر قیمت پر فروخت کئے گئے ہیں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مگر آسامیوں کا یہ حق کبھی بھی ریاست نے تسلیم نہیں کیا، یہ مثالیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ کشمیر کے کاشتکار ابھی تک زمین کی قیمت یا اس کی ملکیت کے حقوق کی قدر سے ناآشنا ہیں۔ اِس لئے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر زمینداروں کو حق ملکیت عطا کیا جائے تو چند سالوں کے اندر سرکاری افسر یا بارسوخ مسلمان نمبردار بہت سی زمینیں خرید لیں گے۔"

مسٹر لارنس کی سفارش پر زمینداروں کے ذمہ بقایا مالیہ معاف کر دیا گیا۔ نئے بندوبست کا نتیجہ مسٹر لارنس کے اپنے الفاظ میں یہ ہؤا کہ

"ریاست کی گورنمنٹ نے اپنی منصفانہ پالیسی سے زمینداروں کا اعتماد حاصل کر لیا اور نتیجہ یہ ہؤا کہ جہاں تک انسانی یادداشت کام کرتی ہے۔ کشمیر اب پہلے کی نسبت بہت زیادہ خوش حال ملک ہے اور پہلے کی نسبت کاشت بھی بہت بڑھ گئی ہے۔"

محکمہ زراعت کا قیام

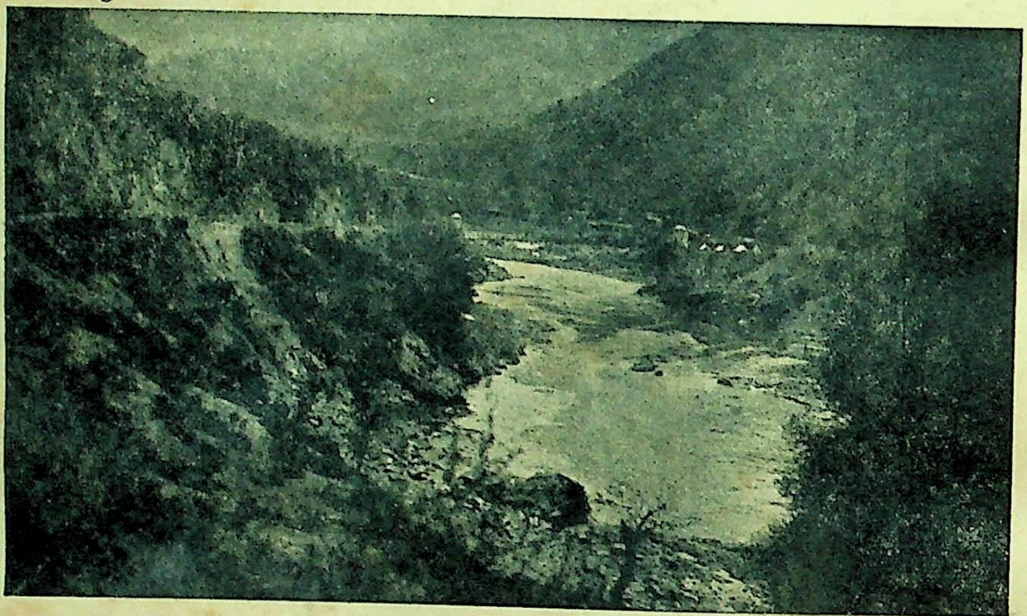
زمینداروں کو زراعت کے نئے طریقوں سے آگاہ کرنے اور اچھے بیج مہیا کرنے کی غرض سے محکمہ زراعت قائم کیا گیا اور سرینگر میں نشاط باغ کے نزدیک "پرتاپ ماڈل فارم" کا قیام عمل میں لایا گیا۔

سڑکیں

ریاست میں تین بڑے راستے تھے۔ جن کے ذریعہ تجارتی مال درآمد و برآمد کیا جاتا تھا۔ ان میں سے سب سے اہم راستہ جموں کو سرینگر سے ملاتا تھا۔ دوسرا راستہ کشمیر کو گجرات سے ملاتا تھا اور تیسرا راستہ سرینگر کو براہ بارہ مولہ کوہالہ سے ملاتا تھا۔ ۱۸۹۰ء میں بارہ مولہ سے کوہالہ تک پختہ سڑک تیار ہو گئی اور اس سڑک پر گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ اس کے بعد سرینگر اور بارہ مولہ کے درمیان بھی سڑک تیار کر دی گئی۔ جس سے کشمیر کی تجارت میں بہت اضافہ ہؤا جموں اور سرینگر کی سڑک (بانہال کارٹ روڈ) بھی مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں مکمل کی گئی اور اس پر گاڑیوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ اس کے علاوہ جموں سے سیالکوٹ تک ریلوے لائن تعمیر کی گئی۔

سرینگر سے گلگت تک ایک سڑک تعمیر کی گئی، چونکہ یہ سڑک بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اس لئے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے ۱۸۹۳ء میں اس سڑک کا معائنہ کیا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



بانہال روڈ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

توی پر پل

دروازہ گمٹ کے نیچے ریلوے سٹیشن بنانے کی غرض سے مہاراجہ صاحب نے توی پر پل بنانے کی سکیم منظور کی۔ یہ پل ۱۸۸۹ء میں تعمیر ہونا شروع ہؤا مگر یہ پرانی سکیم کے مطابق تعمیر نہ کیا گیا۔

جموں واٹر ورکس

تین لاکھ روپیہ کی لاگت سے جموں شہر کو پانی کی سپلائی کے لئے دریائے توی کے نزدیک واٹر ورکس تعمیر کیا گیا۔ ۱۸۸۹ء میں واٹر ورکس کی تعمیر ختم ہو گئی اور اسی سال اس کا افتتاح کیا گیا۔ اس کا نام "لینڈس ڈاؤن واٹر ورکس" رکھا گیا۔

سرینگر واٹر ورکس

۱۹۵۱ بکرمی (۱۸۹۴ء) میں سری نگر واٹر ورکس کی تعمیر شروع کی گئی اور ۱۹۵۳ بکرمی میں تعمیر مکمل ہو کر سری نگر شہر میں پانی کے نل لگائے گئے۔

میونسپل کمیٹیاں

۱۸۸۶ء میں جموں اور سرینگر کے شہروں میں میونسپل کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کے ممبر گورنمنٹ کی طرف سے نامزد کئے جاتے تھے۔ جموں میونسپل کمیٹی چار سرکاری اور ۱۲ غیر سرکاری ممبروں پر مشتمل تھی اور اس کے پریذیڈنٹ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن گوڈ جموں تھے۔

سرینگر میونسپل کمیٹی پانچ سرکاری اور ۱۱ غیر سرکاری ممبروں پر مشتمل تھی اور اس کے پریذیڈنٹ ڈاکٹر اے مترا تھے۔

۱۹۱۳ء میں میونسپل کمیٹیوں میں منتخب ممبر لئے گئے سرینگر شہر کو آٹھ ممبر منتخب کرنے اور جموں شہر کو چھ ممبر منتخب کرنے کا حق دیا گیا۔ سرینگر میونسپلٹی میں آٹھ منتخب ممبر اور ۱۶ نامزد ممبر مقرر کئے گئے اور جموں میونسپلٹی میں ۶ منتخب ممبر اور ۱۲ نامزد ممبر مقرر کئے گئے۔ دونوں میونسپل کمیٹیوں میں ایک ایک نشست تاجروں کے لئے ریزرو رکھی گئی۔ ۱۹۲۱ء میں میونسپل کمیٹیوں کو وائس پریذیڈنٹ منتخب کرنے کا حق دیا گیا۔

نہریں

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں ریاست میں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سات نہریں کھودی گئیں جو ۱۴۳۲۲۷ ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتی تھیں۔ ان میں سے سب سے بڑی نہر "رنبیر نہر" مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں تعمیر ہونی شروع ہوئی تھی۔ یہ نہر ۱۹۱۳ء میں مکمل کی گئی۔ ضلع کٹھوعہ میں "نہر بسنت پور" ۱۹۱۷ء میں مکمل کی گئی۔

نہر اوجہ ۱۹۱۹ء میں تعمیر ہونی شروع ہوئی۔ ۱۹۱۶ء میں "اپر جہلم نہر" کی چھ ڈسٹری بیوٹریاں تعمیر کی گئیں۔ صوبہ کشمیر میں "نہر مارتنڈ" اور "نہر لال کوہل" اور "نہر زینہ گیر" تعمیر کی گئیں۔

محکمہ دریافت کان ہا

ریاست کے مختلف مقامات میں کافی عرصہ سے کوئلہ اور لوہا نکالا جاتا تھا اور کان ہا کی دریافت کے لئے مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں کام شروع کیا گیا تھا مگر اس کام کے لئے کوئی باقاعدہ محکمہ قائم نہیں تھا۔ سائنٹیفک طریقہ سے کان ہا کی دریافت کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا جس کا نام "منرل سروے ڈیپارٹمنٹ" ہے۔

ریشم کا کارخانہ

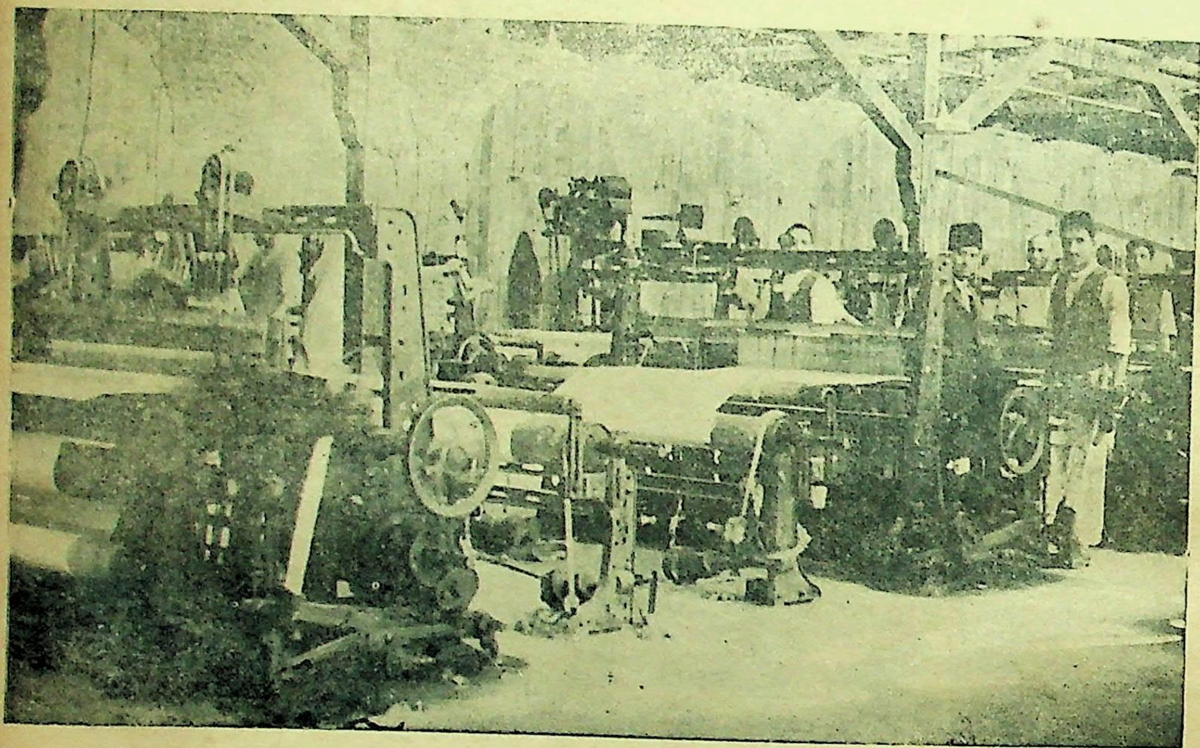
یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ سرگباشی مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے ریاست میں ریشم سازی کے کارخانے دوبارہ چلانے کے لئے بڑی کوشش کی۔ ان کے عہد حکومت میں وادیٔ کشمیر میں ریشم کے کیڑے پالنے کے لئے ۱۲۷ سنٹر قائم کئے گئے۔ ریشم کا تار نکالنے کے لئے ولائت سے مشینری منگائی گئی مگر ۱۸۷۸ء میں ریاست میں ریشم سازی کی صنعت کو بہت نقصان پہنچا اور ریشم کے کیڑوں میں ایک وبا پھوٹ پڑی۔ اس کے بعد کشمیر کے چیف جج بابو نیلامبر مکرجی نے ریشم سازی میں کافی دلچسپی لی مگر ۱۸۸۹ء تک یہ صنعت تقریباً ختم ہو چکی تھی

۱۸۸۹ء میں ریشم سازی کو دوبارہ اچھے پیمانے پر چلانے کے لئے کوشش شروع ہوئی اور اسی سال سرینگر میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مندرجہ ذیل اصحاب حاضر تھے:۔

سر ایڈورڈ بک۔ کرنل آر۔ پی لبسنت ریزیڈنٹ کشمیر، راجہ رام سنگھ۔ راجہ امر سنگھ۔ رائے بہادر پنڈت سورج کول۔ رائے بہادر پنڈت بھاگ رام۔ خان بہادر غلام محی الدین خان۔ مسٹر ڈبلیو۔ آر۔ لارنس۔

سر ایڈورڈ بک جو ریشم کی انڈسٹری کے ماہر تھے۔ اس کانفرنس کے صدر تھے۔ آپ نے بتایا کہ بنگال میں ریشم کے کیڑوں کی بیماری کی روک تھام کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی تھیں۔ وہ بہت کامیاب ہوئی ہیں۔ آپ نے اُمید ظاہر کی کہ ریاست میں بھی اگر ایسی تدابیر عمل میں لائی جائیں تو ریشم سازی کی صنعت

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



گورنمنٹ سلک ویونگ فیکٹری سرنیگر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

128

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کو کیپر سے زرع حاصل ہوسکتا ہے۔ چنانچہ دو آدمیوں کو ٹریننگ کے لئے برہان پور بھیج دیا گیا۔ مسٹر لارنس جب تک کشمیر میں رہے۔ اس صنعت میں کافی دلچسپی لیتے رہے۔ ان کے بعد کیپٹن جے ایل کے J.L.KAYE کمشنر بندوبست مقرر ہوئے اور آپ نے بھی اس صنعت میں بہت دلچسپی لی۔ چنانچہ اٹلی وغیرہ سے ریشم کے کیڑے منگوائے گئے۔ ۱۸۹۷ء میں مسٹر سی، بی، والٹن جو اس وقت بنگال کے محکمہ ابریشم سے ریٹائر ہوچکے تھے۔ ریاست کے محکمہ ابریشم کے افسر اعلیٰ مقرر کئے گئے۔ آپ کی زیر نگرانی تارکشی کے نئے کارخانے FILATURES بنانے شروع کئے گئے۔ ۱۹۰۰ء تک چھ کارخانے قائم ہوچکے تھے اور اس سال ۱۵، اگٹھ خام ریشم جس کا وزن ۲۲۵۰۰ پونڈ تھا، انگلینڈ بھیجا گیا، جو اچھی قیمت (۱۰ پونڈ ۹ شلنگ فی پونڈ) پر فروخت ہوا۔ چند برسوں کے اندر ہی ریاست میں تیار کردہ ریشم اٹلی اور فرانس کے تیار کردہ ریشم سے مقابلہ کرنے لگا۔ چنانچہ ریشم کا کارخانہ ریاست میں سب سے بڑا کارخانہ بن گیا۔

۱۸۹۵ء میں ۱۳۰۴ اشخاص ریشم سازی کی صنعت پر گذارہ کرتے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں یہ صنعت ۲۴۴۵ اشخاص کو روزی دینے لگی۔ جو ریشم ریاست میں تیار ہوتا تھا۔ اس کی قیمت ۱۹۰۴ء میں ۹۰ ہزار پونڈ کے لگ بھگ تھی۔ ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۳ء تک کے چھ برسوں میں ریشم کے کارخانوں سے ۴۰۲۴۰ پونڈ فائدہ ہوا۔

تارکشی کے کارخانوں میں عورتیں بھی کام کرنے لگیں۔ ۱۹۰۳ء میں سرینگر کے کارخانوں میں ۱۳۵۰ عورتیں کام کرتی تھیں۔

محکمہ جنگلات

مہاراجہ صاحب نے ریاست کے جنگلات کی حفاظت اور ترقی کے لئے محکمہ جنگلات قائم کیا مسٹر جے۔ سی۔ میکڈانلڈ کو جنگلات کا کنسرویٹر مقرر کیا گیا۔ جنگلات سے زمینداروں کو لکڑی وغیرہ دینے کے رولز مرتب کئے گئے۔

محکمہ کسٹم

۱۹۵۲ بکرمی تک ریاست میں کسٹم کی وصولی کا ٹھیکہ دیا جاتا تھا۔ مگر ۱۹۵۳ بکرمی (۱۸۹۶ء) میں مہاراجہ صاحب نے ٹھیکہ کا طریقہ بند کر دیا اور محکمہ کسٹم کی بنیاد رکھی جس سے ریاست کی آمدنی میں بہت اضافہ ہوا۔ پہلے پہل محکمہ کسٹم پر صوبوں کے گورنروں کا کنٹرول تھا۔ گورنر صوبہ جموں کے ماتحت پنڈت

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

رام کشن کو سپرنٹنڈنٹ کسٹم جموں اور گورنر کشمیر کے ماتحت بخشی گوکل چند کو سپرنٹنڈنٹ کسٹم کشمیر مقرر کیا گیا۔

سٹیشنری ڈیپارٹمنٹ

ریاست کے مختلف محکمہ جات اپنی ضروریات کے لئے سٹیشنری وغیرہ کی اشیاء خود ہی خرید کرتے تھے جس سے گورنمنٹ کو بہت مالی نقصان ہوتا تھا۔ اس لئے ۱۸۹۶ء میں سٹیشنری کی سپلائی کا محکمہ کھولا گیا۔ جو اکونٹنٹ جنرل کے ماتحت تھا۔

محکمۂ عدل و انصاف

جوڈیشل ممبر مقرر کئے جانے کے بعد عدالت العالیہ کے اختیارات بھی جوڈیشل ممبر کے سپرد کئے گئے۔ ۱۸۹۱ء میں نئی "رنبیر ونڈھ بدھی" مرتب کر کے جاری کی گئی۔ ریاست میں دیوانی مقدمات کے لئے کوئی جامع قانون نہ تھا اور ریاست کی کونسل برطانوی ہند کے پیچیدہ قوانین کو ریاست میں رائج کرنے کے حق میں نہ تھی۔ ۱۸۹۰ء میں ریاست میں مندرجہ ذیل عدالتیں تھیں:-

(۱) عدالت عالیہ ۱

(۲) چیف جج ۳ (جموں ۲ - کشمیر ۱)

(۳) جائینٹ جج ۲ (جموں ۱ - کشمیر ۱)

(۴) سٹی جج ۳ (جموں ۲ - کشمیر ۱)

(۵) منصفان ۱۱ (جموں ۵ - کشمیر ۶)

(۶) تحصیلدار ۲۵ (جموں ۱۷ - کشمیر ۸)

کونسل کے ایّام میں ریاست کے محکمہ عدل و انصاف کو درست کرنے کے لئے بہت سے سرکلر جاری کئے گئے اور بہت سے دقیانوسی رواجوں کا جو قانونی حیثیّت اختیار کر چکے تھے، خاتمہ کیا گیا۔ ان میں سے چند مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں:-

۱۔ کشتواڑ کے علاقہ میں ایسی رسمیں موجود تھیں کہ خاوند اپنی بیوی کو فروخت کرنے کا حق رکھتا تھا۔ کوئی بیوہ اس وقت تک شادی نہ کر سکتی تھی، جب تک کہ اس کا ہونے والا خاوند اس کے پہلے خاوند کے لواحقین کو اس عورت کے عوضانہ میں قیمت نہ ادا کرے۔ اس خرید و فروخت پر ریاست ایک ٹیکس لیا کرتی تھی۔ یہ واقعات جوڈیشل ممبر کے نوٹس میں آنے پر فیصلہ کیا گیا کہ جہاں تک لوکل رواج کا تعلق ہے۔ اس میں مداخلت نہ کی جائے مگر اس خرید و فروخت پر گورنمنٹ کوئی ٹیکس نہ لے۔

۲۔ ریاست میں ایک قاعدہ کی رُو سے پولیس کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی بیوہ حاملہ ہو گئی ہے تو اس معاملہ کی تحقیقات کی جائے۔ اس قسم کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہؤا کرتا تھا کہ ایسی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



برف کے نظارے (۱)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

132

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عورت کے چال چلن کے متعلق لوگوں کے روبرو تحقیقات کی جاتی تھی اور جس مرد سے اس کا تعلق ہو، اُسے سخت سزا دی جاتی تھی۔ ایک بیوہ جس کے متعلق ایسی تحقیقات کی گئی۔ چند دنوں کے بعد ایک جنگل میں مُردہ پائی گئی۔ غالباً اس نے خودکشی کر لی تھی۔ یہ معاملہ کونسل کے نوٹس میں آنے پر ہدایات جاری کر دی گئیں کہ آئندہ ایسے معاملات میں دست اندازی نہ کی جائے۔

۳۔ صوبہ جموں میں ایک طریقہ رائج تھا کہ اگر کوئی شخص یہ بیان کرے کہ اُس پر کسی ڈائن نے منتر کیا ہے (WITCHCRAFT) تو اُسے مبلغ پچاس روپیہ بطور فیس سرکاری خزانہ میں جمع کرنی ہوتی تھی۔ اس کے بعد عدالت اور پولیس کے ذریعہ ایسے شخص کو طلب کیا جاتا تھا جو جنتر منتر کے ذریعہ یہ بتا سکتے تھے کہ کس ڈائن نے منتر کیا ہے (ایسے لوگوں کو ڈوگری زبان میں "دیالہ" کہتے تھے) چنانچہ جس عورت کا نام یہ "دیالہ" لیتا تھا، اُسے پکڑ لیا جاتا تھا اور سخت جسمانی سزا دی جاتی تھی۔ اس طرح ایک طرف کئی عورتوں کو سخت سزائیں ملتی تھیں، دوسری طرف "دیالہ" کے لئے ایک ذریعہ روزگار بن گیا تھا اور وہ اس طرح کئی لوگوں سے روپیہ بٹور لیتا تھا۔ جب یہ معاملہ کونسل کے نوٹس میں لایا گیا تو اس طریقہ کو ختم کرنے کے احکام صادر کئے گئے۔

۴۔ صوبہ جموں کے بعض حصوں میں یہ رواج تھا کہ قرضہ کے عوض انسان کو گروی رکھا جاتا تھا۔ کونسل نے ایک حکم کے ذریعہ یہ رسم ختم کر دی اور حکم دیا گیا کہ جو شخص قرضہ کے عوض کسی انسان کو گروی رکھے گا۔ وہ دفعہ ۳۴۳ رنبیر پینل کوڈ کے تحت سزا کا مستوجب ہوگا۔ اس حکم کے جاری ہونے سے پہلے جو لوگ گروی رکھے جا چکے تھے۔ اُن کو آزاد کیا گیا۔ مگر قرضخواہوں کو اجازت دی گئی کہ وہ قرضہ کی وصولی کے لئے عدالت میں چارہ جوئی کریں۔

۱۹۵۳ء بکرمی (۱۸۹۶-۹۷ء) میں سرینگر میں یورپین سیاحوں کے لئے ایک سپیشل عدالت مقرر کی گئی، جس کا جج رائے صاحب بابو امرناتھ بنایا گیا۔

۱۹۰۵ء میں ہائی کورٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تابع اختیارات مہاراجہ صاحب بہادر ہائی کورٹ کو باقی تمام عدالتوں کی نگرانی۔ ان کے فیصلہ جات کی اپیلیں سماعت کرنے وغیرہ کا اختیار دیا گیا۔ ہائی کورٹ صرف ایک جج پر مشتمل تھی۔

۱۹۱۳ء سے پیشتر انتظامی افسر مثلاً وزیران وزارت اور تحصیلداروں کو بھی دیوانی مقدمات کی سماعت کا اختیار تھا۔ مگر اس سال بہت سے مقامات پر منصف مقرر کئے گئے اور ریونیو آفیسروں کے اختیارات متعلقہ دیوانی مقدمات واپس لے لئے گئے۔

جموں اور سرینگر کے چیف جج سیشن کے اختیارات کے علاوہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات بھی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

رکھتے تھے۔ ۱۹۱۶ء میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات گورنروں کو دیئے گئے۔ ۱۹۱۹ء میں جموں اور سرینگر میں ایک ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کیا گیا۔

یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ ریاست میں صرف ایک ہی قانونی کتاب "رنبیر دنڈھ ودھی" پر عمل ہوتا تھا مگر زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ برطانوی ہند کے مطابق قوانین رائج کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ سمت ۱۹۴۵ بکرمی میں مہاراجہ صاحب نے پہلا ایکٹ "جموں وکشمیر گورنمنٹ گزٹ ایکٹ" جاری کیا اور یہ گزٹ ۷۔ اسوج سمت ۱۹۴۶ بکرمی سے ہر ہفتے شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے بعد مہاراجہ صاحب کے عہد میں بہت سے قوانین مرتب کئے گئے جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں:۔

رولز متعلقہ اسلحہ جات (۱۹۴۶ء بکرمی)۔ دودھ دینے والے جانوروں کو ریاست سے باہر لے جانے کی بندش کے متعلقہ رولز (سمت ۱۹۵۰ بکرمی)۔ پوسٹ آفس اور سیونگ بنک ایکٹ (سمت ۱۹۵۲ بکرمی)۔ قانون متعلقہ خزانہ جات مدفونہ (سمت ۱۹۴۵ بکرمی)، نوٹیفکیشن متعلقہ جاری کرنے سکہ جات برطانوی ہند (سمت ۱۹۴۵ بکرمی)، کسٹمز ایکٹ (سمت ۱۹۵۸ بکرمی)، ایکسائز ایکٹ (سمت ۱۹۵۸ بکرمی) قانون محصول چونگی (سمت ۱۹۵۰ بکرمی) سلک پروڈکشن ایکٹ (سمت ۱۹۶۴ بکرمی) قانون عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ (سمت ۱۹۶۸ بکرمی)، قانون متعلقہ شکار (سمت ۱۹۷۰ بکرمی)، میونسپل ایکٹ (سمت ۱۹۷۰ بکرمی)، پریس ایکٹ (سمت ۱۹۷۱ بکرمی) قانون متعلقہ بانیان مجالس (سمت ۱۹۷۱ بکرمی)۔ اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کا انسداد کرنے کے متعلق قانون (سمت ۱۹۷۵ بکرمی)، موٹر وہیکل ایکٹ (سمت ۱۹۷۵ بکرمی)۔ مجموعہ قوانین "سری پرتاپ ایکٹ" (سمت ۱۹۷۷ بکرمی)۔ ایکٹ متعلقہ حفاظت آثار قدیمہ (سمت ۱۹۷۷ بکرمی)۔ کورٹ فیس ایکٹ (سمت ۱۹۷۷ بکرمی)۔ قانون عدالت ہائے دیوانی (سمت ۱۹۷۷ بکرمی) قانون متعلقہ کمپنی ہا (سمت ۱۹۷۷ بکرمی)

سبھا سوسائٹیاں

تعلیمی ترقی اور زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ ریاست میں سبھا سوسائٹیوں کے قائم کرنے کا رواج بھی شروع ہوا۔ ریاست میں جتنی بھی سبھائیں یا انجمنیں قائم کی گئی وہ زیادہ تر مذہبی ہی تھیں۔ مہاراجہ صاحب کے عہد میں صرف ڈوگرہ سبھا ہی ہندو و مسلمانوں کی مشترکہ جماعت تھی اور جس نے ریاست کی سیاسیات میں دلچسپی لی۔ صوبہ جموں میں برہمنوں، کھشتریوں، مہاجنوں اور مسلمانوں کی برادری کی اپنی اپنی سبھائیں یا انجمنیں تھیں۔ راجپوتوں کی سبھا "شری امر راجپوت سبھا"، کے معاملات میں مہاراجہ صاحب ذاتی دلچسپی لیا کرتے تھے۔ صوبہ کشمیر میں مسلمانوں نے تعلیم کی اشاعت کے لئے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

"انجمن نصرت الاسلام" قائم کی۔ سکھوں نے "سنگھ سبھا" قائم کی۔ ہندوؤں کی دو سبھائیں "سناتن دھرم سبھا" جو کشمیری پنڈتوں کی سوشل اور سماجک سبھا تھی اور "سناتن دھرم پرتاپ سبھا" قائم ہوئی۔ "سناتن دھرم پرتاپ سبھا" کے بھون کا سنگ بنیاد بھی مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے اپنے ہاتھوں سے رکھا تھا۔ لاہور کے آریہ سماج نے سرینگر، میرپور اور جموں میں اپنی شاخیں کھولیں۔

اخبار "رنبیر" کا اجراء

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد حکومت میں ریاست کا پہلا اخبار "رنبیر" جموں سے سنہ ۱۹۸۱ بکرمی (سنہ ۱۹۲۴ء) میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر لالہ ملک راج صراف بی۔ اے نے کئی برسوں کی جد و جہد کے بعد سرکار دولا سے اخبار جاری کرنے کی منظوری حاصل کی۔ اس سے پہلے کبھی کسی ریاستی کو ریاست کے اندر اخبار شائع کرنے کا خیال تک بھی پیدا نہ ہوا تھا۔ گو سنہ ۱۹۷۱ بکرمی میں ریاست کی حکومت نے ایک "پریس ایکٹ" پاس کیا تھا مگر اس کے تحت ماسوائے "رنبیر" کے کوئی اخبار جاری نہ ہوا۔ البتہ چند ریاستی نوجوانوں نے اس سے پیشتر پنجاب میں اخبارات شائع کرنے شروع کئے تھے۔ جن میں گوپی ناتھ پنڈت کا "اخبار عام" اور منشی محمد الدین فوق کا "اخبار کشمیری" قابل ذکر ہیں۔

تعلیم

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ شری مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے ریاست میں تعلیم کی اشاعت میں بہت دلچسپی لی اور بہت سی پاٹھ شالائیں اور مکتب جاری کئے۔

گو انگریزی تعلیم کی ابتداء بھی ان کے عہد حکومت میں ہوئی تھی مگر موجودہ قسم کے سکول جاری نہ ہوئے تھے۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے پنجاب یونیورسٹی کے کورس کے مطابق سکول قائم کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور پہلا ہائی سکول جموں میں قائم کیا گیا۔ سکولوں کی نگرانی کے سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے گئے۔ بابو مہیش چندر کو سپرنٹنڈنٹ مدارس جموں اور ڈاکٹر اے۔ مترا کو سپرنٹنڈنٹ مدارس کشمیر مقرر کیا گیا۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ذریعہ اجمیر گورنمنٹ کالج کے پروفیسر پنڈت لشمبر ناتھ بی۔ اے کی خدمات حاصل کی گئیں اور آپ کو انسپکٹر مدارس مقرر کیا گیا۔ سنہ ۱۸۹۰ء (سنہ ۱۹۴۷ بکرمی) میں پنجاب یونیورسٹی کے کورس کے مطابق ریاست میں کل دس سکول تھے۔ ایک ہائی ایک مڈل اور آٹھ پرائمری۔ ان سکولوں میں کل ۱۰۱۹ طالب علم تھے جن میں سے ۴۴۴ ہندو تھے۔ تعلیم پر کل خرچ ۵۰۹۳ روپیہ تھا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

رفتہ رفتہ تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی جانی شروع ہوئی اور سنہ ۹۳-۱۸۹۲ء میں جموں ہائی سکول میں ایف۔ اے سٹینڈرڈ تک تعلیم کا انتظام کیا گیا اور اسی سال سرینگر میں ہائی سکول کھولا گیا۔ سنہ ۹۶-۱۸۹۵ء میں جموں ہائی سکول میں ایف۔ اے کلاس بند کردی گئی۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں تعلیمی درسگاہوں کی تعداد ۸۷ تھی اور سنہ ۱۹۱۱ء میں ۳۷۹۔ سنہ ۱۹۲۱ء میں تعلیمی درسگاہوں کی تعداد ۶۲۷ ہوگئی اور ان میں ۱۷۹۲۳ طالب علم تعلیم پاتے تھے۔ کشمیر میں مسلمانوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کی طرف خاص توجہ دی گئی۔ اسلامیہ سکولوں کو مالی امداد دیئے جانے کے علاوہ مسلمان طلبہ کے لئے خاص وظائف مقرر کئے گئے۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں ان وظائف کی رقم ۳۲۰۰ روپیہ تھی۔ سرکاری سکولوں میں مسلم طلبہ کو راغب کرنے کے لئے ان سکولوں میں عربی کی تعلیم کا انتظام کیا گیا اور ۱۰۷ عربی ٹیچر مقرر کئے گئے۔ مسلم ٹیچروں کی ٹریننگ کے لئے سنہ ۱۹۷۴ بکرمی میں سوپور میں عربی کی ٹریننگ کے لئے سکول کھولا گیا۔ سنہ ۱۹۷۵ بکرمی میں اننت ناگ میں بھی مسلم ٹیچروں کی ٹریننگ کلاس کھولی گئی۔ سنہ ۱۹۷۳ بکرمی میں ایک سپیشل مسلم انسپکٹر کی آسامی بنائی گئی اور شیخ حمید اللہ بی۔ اے کو اس آسامی پر مقرر کیا گیا۔ اس انسپکٹر کا کام مسلمانوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنا تھا۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں پرنس آف ویلز کی جموں میں آمد کی خوشی میں مہاراجہ صاحب نے ان کے نام نامی پر جموں میں کالج کھولنے کا اعلان کیا۔

سرینگر میں سنٹرل ہندو کالج بنارس کی طرف سے ایک کالج کھولا گیا تھا۔ جس کا نام "سری پرتاپ ہندو کالج" رکھا گیا تھا۔ اس کالج کو ۱۵۰۰ روپیہ ماہوار بطور گرانٹ اِن ایڈ ریاست کی طرف سے ملتا تھا۔ سنہ ۱۹۶۸ بکرمی (سنہ ۱۹۱۱ء) میں ریاست کی گورنمنٹ نے مسز اینی بیسنٹ MRS. ANNE BESANT پریذیڈنٹ بورڈ آف ٹرسٹیز۔ سنٹرل ہندو کالج بنارس سے فیصلہ کرکے بیس ہزار روپیہ ٹرسٹ کو بطور قیمت بلڈنگ اور فرنیچر وغیرہ ادا کرکے کالج کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اس کا نام "سری پرتاپ کالج" رکھا گیا۔

سنہ ۱۹۷۱ بکرمی (سنہ ۱۹۱۳ء) میں سرینگر میں "سر امر سنگھ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ" کھولا گیا۔

مشن سوسائٹیوں کا قیام

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں ریاست میں بہت سی مشنری سوسائٹیاں (MISSIONARY SOCIETIES) قائم ہوئیں۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں جموں میں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



برف کے نظارے (۲)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

چرچ آف سکاٹ لینڈ مشن کی برانچ قائم کی گئی۔ اس مشن نے دو سکول قائم کئے۔

چرچ مشن سوسائٹی نے سرینگر میں ایک وسیع ہسپتال جاری کر رکھا ہے۔ اس سوسائٹی کی طرف سے سرینگر میں ایک ہائی سکول اور چند پرائمری سکول قائم کئے گئے۔

چرچ مشن سوسائٹی اسلام آباد نے بھی ایک ہسپتال اور دو سکول قائم کئے۔ رومن کیتھولک مشن کی طرف سے بارہ مولہ میں ایک ہسپتال اور ایک ہائی سکول قائم کیا گیا۔ موریوین (MORAVIAN) مشن کی طرف سے لیہ میں ایک ہسپتال قائم کیا گیا۔

منسٹروں کی تنخواہ

سنہ ۱۹۵۲ بکرمی (سنہ ۹۶-۱۸۹۵ء) میں ریاست کے دو منسٹروں رائے بہادر پنڈت سورج کول سی۔ آئی۔ ای ریونیو منسٹر اور رائے بہادر پنڈت بھاگ رام جوڈیشل منسٹر نے ریاست کی مالی حالت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی تنخواہیں ۱۵۰۰ روپیہ ماہوار کی بجائے ۱۲۰۰ روپیہ ماہوار کر دینے کی پیش کش کی۔ گورنر جنرل نے بذریعہ ریذیڈنٹ صاحب ان منسٹروں کی پبلک سپرٹ کے لئے شکریہ ادا کیا۔

میڈیکل ڈیپارٹمنٹ

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں ریاست میں دو بڑے ہسپتال اور کئی ڈسپنسریاں کھولی گئیں۔ سنہ ۱۹۵۵ بکرمی میں سرینگر میں ڈائمنڈ جوبلی زنانہ ہسپتال کھولا گیا۔ سنہ ۱۹۷۱ بکرمی میں ہز ایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند نے جموں میں کنگ ایڈورڈ میموریل زنانہ ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھا۔

سری پرتاپ سنگھ میوزیم

سنہ ۱۹۵۵ بکرمی میں سرینگر میں ایک عجائب گھر کھولا گیا۔ جس کا نام "سری پرتاپ سنگھ میوزیم" رکھا گیا۔ اس عجائب گھر میں ریاست میں پائے جانے والے جانور، صنعتی اشیاء، معدنی پیداوار وغیرہ کے نمونے رکھے گئے۔

جموں کشمیر سٹیٹ ریلوے

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں گورنمنٹ آف انڈیا نے کئی مرتبہ سرینگر کو برطانوی ہند سے ریلوے لائن کے ذریعہ ملانے کی تجاویز کیں اور اس غرض کے لئے راولپنڈی سے سرینگر اور

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ایبٹ آباد سے سرینگر تک ریلوے لائن کا سروے بھی کیا گیا مگر مہاراجہ صاحب نے یہ منظور نہ کیا۔ اُن کی خواہش تھی کہ ریلوے لائن جموں اور سرینگر کے درمیان بنائی جائے تاکہ ریاست کے یہ دونوں صوبے خوش حال ہوسکیں۔ چنانچہ ۱۹۵۵ سمہ بکرمی میں مہاراجہ بہادر نے باجلاس کونسل بجلی کی رَو سے چلنے والی چھوٹی ریلوے (Electric light Railway) لائن کی تعمیر کی منظوری دے دی جو براستہ بانہال سرینگر کو جموں سے ملائے اور حکم دیا کہ صاحب پبلک ورکس منسٹر راجہ سرامر سنگھ جی اور نیدرسول Nether-Sole سٹیٹ انجنیئر کلکتہ اور دارجیلنگ جاکر ریلوے لائن سے متعلقہ اطلاعات فراہم کریں۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس ریلوے لائن کا پورا انتظام ریاست جموں وکشمیر کے ماتحت ہوگا اور اس کا نام "جموں وکشمیر سٹیٹ ریلوے" ہوگا۔

محکمہ آثار قدیمہ اور ریسرچ

۱۹۵۹ سمہ بکرمی میں محکمہ آثار قدیمہ اور ریسرچ کی بُنیاد رکھی گئی۔ مسٹر جے۔ سی۔ چیٹرجی کو اس محکمہ کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ اس محکمہ کا نام "شری رنبیر انسٹی ٹیوٹ" رکھا گیا۔ کیونکہ اس کام کی بنیاد دراصل مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے رکھی تھی۔ جنہوں نے رگھناتھ مندر جموں میں ایک عالیشان لائبریری بنائی تھی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں صرف ایک مذہبی ادارے کی بجائے اس انسٹی ٹیوٹ کو وسعت دی گئی۔

ڈاکٹر آرل سٹائن (AUREL STEIN) نے جموں لائبریری کی کتب کی ایک فہرست مرتب کی اور "راج ترنگنی" کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اس محکمہ نے ریاست کے آثار قدیمہ کو محفوظ رکھنے اور بہت سی پرانی کتب کو شائع کرنے میں بہت دلچسپی لی ہے۔

ریاست میں برقی رَو کا اجراء

۱۹۵۹ سمہ بکرمی میں ریاست میں بجلی کی پاور کا آغاز اس طرح شروع ہوا کہ اس سال دہلی میں بادشاہ کی تاج پوشی کے دربار کے موقعہ پر کشمیر کیمپ میں بجلی کی پاور کے لئے ایک مشین خرید کی گئی۔ یہ مشین بعد میں سرینگر کے محلات کے لئے بجلی کی پاور مہیا کرنے کے لئے استعمال کی گئی۔

۱۹۶۲ سمہ بکرمی میں ریاست میں بجلی کا محکمہ قائم کیا گیا اور میجر لوئی بنیری MATOR LOTBINIERE کو اس محکمہ کا چیف انجنیئر مقرر کیا گیا۔ ایک لاکھ ہارس پاور بجلی کی رَو پیدا کرنے کی سکیم مرتب کی گئی اور چیف انجنیئر مشینری لانے یورپ اور امریکہ گیا۔ ۱۹۸۶ سمہ بکرمی میں جموں میں بجلی کا کارخانہ بنا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جموں میں

پرنس آف ویلز کی آمد

۱۹۰۵ء میں ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز (جو بعد میں شہنشاہ جارج پنجم بنے) جموں تشریف لائے۔ آپ کی آمد پر مہاراجہ صاحب نے اِن کی شاہانہ خاطر تواضع کی۔ اِس موقعہ پر پرنس آف ویلز صاحب کو دعوت دی گئی اور پرنس آف ویلز کا جام صحت نوش کرنے کی دعوت دیتے ہوئے مہاراجہ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر کی:۔

"وہ ملک خوش نصیب ہے، جہاں بادشاہ سلامت یا اُس کے خاندان کا کوئی فرد قدم رنجہ فرمائے۔ ہندوؤں کا یہی عقیدہ ہے۔ اِس لئے میری خوشی کا اندازہ اِسی عقیدہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ مجھے آج تخت برطانیہ کے ولیعہد کے سامنے کھڑا ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ آج سے تیس برس پہلے بھی مجھے موجودہ بادشاہ سلامت (ایڈورڈ ہفتم) (جو اُس وقت پرنس آف ویلز تھے) کے ساتھ جموں میں ملاقات کا فخر حاصل ہوا تھا۔ اُس وقت میرے والد بزرگوار (مہاراجہ رنبیر سنگھ جی) نے مجھے جموں کی سرحد پر جا کر تعظیم بجا لانے کا حکم دیا تھا۔ اُس وقت میری خوش قسمتی تھی کہ موجودہ بادشاہ سلامت کی خاطر و تواضع کے تمام انتظامات میرے سپرد تھے۔ بادشاہ سلامت نے اُس وقت سے کہ جب وہ جموں تشریف لائے تھے، ریاست جموں و کشمیر میں گہری دلچسپی لی ہے۔ اِس لئے میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ آپ نے بھی موجودہ سیاحت کے دَوران میں جموں تشریف لانے کی تکلیف گوارہ کی ہے۔ ولی عہد سلطنتِ برطانیہ کہ جس کی مملکت میں سُورج کبھی غروب نہیں ہوتا کے سامنے کھڑا ہوا میں اپنی ناچیز ہستی کو محسوس کر رہا ہوں۔ مجھ میں کچھ بھی خامیاں کیوں نہ ہوں مگر ایک چیز میں مَیں مالدار

ہوں کہ میرا دِل بادشاہ سلامت اور برطانیہ کی راج گدّی کے ساتھ گہری وفاداری رکھتا ہے اور بادشاہ سلامت کی مہربانیوں کے عوض میں سوائے وفاداری کے مَیں کیا دے سکتا ہُوں۔

مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری طرف سے بادشاہ سلامت کو یقین دلائیں کہ ریاست جموّں وکشمیر ہمیشہ برطانیہ کے تاج وتخت کی وفادار رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی اور ضرورت کے موقعہ پر ریاست کی خدمات اُن کے سپُرد ہوں گی میری زبردست خواہش تھی کہ آپ کشمیر کی سَیر وسیاحت کے لئے آتے، کیونکہ اُس صُورت میں جو تھکاوٹ آپ کو سفر میں ہوئی۔ اُس کے عوض میں کشمیر کے قُدرتی مناظر کو دیکھ کر کسی حد تک دُور ہو جاتی۔

اِن تیس برس کے عرصہ میں جب کہ موجودہ بادشاہِ سلامت نے میری ریاست میں قدم رنجہ فرمایا تھا۔ ریاست میں بہت کافی ترقّی ہوئی ہے اور اس سلسلہ میں گورنمنٹ آف اِنڈیا نے جو توجّہ دی ہے۔ اُس کے لئے مَیں شکر گزار ہُوں۔

ریاست کے مالیات میں سال بہ سال ترقّی ہو رہی ہے۔ جموّں تک ریلوے لائن تعمیر ہو چکی ہے اور کشمیر میں بھی ریلوے لائن کی تعمیر کی تیاری ہو رہی ہے۔ جس کے بعد کشمیر بذریعہ ریلوے شمالی ہندوستان کی ریلوے لائن سے ملا دیا جائے گا۔ دریائے جہلم سے بجلی کی رَو پیدا کرنے کی سکیم پر عمل درآمد شروع ہے۔ اِس وقت تک جو کچھ لوگوں کی بہبود کے لئے کیا جا چکا ہے، لوگ اِس کے لئے شکر گزار ہیں۔

اِس موقعہ پر آپ کی آمد کے لئے مَیں ایک مستقل یادگار قائم کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جموّں میں ایک کالج جاری کیا جائے تاکہ میری رعایا کے افراد اعلیٰ تعلیم پاکر اپنے آپ کو نظامِ حکومت میں زیادہ سے زیادہ حِصّہ لینے کے قابل بنا سکیں۔ مجھے اُمید ہے کہ میری تجویز کو آپ فخرِ قبول بخشیں گے اور آپ کی منظوری سے مَیں اِس کالج کا نام بھی "پرنس آف ویلز کالج" رکھنا چاہتا ہوں۔ آخر میں دوبارہ مَیں اُس عزّت افزائی کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، جو آپ نے میری ریاست میں تشریف لا کر کی ہے اور ہز رائل ہائینس پرنسس آف ویلز کے اِس موقعہ پر آپ کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



برف کے نظارے (۳)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ساتھ ہونے سے میری خوشی میں اور بھی اضافہ ہُوا ہے۔"

پرنس آف ویلز کا جواب

ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

"مہاراجہ صاحب! مَیں اُن الفاظ کے لئے جو آپ نے پرنسس آف ویلز اور میرے جامِ صحت کی دعوت دیتے ہوئے فرمائے ہیں، شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم دونوں کو خوشی ہوئی ہے کہ ہم جمّوں وکشمیر کی مشہور ریاست کے مہمان بنے ہیں۔ تیس برس گذرے، جب میرے پیارے باپ نے آپ کے پتا مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کی مہمان نوازی قبول کی تھی اور اُن کا جو شاہانہ استقبال ڈوگروں کے حکمران نے کیا تھا۔ وہ اُن کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ انگلستان میں ہم لوگ وادیٔ کشمیر کی خوبصورتی اور مشہوری سے بہ نسبت جمّوں کے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں، گو جموّں کسی صورت میں بھی کم عزّت کا ریکارڈ نہیں رکھتا۔ میری خواہش تھی کہ مَیں کشمیر کی سیاحت کے متعلّق آپ کی دعوت قبول کرتا مگر آپ کو معلوم ہی ہے کہ جو کچھ ہم دیکھنا چاہتے تھے، اُسے دیکھنا کتنا مشکل ہے۔ تاہم اگر ہمیں جموّں آنے کا موقعہ بھی میسّر نہ ہوتا تو ہمیں بہت مایوسی ہوتی کیونکہ مَیں اُس حکمران کی عزّت افزائی کرنا چاہتا تھا جس نے اپنی ریاست کی قسمت کو ہندوستان کی سلطنت کی قسمت کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ مَیں اِس موقعہ پر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مَیں اور میرے ہم وطن اُن خدمات کی جو مہاراجہ صاحب اور اُن کی امپیریل سروس افواج نے ہماری سلطنت کے لئے اپنی ریاست کے دُور پار سرحدی حِصّوں میں دی ہیں، قدر کرتے ہیں۔

مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے ریاست میں پبلک کی بہبود کے لئے بہت کام کئے ہیں اور یقیناً اِن سے ریاست کے لوگوں کی مالی حالت بہت اچھی ہو جائے گی اور کشمیر کو بہت شہرت حاصل ہوگی۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ مہاراجہ صاحب اپنی رعایا کے لئے کالج کھولنا چاہتے ہیں، جو میرے نام کے ساتھ وابستہ ہوگا۔

خوش قسمتی سے ہماری جمّوں کی سیاحت کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ساتھ ساتھ ہی جموں وکشمیر کی گورنمنٹ کے آئین میں بھی خوش گوار تبدیلی ہوئی ہے حاضرین مجلس میں پرنسس آف ویلز اور اپنی طرف سے آپ کو مہاراجہ صاحب کا جام صحت نوش کرنے کی دعوت دیتا ہوا امید کرتا ہوں کہ وہ آئینی تبدیلی جس کا میں نے اشارہ کیا ہے۔ مہاراجہ صاحب کی عزّت اور اُن کے دِل کے چین کا باعث ہوگی اور اُن کی رعایا کے لئے خوش حالی کا باعث ہوگی"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

فوجی انتظام
اور
سرحدی فتوحات

ریاست کے فوجی نظام کو درست کرنے کے لئے مہاراجہ صاحب نے کرنل نیول چیمبرلین (Col. NEVILLE CHAMBERLAIN) کو ملٹری سیکرٹری مقرر کیا۔ فوج کو جدید قسم کے اسلحہ جات سے آراستہ کیا گیا۔ افواج کو قواعد پریڈ سکھانے کے لئے کئی برٹش افسر ریاست کی پلٹنوں کے ساتھ تعینات کئے گئے۔

سرکار انگلشیہ نے پامیر کی طرف سلطنتِ روس کی پیش قدمی کی رکاوٹ کی غرض سے ۱۸۸۹ء میں گلگت ایجنسی کو دوبارہ قائم کیا اور کرنل ڈیورنڈ کو برٹش ایجنٹ مقرر کیا۔ ۱۸۹۱ء میں راجگان ہونزہ اور نگر نے ریاست کی چھاؤنی واقعہ چلٹ پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ کرنل ڈیورنڈ نے بہمراہی ۲۰۰ سپاہیان افواج برطانوی ہند اور ۶۵۰ سپاہیان کشمیر امپیریل سروس افواج حملہ کر دیا۔ ڈوگرہ افواج نے اس جنگ میں اپنی بہادری کے کمالات دکھائے اور راجگان ہونزہ اور نگر کو شکست ہوئی۔

ہونزہ اور نگر پر قبضہ رکھنے کے لئے فوج کے دستے ان دونوں مقامات پر تعینات کئے گئے۔

تسخیر چیلاس ۱۸۹۳ء

۱۸۹۳ء میں چیلاس پر قبضہ کر لیا اور چیلاس میں ایک قلعہ تعمیر کرایا گیا۔ چیلاس اور بونجی کے درمیان حفاظتی چوکیاں قائم کی گئیں۔

تسخیر چترال ۱۸۹۵ء

امان الملک مہتر چترال کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ ڈاکٹر جارج رابرٹسن برٹش ایجنٹ مقیم گلگت بہمراہی جرنیل باج سنگھ اور میجر بھیکم سنگھ و ایک دستہ فوج حالات کا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

معائنہ کرنے چترال چلے گئے۔ جہاں ان پر اچانک حملہ کر دیا گیا۔ جرنیل باج سنگھ اس لڑائی میں مارے گئے اور میجر بھیکم سنگھ کو بھی مہلک زخم لگا۔ جس سے وہ جاں بر نہ ہو سکے۔ ایک انگریز افسر کپتان بیرڈ بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا نے لفٹنٹ کیلی کی کمان میں چترال ریلیف فورس کو مامور کیا۔ جس کے ساتھ ریاست کی امپیریل سروس فوج گلگت سے بھیجی گئی۔ چترال کی فوج کو شکست ہوئی اور امیر الملک کو گرفتار کر لیا گیا۔

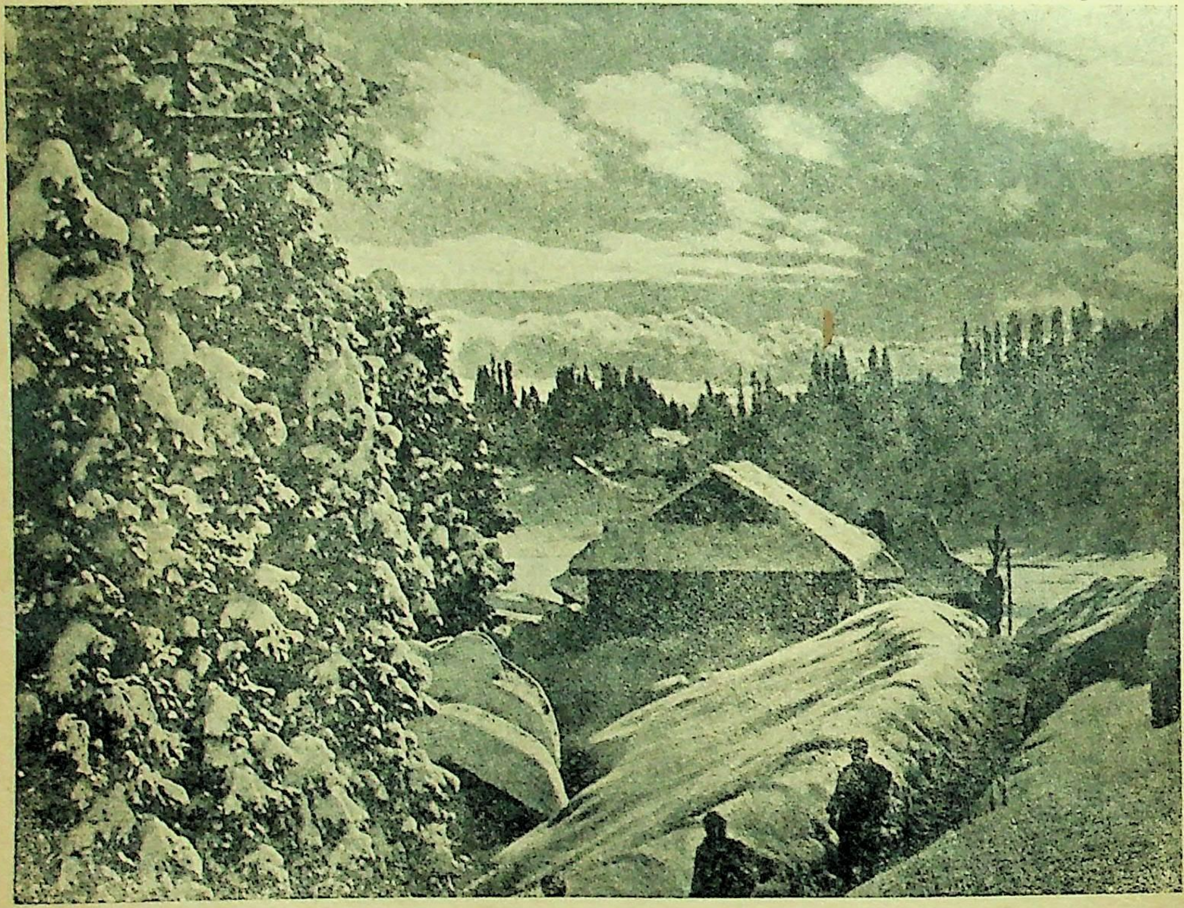
تیراہ (TIRAH) کا محاصرہ

سنہ ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نے جب تیراہ (صوبہ سرحد) کی طرف کمک بھیجی تو ریاست جموں وکشمیر کی فسٹ مونٹین بیٹری زیر کمان کھجور سنگھ صاحب امداد کے لئے بھیجی گئی۔ سر ولیم لوکارٹ کمانڈنگ تیراہ فوج نے بیٹری کے کارہائے نمایاں کی بہت تعریف کی اور کمانڈنٹ کھجور سنگھ صاحب کو "آرڈر آف برٹش انڈیا" اور "بہادر" کا خطاب ملا۔

جنگِ عظیم سنہ ۱۹۱۴ء تا سنہ ۱۹۱۸ء

جنگِ عظیم میں مہاراجہ صاحب نے اپنی تمام افواج گورنمنٹ آف انڈیا کے حوالے کر دیں اور ان افواج نے مختلف محاذوں پر دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



برف کے نظارے (۴)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کا

قلمی چہرہ

ایک انگریز خاتون مسز ماڈ ڈائیور MAUD DIVER نے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کا قلمی چہرہ اِن الفاظ میں کھینچا ہے :-

"سرگباشی مہاراجگان گلاب سنگھ جی اور رنبیر سنگھ جی جیسی شاندار وضع قطع نہیں رکھتے ۔ پست قد، پگڑی اپنے قد و قامت کے مقابلہ میں بہت بڑی، گو خیالات پرانے ہی رکھتے تھے، اگر نظامِ حکومت میں نئی اصلاحات کے حامی تھے ۔ بہت حلیم مگر ناگذار INSCRUTABLE نیک مگر تیز فہم ، کسی ترکیب سے وہ ریاست کے سب حالات جان لیتے تھے ۔ گھنٹوں لگاتار باتیں کرتے رہتے تھے، مگر سننے والوں کو کچھ بھی مکمل طور پر نہ بتاتے تھے ۔ تاج برطانیہ کے وفادار اور اس بات پر بہت فخر کیا کرتے تھے کہ بادشاہ ایڈورڈ، بادشاہ جارج ملکہ میری اور پرنس آف ویلز نے ریاست جموں کا دَورہ کیا ہُوا ہے ، مگر خود اتنے راسخ الاعتقاد کہ کبھی سمندر پار کے ممالک کی طرف نہیں گئے ۔ مگر ان کے پاس لندن کا ایک نقشہ موجود رہتا تھا اور نقشہ کے ذریعہ لندن جانے کا راستہ جانتے تھے ۔ ان کی زندگی سادہ تھی اور بڑے کفائت شعار تھے ۔ صبح سات بجے اندرونی محلات سے نکل کر صبح کے دس بجے تک اخبارات کی خبریں اور دیگر رپورٹیں سنتے تھے ۔ پھر ایک گھنٹہ بھر پوجا پاٹھ میں مصروف رہتے تھے ۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب کھانا کھاتے تھے ۔ شراب اور ماس سے پرہیز کرتے تھے اس کے بعد دن کا دربار دن کے دو بجے تک جاری رہتا تھا ۔ دو بجے سے پانچ بجے تک آرام کرتے تھے اور شام کو کبھی کشتی کی سیر کبھی سواری ۔ رات کے ساڑھے دس بجے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

شام کا کھانا۔ تمام لوگ جو انہیں جانتے ہیں اِن کی نیکیوں کو یاد کرتے ہیں۔ پیچیدہ خصلت رکھتے تھے۔ جانتے بھی بہت کچھ تھے اور مصیبتیں بھی بہت سی جھیلتے تھے۔ جوانی میں صحت اچھی نہ تھی اور ان کے ڈاکٹروں نے ایک مرتبہ یہ بتایا کہ اِن کی زندگی صرف چند ماہ باقی رہ گئی ہے مگر انہوں نے ڈاکٹروں کو مغلوب کر دکھایا اور پورے چالیس برس حکومت کی اور ۷۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے گو شراب وغیرہ سے پرہیز کرتے تھے مگر افیون کھانے کے عادی تھے اور افیون کا "پیگ" لینے کے بعد آپ کی عقل تیز ہو جاتی تھی۔ مہاراجہ صاحب کو کرکٹ کھیلنے کا بہت شوق تھا اور آپ نے کرکٹ کی ٹیم بنائی ہوئی تھی۔ مہاراجہ صاحب جب خود کرکٹ کھیلتے تھے تو ان کی کھیل بڑی دلچسپ ہوا کرتی تھی۔ یہ پہلے ہی فیصلہ کر لیا جاتا تھا کہ مہاراجہ صاحب کتنی رنز کریں گے۔ ہر سال موسم گرما میں مہاراجہ صاحب کی ٹیم کا میچ وزیٹروں کی ٹیم کے ساتھ ہوتا تھا اور مہاراجہ صاحب خود اپنی ٹیم کے کپتان کی حیثیت سے کھیلتے تھے۔"

مہاراجہ صاحب نے پہلی شادی ریاست چمبہ میں کی تھی۔ بعد ازاں خاندان پٹھانیہ اور کٹوچ میں دو بیاہ کئے۔ اِن کے انتقال کے بعد ۱۹۴۳ بکرمی میں مہاراجہ صاحب نے خاندان چاڑک اور بلادریہ سے دو ڈولے منگوائے۔ مہارانی بلادری ۱۹۶۶ بکرمی میں سرگباش ہو گئیں۔ ۱۶ مگھر ۱۹۶۱ بکرمی کو مہارانی چاڑک کے بطن سے راجکمار پیدا ہوا، مگر وہ ۳۰۔ ہاڑ ۱۹۶۲ بکرمی کو فوت ہو گیا۔

مسٹر جی، ای، سی ویکیفیلڈ اپنی کتاب ری کلکشنز (RECOLLECTIONS) میں لکھتے ہیں:-

ایک بار مہاراجہ صاحب نے مجھے دوران گفتگو میں بتایا کہ وہ ہندوستان کے ۲۵ وائسرائے اور گورنر جنرلوں کو جانتے ہیں اور ان سب کے ساتھ انہوں نے بات چیت کی ہوئی ہے۔ میں یہ سن کر بہت حیران ہوا اور میں نے اس بات کا یقین نہ کیا، مگر گھر جا کر جب میں نے مزید چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب کا یہ بیان سو فی صدی درست تھا، بلکہ انہوں نے ۲۵ کی بجائے ۲۶ وائسرائے دیکھے تھے۔ چنانچہ دوسری ملاقات میں میں نے بتایا کہ دراصل انہوں نے ۲۶ وائسرائے دیکھے تھے۔ مہاراجہ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ انہوں نے لارڈ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ایمپٹ ہل (LORD AMPTHILL) کا نام اس فہرست میں شامل نہیں کیا تھا کیونکہ وہ صرف چھ ماہ عارضی طور پر وائسرائے رہے تھے۔"

"مہاراجہ صاحب ہمیشہ اپنے آپ کو باخبر رکھنا چاہتے تھے اور سوالات پوچھنے سے کبھی نہ جھجکتے تھے۔ جب لارڈ کرزن کے دربار دہلی منعقدہ ۱۹۰۲ء میں آپ کی ملاقات نظام حیدر آباد سے ہوئی، تو مہاراجہ صاحب نے اُنہیں ریاست حیدر آباد کے متعلق بہت سے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے کہ حیدر آباد میں کتنے دریا ہیں، کتنے پہاڑ ہیں، آمدنی کیا ہے وغیرہ۔ نظام حیدر آباد کچھ حیران سے ہو گئے مگر فوراً ہی اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ تمام اطلاعات ایک کتاب میں درج ہیں جو میں حیدر آباد جاتے ہی بھیج دوں گا۔"

"جب مہاراجہ صاحب کے سامنے کسی ایسے موضوع پر بحث چھڑ جاتی تھی جو اُن کو پسند نہ ہوتا تھا تو وہ نیند کا بہانہ کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک انگریز انجینئر سرکار کے رُوبرو ایک محل کا نقشہ لے کر حاضر ہوا جو دہلی میں بنایا جانا مقصود تھا۔ انجینئر نے نقشہ میز پر بچھایا ہُوا تھا جونہی مہاراجہ صاحب کو خیال ہُوا کہ اِس پر بہت زیادہ خرچ ہوگا تو مہاراجہ صاحب نے نیند کا بہانہ کر کے آنکھیں بند کر لیں۔ انجینئر نے جب دیکھا کہ مہاراجہ صاحب سو گئے ہیں تو اُس نے غصّہ میں آکر اپنی جیب سے نصف درجن کے قریب تمباکو پینے کے پائپ نکال کر نقشہ پر دے مارے۔ جن کی آواز سے مہاراجہ صاحب کی آنکھ کھل گئی اور اُنہوں نے جواب طلب کیا۔ انجینئر نے مُجھ سے کہا کہ آپ مہاراجہ صاحب سے کہہ دیں کہ میں ایک پائپ نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ گرم ہو جاتا ہے۔ اِس لئے بہت سے پائپ رکھتا ہوں۔ میں نے مہاراجہ صاحب کو انجینئر کی بات سمجھائی اور انہوں نے ڈوگری میں کہا "سودائی"۔ انجینئر نے پُوچھا کہ مہاراجہ صاحب کیا فرماتے ہیں تو میں نے جواب دیا کہ وہ آپ کو ایک کمال کا آدمی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہ محل صرف کاغذی نقشہ ہی رہ گیا اور کبھی تعمیر نہ کیا گیا۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست کی

آمدنی اور اخراجات

جب مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی گدّی نشین ہوئے تھے تو ریاست کا خزانہ خالی تھا اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہدِ حکومت کے آخری حصّہ میں کشمیر میں زبردست قحط پڑا اور مہاراجہ صاحب نے اپنی رعایا کو بچانے کے لئے خزانے خالی کر دیئے۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے ریاست کی آمدنی اور اخراجات کا حساب رکھنے اور اس کی پڑتال کرنے کے لئے محکمہ اکونٹس قائم کیا۔ یہ محکمہ ایک انگریز افسر کے سپرد کیا گیا۔ جس کا نام مسٹر کیری اینڈ رتھا۔

۱۹۸۲ء بکرمی میں ریاست کی آمدنی اور اخراجات کا حساب مندرجہ ذیل تھا:

آمدنی

۱۔ مالیہ اراضی	۵۳،۱۸،۸۴۳	روپیہ
۲۔ کسٹم	۲۹،۱۷،۵۹۳	"
۳۔ فیس کاہچرائی	۷،۱۷،۰۸۵	"
۴۔ ایکسائز	۳،۹۰،۶۸۸	"
۵۔ سٹیٹ پراپرٹی برٹش انڈیا	۹۳،۶۷۱	"
۶۔ اسٹامپ	۵،۵۵،۲۷۵	"
۷۔ عدالت ہا	۱،۰۳،۶۰۰	"
۸۔ جیل	۲۴،۲۰۴	"
۹۔ محکمہ تار	۸۹،۷۷۲	"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۰۔ سائنٹیفک ڈیپارٹمنٹ	۳۷,۹۳۲	روپیہ
۱۱۔ محکمہ جات خفیفہ	۴,۴۵,۷۶۱	"
۱۲۔ محکمہ ابریشم	۲۷,۹۶,۵۲۹	"
۱۳۔ سُود	۴,۶۷,۸۴۲	"
۱۴۔ جنگلات	۶۶,۷۵,۲۴۳	"
۱۵۔ متفرّقہ	۳,۸۷,۵۹۶	"
۱۶۔ ملٹری	۱,۹۸,۳۴۶	"
۱۷۔ پبلک ورکس	۱۰,۵۵,۷۵۳	"
میزان	۲,۳۲,۷۱,۲۳۲	"

اخراجات

۱۔ مالیہ اراضی	۹,۴۶,۸۷۴	روپیہ
۲۔ کسٹم وایکسائز	۲,۵۷,۹۸۰	"
۳۔ جنگلات	۳۰,۶۰,۰۲۷	"
۴۔ محکمہ تار	۱,۰۶,۶۹۸	"
۵۔ مہاراجہ بہادر اور کورٹ [ل]	۴۴,۴۴,۱۰۸	"
۶۔ پبلک ڈیپارٹمنٹس کا نظم ونسق	۸,۵۹,۰۹۲	"
۷۔ عدالت ہا	۴,۰۱,۳۰۳	"

ل مہاراجہ بہادر اور کورٹ کا اصل خرچ سنہ ۱۹۸۱ بکرمی میں ۱۶,۵۰,۰۷۵ روپیہ تھا اور سنہ ۱۹۸۲ بکرمی کے لئے اندازہ ۱۷,۵۲,۰۰۰ روپیہ لگایا گیا تھا۔ مگر چونکہ اِس سال مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی سرگباش ہو گئے اور مہاراجہ ہری سنگھ جی کی گدّی نشینی کی رسومات ادا کی گئیں۔ اس لئے ۲۷,۵۰,۰۰۰ روپیہ کے زائد اخراجات بھی اس مد میں شامل ہیں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۸ - جیل ہا	۱،۵۲،۲۳۱	روپیہ
۹ - پولیس	۸،۱۱،۲۱۸	"
۱۰ - تعلیم	۱۱،۲۷،۳۳۸	"
۱۱ - میڈیکل	۸،۰۱،۴۸۸	"
۱۲ - سائنٹیفک محکمہ جات	۲،۳۳،۸۵۰	"
۱۳ - پولٹیکل	۳،۴۵،۶۵۲	"
۱۴ - انڈسٹریز	۳۶،۶۸۵	"
۱۵ - محکمہ جات خفیفہ	۳،۸۷،۷۴۱	"
۱۶ - ابریشم	۱۵،۶۵،۹۰۶	"
۱۷ - پنشن و انعامات	۳،۸۴،۵۶۵	"
۱۸ - سٹیشنری و پرنٹنگ	۳،۰۸،۱۲۱	"
۱۹ - اصطبل و کشتیان	۳،۰۶،۷۹۱	"
۲۰ - رفینڈز	۲،۱۴،۸۸۶	"
۲۱ - ملٹری	۳۷،۳۹،۸۸۸	"
۲۲ - پبلک ورکس	۴۱،۱۱،۳۶۲	"
۲۳ - متفرقہ	۱،۵۶،۳۷۰	"
میزان	۲،۴۷،۶۰،۱۷۴	"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



برف کے نظارے (۵)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ترجمہ تقریر

ہز ایکسلنسی لارڈ کرزن۔ وائسرائے ہند

ترجمہ تقریر جو آنحضور نے ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو جموں میں اُس دربار کے موقعہ پر کی جو آنحضور نے شری مہاراجہ صاحب کو نظم ونسق کے زیادہ اختیارات دینے کے وقت منعقد کیا۔

"ہندوستان میں بطور وائسرائے آنے کے [illegible] مجھے گورنمنٹ کے نمائندہ [illegible] ہونے کی حیثیت میں ہندوستانی ریاستوں کے حکمران کو گدّی نشین کرنے کا فخر حاصل ہؤا ہے، مگر مجھے آج سے پہلے کسی ریاست کے حکمران کو زیادہ اختیارات دینے کا موقعہ نہیں ملا اور فارن آفس کی تاریخ میں مجھے ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی ریاست کے حکمران کو زیادہ اختیارات دیئے جانے کی رسم ادا کی گئی ہو۔

اس رسم کے تین پہلو ہیں۔ ایک تو پیرامونٹ پاور کی پالیسی، دُوسرے مہاراجہ صاحب کے اختیارات اور تیسرا اُن کی ریاست کا مستقبل۔ اَب میں ان تینوں پہلوؤں کے متعلق چند الفاظ کہوں گا۔

ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کے متعلق تاج برطانیہ نے جو پوزیشن اختیار کر رکھی ہے۔ وہ بہت سی ذمہ داریوں پر مشتمل [illegible] کہ کسی ہے اور ایسے اختیارات دنیا [illegible] حصّہ میں بھی کسی حکومت کے پاس نہیں ہیں۔ کسی وقت پیرامونٹ پاور کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے ناخوشگوار قدم اُٹھانا پڑتا ہے، مگر عام طور پر ہندوستانی ریاستوں اور پیرامونٹ پاور کے تعلقات باعزت رہتے ہیں اور دونوں کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں اور ان کو ایک سیاسی لڑی میں پروئے رکھتے ہیں۔ جس کی مثال دنیا میں کہیں بھی نہیں ملتی۔ ہندوستان

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

میں ایک لمبے عرصے تک بادشاہ سلامت
کے نمائندہ کی حیثیت میں رہنے سے میں
باوثوق یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی بھی چیز
جس سے کسی ہندوستانی ریاست کے
حکمران کی عزت بڑھے، برطانوی گورنمنٹ
اُس کا خیر مقدم کرتی ہے۔
خطابات، عزت اور سلامی یہ تینوں چیزیں
اُس بڑی طاقت کے اختیار میں ہیں
اور ہمیشہ دُنیا اِن چیزوں کی قدر کرتی
رہی ہے، مگر اِن سب سے زیادہ قابل
فخر وہ اختیارات حکومت ہیں جو ایک
حکمران کو اُس کی وفاداری اور اُس کی
رعایا کے فلاح وبہبود کو مدِّ نظر رکھتے
ہوئے عطا کئے جائیں۔ ہندوستانی
ریاستوں میں ایک بزرگ تر ریاست کے
حکمران کو ایسے اختیارات دیتے ہوئے
مَیں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ مجھے معلوم
نہیں کہ اِس کی کیا وجہ ہے کہ کشمیر جیسا
زرخیز ملک کس طرح باقی ریاستوں کے
مقابلہ میں افواہیں پھیلانے میں بھی زیادہ
زرخیز ہے۔ لارڈ لینڈس ڈاؤن کے وقت
میں یہ افواہ زوروں پر تھی کہ گورنمنٹ آف
انڈیا ریاست کشمیر پر قبضہ کرنے والی
ہے۔ ابھی کچھ ہی عرصے کی بات ہے کہ جب
مَیں یہ غور کر رہا تھا کہ مہاراجہ صاحب کو
مزید اختیارات عطا کئے جائیں۔ یہ افواہ
پھیل گئی تھی کہ آپ کے ساتھ ریاست
کشمیر کے تبادلہ میں کوئی دوسری جگہ دینے
کی بات چیت ہو رہی ہے اور وادئ
کشمیر پر گورنمنٹ آف انڈیا قبضہ کر
لے گی اور برطانوی افسر مغل بادشاہوں
کی طرح موسم گرما سرینگر اور گلمرگ میں
گذارنے آیا کریں گے۔ ابھی گذشتہ دنوں
ہمیں اِس بات کی تردید کرنا پڑی کہ آپ
کو اختیارات دینے سے پہلے یہ شرط
رکھی گئی ہے کہ یورپین اصحاب کو زمین
خرید کرنے کا حق دیا جائے مگر آج کی
رسم اِن لغو افواہوں کا بہترین جواب
ہوگی اور برٹش گورنمنٹ کی نیک نیتی
بہترین ثبوت ہوگی، اگر ہم نے دوسری
پالیسی پر عمل کرنا ہوتا تو ریاستوں پر قبضہ
جمانے کی مثالیں بھی موجود ہیں مگر ہم نے
خود ہی ایک دوسری پالیسی پر عمل کرنا
شروع کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندوستانی
ریاستوں کو برقرار رکھا جائے اور اِن کی
علیحدہ موجودگی کو برقرار رکھتے ہوئے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کی عزّت اور اقتدار کو قائم رکھا جائے۔ سکھّوں کے ساتھ پہلی لڑائی کے بعد سے ریاست کشمیر کے متعلق ہماری یہی پالیسی رہی ہے جب ہم نے آپ کے دادا کو جو اُس وقت جمّوں کے حکمران تھے۔ کشمیر کا زرخیز مُلک دے دیا تھا۔ اُس دن سے اِس پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور آج کی رسم اس کا بہترین ثبوت ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہندوستان سے واپس جانے سے پہلے مجھے یہ رسم ادا کرنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ کشمیر اور جمّوں واحد اور پیوستہ ریاست رہے۔ جس کی حکومت ایسے حکمران کے ہاتھوں میں ہو، جو اپنی قابلیّت سے باقی ہندوستان کے سامنے اپنی ریاست کا سر اونچا رکھ سکے۔

یور ہائینس! تیسری وجہ میری خوشی کی ہمارے اور آپ کے درمیان ذاتی وجہ ہے۔ میرے ہندوستان پہنچنے کے وقت آپ پہلے دیسی ریاست کے حکمران تھے۔ جنہوں نے گورنمنٹ ہاؤس کلکتہ کی سیڑھیوں پر مل کر آداب بجا لایا تھا۔ آپ کلکتہ میں میرے مہمان رہے تھے، مگر مجھے آپ کی ریاست میں آکر آپ کی شاہانہ مہمان نوازی قبول کرنے کا موقعہ نہ ملا تھا، مگر مجھے آپ سے مُلاقات کر کے اور ذاتی واقفیت حاصل کر کے ایسے مواقع ملے۔ جن سے میں نے آپ کی قابلیّت اور ذہانت کے متعلق اچھی رائے قائم کی۔ آپ کو اب اپنی قابلیّت اور ذہانت کو استعمال کرنے کا موقعہ مِل رہا ہے اور مجھے اُمید ہے کہ آپ اِس اعتماد کو جو آپ پر کیا گیا ہے اِس طرح نبھائیں گے کہ میرے بعد کسی والسرائے کو اِس بات کا افسوس نہ کرنا پڑے گا۔

ریاستِ کشمیر ایک ایسا خطّہ ہے، جس کا حکمران ہونا قابلِ رشک ہے۔ اِس کے قدرتی مناظر نے اِسے تاریخ میں مشہور بنا دیا ہے اور اِس کی سیاحت کے لئے دُور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ اِس میں محنتی اور جفاکش لوگ آباد ہیں۔ اس کے صنعتی ذرائع پہلے ہی ترقّی کی طرف جا رہے ہیں اور ان میں مزید ترقّی کی گنجائش ہے۔ ریاست کے مالیات کا حساب و کتاب ٹھیک طور پر رکھا جاتا ہے۔ بندوبست ایک منصفانہ طریق پر کیا گیا ہے اور اِس کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مالیات میں قابلِ قدر اضافہ ہو رہا ہے۔ مستقبل قریب ہی میں اِس کو ہندوستان کے ساتھ بذریعہ ریلوے ملا دیا جائے گا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اِس ریلوے کے متعلق میں نے آپ کو کلکتہ میں ۱۸۹۹ء میں سرکاری طور پر مشورہ دیا تھا۔ گو اب سات سال کا عرصہ گذر چکا ہے مگر مجھے خوشی حاصل ہوئی ہے کہ اب یہ سکیم مکمل ہو چکی ہے۔ اِس ریلوے کے اخراجات کے متعلق گورنمنٹ آف انڈیا اور ریاست جموں و کشمیر کے حصّہ اخراجات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ روپیہ بھی موجود ہے۔ اب صرف یہ کام شروع کرنا باقی رہ گیا ہے۔ آپ کی ریاست میں ایک ایسی پہاڑی سرحد شامل ہے، جہاں مختلف اقوام آباد ہیں اور اِس سرحد کی حفاظت کر کے آپ ہندوستان کے ڈیفنس کے لئے بیش بہا خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میرا اشارہ کشمیر امپیریل سروس افواج کی طرف ہے۔ جس کے لئے آپ کو بجا طور پر فخر ہے اور جن کی اعلیٰ خدمات کی وجہ سے آپ کو برطانوی جرنیل کا اعلیٰ خطاب حاصل ہوا ہے۔

یہ ہے اُس ریاست کی کیفیت جس کی باگ ڈور اَب آپ کے ہاتھوں میں دی جا رہی ہے۔ ریاست کی کونسل جو گذشتہ ۱۶ برس سے ریاست کا اِنتظام کرتی آئی ہے۔ آج سے توڑ دی جاتی ہے اور اس کے اِختیارات واجبی گارنٹی کے تحت آپ کے حوالے کئے جاتے ہیں۔ آپ کے فرائض کی انجام دہی میں آپ کو راجہ سر امر سنگھ کی امداد حاصل ہوگی، جو آپ کے چیف منسٹر اور دستِ راست ہوں گے۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ آپ کے پورے طور پر وفادار رہیں گے اور آپ بھی اُن پر اعتماد رکھیں گے۔ تمام اہم معاملات میں آپ برطانوی ریذیڈنٹ کی رائے پر اعتماد رکھیں گے اور آپ ریذیڈنٹ کے تجربہ کا فائدہ اُٹھائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے اختیارات کا اِستعمال اُیسے طریقہ سے کریں گے کہ گورنمنٹ آف انڈیا کا وہ یقین جو آپ پر کیا گیا ہے۔ صحیح ثابت ہو اور آپ کی رعایا خوش حال ہو اور آپ کی عزّت بڑھے۔ آپ ایک ایسی ریاست کے حکمران ہیں۔ جس کا بیشتر حصّہ آبادی آپ کے مذہب سے مختلف مذہب رکھتا ہے اور ان کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

لئے آپ کی پالیسی نہائت منصفانہ ہونی چاہئے۔ آپ ایک ایسی ریاست کے حکمران ہیں جس کے کاشتکار غریب ہیں اور اِن کی نسبت آپ کو لمبا اوقات نرم دلی سے کام لینا پڑے گا۔ آپ ایک ایسی ریاست کے حکمران ہیں، جو دُنیا میں مشہور ہے۔ اِس لئے آپ کو اِس

کے نظام کو اعلیٰ معیار پر لانا ہوگا۔ آخر میں یہ کہ آپ ایک ایسی ریاست کے حکمران ہیں جس کا مستقبل نہائت شاندار ہے اور مجھے اُمید ہے کہ آپ اِس آدرش کو سامنے رکھتے ہوئے مہاراجہ جموں و کشمیر کے قابل عزّت خطاب کو دُنیا میں روشن کریں گے۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ترجمہ تقریر

ہز اکسیلنسی لارڈ چیمسفورڈ وائسرائے ہند

ترجمہ تقریر جو وائسرائے نے ۲۱ - مارچ ۱۹۲۱ء کو اس دعوت کے موقع پر کی، جو اُن کے اعزاز میں سرکار والا نے جموں میں دی۔

"یہ دُوسرا موقعہ ہے کہ مجھے آپ کی ریاست میں آنے کی خوشی نصیب ہوئی ہے۔

مَیں پہلی دفعہ ۱۹۱۸ء کے موسم خزاں میں کشمیر آیا تھا اور اُس وقت کی یاد میرے دل میں کشمیر کے دلفریب قُدرتی نظّاروں اور اتحادیوں کی فوجوں کی ان قابل تعریف فتوحات سے وابستہ ہے۔ جو اِس سال کے ماہ نومبر کی عارضی صُلح سے پیشتر حاصل ہوئی تھیں اور اِن دِل خوش کُن واقعات کو از سرِ نو میرے دِل میں تازہ کرتی ہے۔

اب بھی میرا جمّوں آنا مبارک ہی ہے۔ قلمرو جمّوں وہ علاقہ ہے۔ جہاں سے اُٹھ کر چند جواں مرد اُولوالعزم ڈوگروں نے گذشتہ صدی کے پہلے حصّہ میں سرکار والا کے دادا کی زیر سرکردگی گرد و نواح کے علاقہ میں فتوحات کا بازار گرم کر رکھا تھا میرا آنا ایک خاص اہمیّت رکھتا ہے کیونکہ مَیں سرکار والا کو حکومت کے وہ کُل اختیارات جن سے سرکار والا مدار عنانِ حکومت کو ہاتھ میں لینے کے بعد بہ رضا و رغبت خود دست بردار ہو گئے تھے۔ واپس دینے کے لئے آیا ہوں۔ بلکہ اِن سے بھی بڑھ کر سرکار والا کو وہ مکمّل طاقتیں جن کا حق استعمال آپ کے آبا و اجداد کو نہ تھا دینے آیا ہوں۔ یہ اختیارات عرصہ سے سرکار والا کو بتدریج دیئے جا رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلی قسط ۱۹۰۵ء میں دی گئی تھی۔ اِس وقت تمام انتظامیہ اختیارات جو ایک کونسل

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے ہاتھ میں تھے۔ سرکار والا کو چند ضروری شرائط کی پابندی لگا کر دیئے گئے تھے۔ بعد ازاں اپنی گذشتہ آمد پر ان شرائط کو اور بھی ڈھیلا کر دیا گیا تھا اور اب میرے آنے کا مقصد ان شرائط کو بالکل دور کرنے کا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے میں ہز میجسٹی کی اس پالیسی کی تقلید کر رہا ہوں جو بقول میرے معزز و قابل پیشرو لارڈ کرزن یہ ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کے وقار و سیاست کی نگہداشت برٹش گورنمنٹ کا ایک اہم اور مقدس فرض ہے۔ دوسری بات جس نے میری اس آرزو کو ابھارا ہے۔ یہ ہے کہ ریاست کشمیر کی وہ قابل قدر خدمات جو اس نے گذشتہ جنگ میں سرانجام دی ہیں، وہ قابل قدر ہیں۔ دوران جنگ میں تمام ہندوستانی ریاستوں نے اپنے اظہار عقیدت میں جو نمایاں خدمات کی ہیں، وہ بھولی نہیں جا سکتیں بہت سے رؤساء اور راجوں نے تو بہ نفس نفیس معرکوں میں حصہ لیا اور ہر ایک نے دریا دلی سے ہماری اس آڑے وقت میں فوج اور روپیہ سے مدد کی، لیکن رنگروٹوں کی بھرتی دینے میں ریاست کشمیر خاص کر صفِ اوّل میں ہے۔ اکتیس ہزار رنگروٹوں میں سے جو ہندوستانی فوج میں ایّامِ جنگ میں بھرتی ہوئے، کشمیر سروس فوجوں کی تعدادِ سپاہاں بلا کم وکاست چھ ہزار رہی، جو ہماری مشترکہ آفت میں ایک قابل ذکر مدد تھی۔

علاوہ ازیں بے شمار طریقوں سے سرکار والا نے جو امداد اور قربانی انگریزی راج کے لئے کی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ کیونکہ بادشاہ سلامت نے ان خدمات حسنہ کا اعتراف پہلے ہی موزوں الفاظ میں کرتے ہوئے ان کے صلہ میں سرکار والا کو "گرانڈ کراس آف برٹش امپائر" کا خطاب اور اکیس توپ کی سلامی کا اعزاز مرحمت فرمایا تھا۔

سرکار والا کی نمک حلالی اور وفاداری ایک امر مسلّمہ ہے۔ سرکار والا کی ریاست ہی روئے زمین پر ایک ایسا قطعہ ہے جو کہ اپنی حدود پر جنگ و جدل کے رونما ہونے اور نیز بنت نئے جنگ ہونے کی افواہوں کی موجودگی اور تمام ملک میں اندرونی بے چینی کی لہر اُٹھنے کے باوجود۔ کسی قسم کی بدامنی کا شکار نہ ہوئی اور نہ ہی دُوسرے ممالک کے ناخوش گوار حالات کو اپنی حدود میں اثرانداز

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہونے دیا۔

برٹش گورنمنٹ ناشکرگذاری کی مجرم ہوتی اگر ان مستحسن خدمات کے ہوتے ہوئے بھی جو ریاست کشمیر کے حکمران نے سلطنت برطانیہ کی کی ہیں۔ وہ اُسے کامل اختیار دینے میں جن کا کہ حکمران واجب طور پر حقدار ہو گیا ہے۔ کسی قسم کا پس وپیش کرتی۔ مجھے پورا بھروسہ ہے کہ سرکار والا اس اہم ذمہ داری کو جو کہ آپ کے کندھوں پر رکھی گئی ہے۔ بجالانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے اور کسی طرح بھی اپنے آپ کو اس کے نااہل ثابت نہیں کریں گے۔ سرکار والا کے طویل عہدِ حکومت میں جس میں خوش قسمتی سے ہمیشہ آپ کو اپنے قابل منتظم اور نمک حلال اہل کاروں اور مشیروں کی قیمتی رائے کے ساتھ ساتھ برٹش گورنمنٹ کے مقامی نمائندے کی دانشمندانہ صلاح ومشورہ کا بھی فائدہ ملتا رہا ہے۔ ریاست کشمیر نے ایک غیر معمولی ترقی کی ہے۔ آپ کی رعایا آسودہ حال ہے۔ حصولِ تعلیم میں بہت سی سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ طبی امداد کے لئے بھی بیش بہا رعائتیں رعایا کو حاصل ہیں۔ محکمہ جنگلات کا نہائت اعلیٰ اور فائدہ بخش طریقوں پر قائم کیا جانا ریاست کی خوش حالی کا ایک بڑا سبب ہے۔ بجلی پیدا کرنے کے کارخانے کھولے گئے ہیں۔ ذرائع آمد و رفت اور رسل و رسائل بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ بہت سی اصلاحات ریاست کی انتظامیہ حکومت میں رائج کی گئی ہیں اور مجھے کامل اُمید ہے کہ آئندہ بھی سرکار والا اس شہرت کو برقرار رکھیں گے۔ کیونکہ اس میں کلام نہیں کہ سرکار والا کی مسلسل کوشش اپنی رعایا کی فلاح وبہبود کے لئے جاری رہی ہے۔

یہ ہو سکتا ہے کہ اس کوشش کو کامیاب بنانے کے لئے اور ضرورتِ وقت کو بخوبی سمجھتے ہوئے سرکار والا یہ مناسب سمجھیں کہ حکومت ریاست کی بنیاد ایک ایسے وسیع پیمانہ پر رکھیں جس سے کہ آپ اپنی رعایا دونوں ہندو اور مسلمانوں کو نظم و نسق ریاست میں شریک کر سکیں۔ اگر سرکار والا کبھی اس کو عملی جامہ پہنانے کی ٹھانیں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ سرکار والا میرے ایجنٹ کرنل ونڈھم کو ایسا ہی صادق دوست تصور کریں گے، جیسا کہ اس کے پیشرو کرنل بینر مین کو کرتے رہے ہیں اور ان

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کی رائے سے بوقت ضرورت مستفید ہوں گے
اور خاص کر تمام مشکل عُقدوں کے حل کرنے
اور سرحدی معاملات کے متعلق سوچنے اور
انتظامِ ریاست میں اہم تبدیلی کرنے کے
موقعوں پر اُس کے قیمتی مشوروں سے
بہرہ اندوز ہوں گے۔

اَب مَیں اعلان کرتا ہُوں کہ تمام اختیارات
حکمران ریاست کشمیر میرے وفادار اور
قابل اعتبار دوست لفٹننٹ جنرل ہز ہائینس
مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ جی، سی ایس آئی،
جی۔سی۔آئی۔ای، جی۔بی۔ای، ایل۔
ایل۔ڈی کو دیئے گئے ہیں اور میری
الیشور کی درگاہ میں پرارتھنا ہے کہ
الیشور سر وشکتی مان سرکار والا کے ان
بھاری فرائض کی ادائیگی میں جو ان کے
اختیارات کا لازمی نتیجہ ہوگی، رہنمائی اور سہائتا کریں۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

عہد لفٹننٹ جنرل ہز ہائینس راج راجیشور مہاراج ادھیراج

مہاراجہ ہری سنگھ جی بہادر

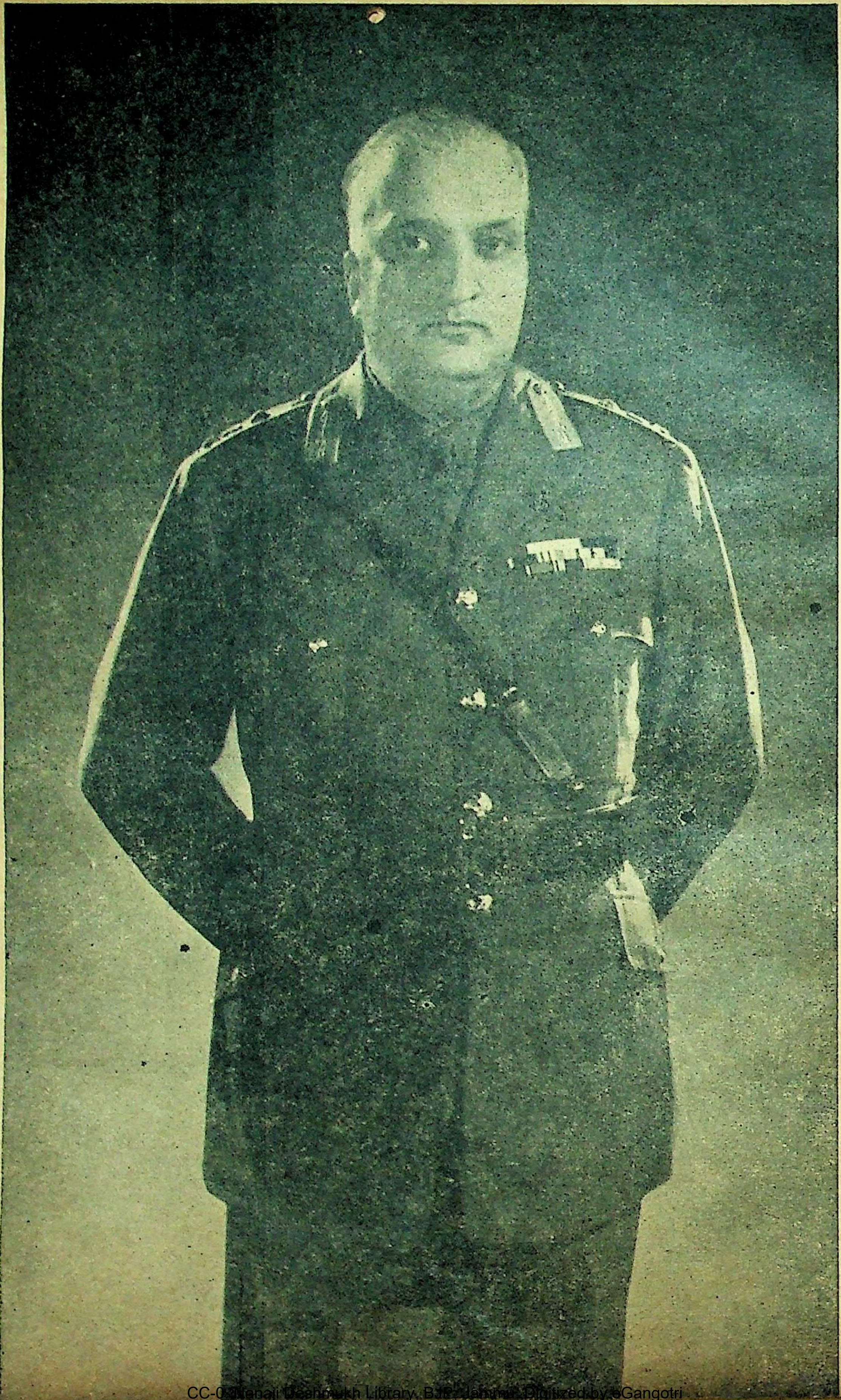
اِندر مہندر سپر سلطنتِ انگلشیہ جی ۔سی۔ ایس ۔آئی ، جی ۔سی۔ آئی ۔ای ، جی۔ سی۔ وی۔ او، ایل ایل۔ ڈی

از ابتداء ۱۹۲۵ء

ہز ہائینس مہاراجہ ہری سنگھ جی سرگباشی مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے پڑپوتے اور سرگباشی جنرل راجہ سر امر سنگھ جی کے سپتر ہیں۔ آپ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے تھے اور شروع ہی سے یورپین اور ہندوستانی اُستادوں سے تعلیم پاتے رہے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ میو کالج اجمیر میں تعلیم پانے کی غرض سے داخل ہوئے۔ اِس کورس کے اختتام پر آپ ملٹری ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے امپیریل کیڈٹ کور (IMPERIAL CADET CORPS) ڈیرہ دُون میں داخل ہوئے۔ ابھی آپ بیس برس کے بھی نہ ہوئے تھے۔ جب مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے آپ کو ۱۹۱۵ء میں ریاست کی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کیا۔ بحیثیت کمانڈر انچیف آپ نے ریاستی افواج کو اعلیٰ ٹریننگ دی اور انہیں جنگ میں جانے کے قابل بنایا۔ چنانچہ ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ میں ریاستی افواج کو میدانِ جنگ میں بھیجنے اور اِن کے انتظامات میں آپ نے نہائت دانشمندی دکھائی۔ ۱۹۲۲ء میں جب مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے ریاست کے نظم ونسق کے لئے ایک کونسل بنائی تو جنرل راجہ سر ہری سنگھ جی کو کونسل کا سینئر منسٹر مقرر کیا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کی وفات کے بعد ۱۹۲۵ء میں آپ گدی نشین ہوئے اور آپ کا راج تلک ماہ فروری ۱۹۲۶ء میں بڑی دھوم دھام سے بمقام جموں ہوا۔

مہاراجہ بہادر کی پہلی شادی ۱۹۷۰ بکرمی میں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

170

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست دھرم پور (کاٹھیاواڑ) کی راجکماری سے ہوئی تھی، مگر ایک سال کے بعد رانی صاحبہ فوت ہو گئیں۔

دوسری شادی ۱۹۷۲ بکرمی میں ریاست چمبہ کی راجکماری سے ہوئی جن کے انتقال کے بعد تیسری شادی ریاست دھرم پور (کاٹھیاواڑ) کی دوسری راجکماری سے ۱۹۸۰ بکرمی میں ہوئی۔ یہ مہارانی صاحبہ بھی سرگباش ہو گئیں۔ چوتھی شادی خاندان کوٹچ (کانگڑہ) میں ہوئی جن کے بطن سے ۱۹۳۱ء میں یوراج شری کرن سنگھ جی کا جنم ہوا۔

گدی نشین ہوتے ہی مہاراجہ بہادر نے زمینداروں کے حق میں بہت سی مراعات کا اعلان کیا۔ ایک رعایت یہ تھی کہ مالکان اراضی کو ایسی اراضیات سے جن پر مالیہ لگایا گیا تھا۔ شاہی درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا۔ زمیندار جنگلات سے گری ہوئی لکڑی سال میں صرف تین ماہ لے سکتے تھے، مگر مہاراجہ بہادر نے ان کو سال بھر ایسی لکڑی اٹھانے کی اجازت دے دی۔

ایسے دیہات میں جہاں شاملات رقبہ نہ تھا۔ زمینداروں کو اراضیات خالصہ میں سے اپنی اراضیات میں سونی صدی رقبہ شامل کرنے کی اجازت دے دی۔ ریاست میں صنعتی سکولوں کی تعداد بڑھانے کے احکام صادر کئے گئے اور سکولوں اور ہسپتالوں کی تعداد بڑھانے کے لئے بھی احکام جاری کئے گئے۔ علاقہ کنڈی میں پینے کے پانی کی بہم رسانی کے لئے سرکار والا نے خاص احکام جاری کئے۔ اسی طرح جموں میں توی پر نیا پل تعمیر کرنے کے احکام جاری کئے گئے۔

نظام حکومت

۱۹۲۶ء میں مہاراجہ بہادر نے ملکی انتظام کے لئے ایک نئی کونسل بنائی۔ جس کے ممبر مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ ہز ایکسیلینسی بینرجی فارن اور کامرس منسٹر۔

۲۔ میجر جنرل رائے بہادر جنک سنگھ جی آرمی اور ریونیو منسٹر۔

۳۔ خان بہادر مولوی نذیر احمد ہوم اور جوڈیشل منسٹر۔

۴۔ مسٹر جی۔ ای۔ سی ویکفیلڈ پولیس اور پبلک ورکس منسٹر۔

۵۔ لالہ تلسی رام فائننس منسٹر۔

۶۔ مسٹر پی۔ کے۔ وائل منسٹر ان ویٹنگ۔

ریاستی باشندگان کے حقوق کا تحفظ

کونسل کے سنیئر ممبر کی حیثیت ہی میں آپ نے ریاستی باشندگان کی حالت کو بہتر بنانے کی تجاویز بنائیں اور یہ احکام صادر فرمائے کہ ریاستی ملازمتوں میں باشندگان ریاست ہی کو ترجیح دی جایا کرے اور اس غرض کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی کہ وہ "رعایائے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست جموں وکشمیر" کی تعریف کا فیصلہ کرے کہ کون کون سے لوگ "رعایائے ریاست" تصور ہوں گے۔ اس کمیٹی کی تجاویز منظور کی گئیں اور احکام صادر کئے گئے۔ جن کی رُو سے ریاستی باشندگان کے حقوق محفوظ کئے گئے۔

۱۹۲۳ء میں ایک کمیٹی اس غرض کے لئے بنائی گئی کہ یہ مختلف محکمہ جات کے لئے ریاستی باشندگان کی ٹریننگ کی تجاویز کرے تاکہ ریاستی باشندگان کو وظیفے دے کر ان محکموں کی ملازمت کے قابل بنایا جاسکے۔ ۱۹۲۷ء میں اس کمیٹی کو دوبارہ تشکیل دی گئی اور اس کا نام سکالرشپ سلیکشن بورڈ رکھا گیا۔ گذشتہ جنگ سے پہلے تیس باشندگان ریاست جن کا انتخاب بورڈ نے کیا تھا۔ یورپ اور امریکہ میں جا کر سول انجنیرنگ، میڈیکل، ویٹرنری، جنگلات، ادویات کی تیاری، ریشم سازی، چھاپہ خانہ وغیرہ کی ٹریننگ حاصل کر چکے تھے۔ اسی طرح ہندوستان میں تین صد سے زیادہ ریاستی باشندگان ٹریننگ حاصل کر چکے تھے اور ان کا بیشتر حصہ اَب مختلف محکموں میں ملازم ہے۔ ۱۹۳۷ء سے ریاست کی بجٹ میں ایسے ریاستی باشندگان کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے قرض دینے کا انتظام کیا گیا ہے، جو اپنے خرچ پر ٹریننگ حاصل کرنا چاہیں۔

ریاستی ملازمتیں

مہاراجہ بہادر نے ایک حکم کے ذریعے تمام محکموں کے افسروں کو ہدائت کی ہوئی ہے کہ جن فرقوں کی نمائندگی ملازمتوں میں کم ہے۔ اُن کو مناسب حصہ دیا جائے۔ مہاراجہ بہادر کے گدی نشین ہونے کے وقت سے اس پالیسی پر عمل کیا جا رہا ہے۔

۹۔ جولائی ۱۹۳۱ء کو مہاراجہ بہادر نے ایک اعلان کے ذریعے یہ واضح کیا تھا کہ سرکاری ملازمتوں میں گو ایڈمنسٹریشن کی بہتری اور پبلک سروس کے معیار کو قائم رکھنے کا خیال مقدم رکھا جائے گا۔ تاہم گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہوگی کہ تمام اقوام کو ملازمتوں میں مناسب نمائندگی دی جائے اور کسی کو بھی زیادہ حصہ نہ دیا جائے۔ گلانسی کمیشن کی رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کا ملازمتوں میں حصہ بڑھانے کے لئے خاص اقدام کیا گیا اور ملازمتوں کے لئے نئے قواعد مرتب کئے گئے۔ گذشتہ بارہ برس کے عرصہ میں مسلمانوں کی نمائندگی سرکاری ملازمتوں میں بہت بڑھ گئی ہے۔ اپریل ۱۹۴۴ء میں ریاست کے کل اعلیٰ ملازمین میں سے جن کی تعداد ۱۲۳۴۵ تھی، ۴۲۱۹ مسلمان تھے۔ اس کے مقابلہ میں ۱۹۳۲ء میں ۸۶۸۳ ملازمان سرکار میں سے ۲۰۵۲ مسلمان تھے۔ ادنیٰ ملازمین جن

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کی تعداد اپریل ۱۹۴۲ء میں ۸۲۶۶ تھی۔ اِن میں سے ۳۸۶۸ مسلمان تھے۔ اِس کے مقابلہ میں اپریل ۱۹۴۳ء میں کل ادنیٰ ملازمین کی تعداد ۸۳۴۰ تھی جن میں سے ۳۵۴۲ مسلمان تھے۔ گزیٹڈ ملازمتوں میں بارہ برس کے عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد ۵۵ سے ۱۵۰ ہو گئی ہے۔ اس طرح گزیٹڈ عہدوں میں مسلمانوں کی نمائندگی میں ۱۷۳ فی صدی کا اضافہ ہو چکا ہے اور باقی ملازمتوں میں ان کا حصّہ چالیس فی صدی ہے۔

گلانسی کمیشن

ریاست میں ۱۹۳۱ء کے فرقہ وارانہ فسادات کے بعد مہاراجہ بہادر ایک کمیشن کا تقرر عمل میں لائے جس کے صدر مسٹر بی۔ جے۔ گلانسی (موجودہ گورنر بہادر پنجاب) تھے۔ اِس کمیشن کے چار غیر سرکاری ہندو مُسلم ممبر تھے اور اس کی غرض وغائت یہ تھی کہ رعایا کی شکایات کی چھان بین کرے۔ کمیٹی نے کئی تجاویز پیش کیں، جو سرکار والا نے منظور فرمائیں۔ ایسی مذہبی عمارتوں کے متعلق جو گورنمنٹ کے قبضہ میں آ چکی تھیں۔ یہ حکم دیا گیا کہ اگر کوئی فرقہ ان پر اپنا حق ثابت کر سکے تو اُس کے حوالہ کر دی جائیں۔ سرکاری ملازمتوں کے لئے کم از کم قابلیت کا معیار مقرر کیا گیا۔ جو مختلف قسم کی ملازمتوں کے لئے ضروری تھا۔

تیسری اہم رعائت جس کا اعلان سرکار والا نے کیا وہ یہ تھی کہ جن زمینداروں کو اپنی زمینوں میں حق ملکیت عطا نہ تھا۔ اُن کو یہ حق دیا گیا۔ گو کمیشن نے یہ سفارش کی تھی کہ حق ملکیت دیتے وقت سرکار والا نذرانہ وصول کر سکتے ہیں۔ مگر سرکار والا نے ازراہِ مہربانی نذرانہ کی رقم جس کا تخمینہ بیس لاکھ روپیہ تھا، معاف کر دی۔ سرکار والا کے پرائیویٹ ڈیپارٹمنٹ سے جو گاؤں ریاست میں شامل کئے گئے۔ اُن کو بھی یہ رعائت دی گئی۔

تحریر و تقریر کی آزادی

ایک اور اہم اعلان جو سرکار والا کی طرف سے کیا گیا۔ اس کی رُو سے ریاست میں تحریر و تقریر کی پابندیاں ہٹالی گئیں۔ ریاست کا پریس ایکٹ برطانوی ہند کے پریس ایکٹ کے مطابق بنایا گیا۔ اِس وقت ریاست میں ۶۰ سے زیادہ اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ مہاراجہ بہادر کے گدّی نشین ہونے سے پہلے، صرف اخبار "رنبیر" ہی ریاست سے شائع ہوتا تھا۔

مجلس قانون ساز (پرجا سبھا)

رعایا کی شکایات وغیرہ کی تحقیقات ختم کرنے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے بعد مسٹر بی۔ جے گلانسی کو ایک ریفارمز کانفرنس کا پریذیڈنٹ مقرر کیا گیا۔ سرکار والا نے یہ خواہش ظاہر کی کہ رعایائے ریاست کو نظم ونسق میں شامل کیا جائے۔ اس کانفرنس کی رپورٹ پیش ہونے کے بعد مہاراجہ بہادر ایک فرنچائز کمیشن کا تقرر عمل میں لائے جس کے صدر سر برجور دلال تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء میں پرجا سبھا کا قیام عمل میں لایا گیا تقریباً چھ فی صدی رعایا کو حق رائے دہندگی دیا گیا۔ پرجا سبھا کے کل ممبروں کی تعداد ۷۵ تھی جن میں سے ۶۰ غیر سرکاری ممبر بشمول ۳۳ منتخب ممبروں کے تھے۔

۱۹۳۹ء میں مہاراجہ بہادر نے آئینی ترقی کی طرف ایک مزید قدم اٹھایا اور منتخب ممبروں کی تعداد ۳۳ سے ۴۰ کر دی ۔ پرجا سبھا کو اپنا ڈپٹی پریذیڈنٹ منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا۔ منسٹروں کے ساتھ غیر سرکاری ممبروں کا تعاون حاصل کرنے کی غرض سے غیر سرکاری ممبروں میں سے انڈر سیکریٹریوں کے تقرر کا اعلان کیا گیا۔ پرجا سبھا کو بجٹ کے ان حصوں پر جو محفوظ رکھے گئے تھے، ووٹ دینے کا حق دیا گیا۔ پرجا سبھا کو تمام ٹیکس وغیرہ عائد کرنے کے متعلقہ قوانین وضع کرنے کا حق دیا گیا۔

اس اعلان کے بعد مہاراجہ بہادر نے ریاست کے CONSTITUTION ACT دستور اساسی کا منظور فرمایا۔ جس میں ریاست کی گورنمنٹ، مجلس قانون ساز اور محکمہ عدل و انصاف کے لئے ضابطہ مقرر فرمایا۔ اس وقت ریاست کی گورنمنٹ اسی دستور اساسی کے ماتحت چل رہی ہے۔ اس لئے اس دستور اساسی کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

ہز ہائینس کے ذاتی اختیارات

باوصف کسی امر مندرجہ ایکٹ ہذا یا کسی دیگر ایکٹ کے جملہ اختیارات متعلق وضع قوانین صیغہ انتظامات اور عدالتی معاملات متعلقہ ریاست اور حکومت ریاست کی نسبت قرار دیا گیا کہ وہ ہمیشہ اور بدستور ہز ہائینس کے ذاتی اقتدار کے تحت ہوں گے، جیسے کہ وہ اب تک تھے اور کوئی امر ہز ہائینس کے حق اختیار شاہی دربارہ وضع قوانین، اجرائے اعلانات و احکام اور آرڈیننس پر جن کا اختیار ہز ہائینس کو حاصل ہے، اثر انداز نہ ہوگا۔

انتظام ملکی کے بارہ میں کونسل کے اختیارات

سرکار والا کے شاہی اختیارات کے تابع ریاست کے نظم ونسق سے متعلق نگرانی، رہنمائی اور ضبط وحکومت کا اختیار کونسل کو دیا گیا۔

کونسل وزیر اعظم اور ایسے دیگر وزرائے ریاست پر مشتمل ہوگی، جو سرکار والا بذریعہ فرمان شاہی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



شاہی جلوس

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مقرر فرمائیں۔ وزیر اعظم اور دیگر وزراء ہز ہائینس کے حضور میں ذمہ دار ہوں گے اور اُس وقت تک اپنے عہدوں پر متمکن رہیں گے۔ جب تک کہ ہز ہائینس پسند فرمائیں۔ وزیر اعظم کونسل کے پریذیڈنٹ ہوں گے۔

مجلسِ وضع قوانین

پرجا سبھا مجاز ہے کہ تمام ریاست یا اُس کے کسی حصّہ اور تمام رعایائے ہز ہائینس کے لئے جہاں کہیں بھی وہ ہو، قوانین وضع کرے۔ چند معاملات پرجا سبھا کے دائرہ اختیارات سے محفوظ رکھے گئے ہیں، مثلاً

۱۔ ہز ہائینس یا کسی رُکن شاہی خاندان کے خانگی معاملات۔

۲۔ ایسے تعلّقات، عہدنامہ جات، معاہدات جو ریاست اور ملکِ معظم یا حکومتِ ہند وغیرہ کے ساتھ موجود یا نافذ ہوں یا آئندہ قائم کئے جائیں یا وضع کئے جائیں۔

۳۔ معاملات متعلقہ حکمتِ عملی سرحدات۔

۴۔ افواج ریاست کی تنظیم اور اہتمام وغیرہ۔

پرجا سبھا کے اجلاس میں تمام سوالات کا تصفیہ کثرت رائے سے ہوتا ہے۔ پرجا سبھا کی کاروائی کے لئے ممبروں کے $\frac{1}{5}$ حصّہ کی حاضری لازمی ہے۔

پرجا سبھا کے پاس کردہ قوانین کا مسوّدہ سرکار والا کی منظوری کے لئے بھیجا جاتا ہے اور آنحضور مجاز ہیں کہ وہ اِس مسوّدہ کو شرفِ منظوری بخشیں۔ یا نامنظور کریں۔ کوئی مسوّدہ قانون جو سرکار والا کی منظوری حاصل کر چکا ہو۔ جموں وکشمیر گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہونے کے بعد قانونی حیثیت حاصل کر لیتا ہے۔

پرجا سبھا کے ہر ممبر کو سوالات دریافت کرنے یا قرارداد کی تحریک کرنے کا حق حاصل ہے، مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا سوال نہ پوچھا جائے یا کسی ایسی قرارداد کی تحریک نہ کی جائے، جس کا اثر کسی فرقہ کے مذہبی حقوق، رسم ورواج، اوقاف یا ذاتی قانون پر پڑتا ہو، تاوقتیکہ اُسی فرقہ کے کسی رُکن نے ایسا سوال دریافت نہ کیا ہو، یا اُس قرارداد کی تحریک نہ کی ہو۔

ہز ہائینس کی منظوری ماقبل کے بغیر کسی ایسے مسوّدہ قانون کو پرجا سبھا میں پیش کرنے یا اُس پر غور کرنے یا پاس کرنے کا حق حاصل نہیں، جو کسی فرقہ کے مذہبی حقوق، رسم ورواج، اوقاف یا ذاتی قانون پر اثر انداز ہوتا ہو۔ ایسے قوانین کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ جس فرقہ پر یہ قانون اثر انداز ہوتا ہو۔ اُس کا $\frac{2}{3}$ حصّہ ممبر اس اجلاس میں حاضر ہو۔ اور جب تک یہ $\frac{2}{3}$ حصّہ ممبر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اس قانون کے حق میں لئے نہ دے تب تک ایسا قانون پاس نہیں ہو سکتا۔

ریاست کا امن عامہ قائم رکھنے کے لئے قانون وضع کرنے کی فوری ضرورت کے وقت کونسل مجاز ہے کہ ہز ہائینس کے حضور میں کوئی آرڈیننس گذارش کرے اور ایسا آرڈیننس ہز ہائینس کی منظوری کے بعد اتنی مدت کے لئے جو تاریخ نفاذ سے چھ ماہ سے زائد نہ ہوگی، قانونی حیثیت حاصل کرتا ہے۔

پرجا سبھا کے اختیارات دربارہ معاملات مالی

کونسل کی طرف سے ہر ایک مالی سال کی نسبت ایک نقشہ پرجا سبھا میں پیش کیا جاتا ہے جس میں ریاست کے اس سال کے تخمینہ جات آمدنی اور خرچ درج ہوتے ہیں۔ نقشہ میں اخراجات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک وہ جن کا بار ریاست کی آمدنی پر ہے یعنی CHARGED دوسرے وہ جن پر پرجا سبھا کو رائے دینے کا حق ہے۔ یعنی (VOTED) پہلی قسم کے اخراجات پرجا سبھا کے اختیارات سے محفوظ ہیں اور ان میں محکمہ ملٹری کے اخراجات، ججان ہائی کورٹ اور ارکان بورڈ مشیران معدلت (BOARD OF JUDICIAL ADRESESS) کی تنخواہیں، رقوم چندہ، عطیات اور وظیفہ جات منظور فرمودہ سرکار والا یا سیاسی اخراجات شامل ہیں۔

تخمینہ جات میں جو رقوم دیگر اخراجات کے متعلق ہوں، پرجا سبھا میں مطالبہ رقوم کی شکل میں پیش کی جاتی ہیں۔ پرجا سبھا کو اختیار ہے کہ وہ کسی مطالبہ کو منظور کرے یا اس کی منظوری دینے سے انکار کر دے یا کسی مطالبہ کو تابع تخفیف رقم کے منظور کرے۔

سرکار والا مجاز ہیں کہ اشد ضرورت کی صورتوں میں ایسے اخراجات جو آنحضور کی رائے میں ریاست یا ریاست کے کسی حصہ میں امن و امان برقرار رکھنے یا کسی محکمہ کا کام چلانے کے لئے ضروری ہوں، منظور فرمائیں۔

ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر

ریاست کا ہائیکورٹ ایک چیف جسٹس اور دو یا دو سے زیادہ دوسرے ججوں پر مشتمل ہوگا جنہیں ہز ہائینس وقتاً فوقتاً مقرر فرمائیں گے۔ ہائیکورٹ کے ججوں کے تقرر کے لئے قابلیت کا معیار دستور اساسی میں درج ہے۔ چیف جسٹس صاحب کو اختیار ہے کہ وہ اس امر کا فیصلہ کریں کہ کون جج کس مقدمہ کی سماعت کرے گا یا کون سا مقدمہ دو ججان سماعت کریں گے یا کون سا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

فل بنچ میں پیش ہوگا۔

جملہ عدالتوں کی نگرانی اور انتظام کے اختیارات ہائیکورٹ کو حاصل ہیں۔ ہائیکورٹ کو جملہ عدالتوں کے فیصلوں کی اپیل اور نگرانی کی سماعت کا اختیار ہے۔

بورڈ مشیران معدلت ہز ہائینس

(جوڈیشل ایڈوائزری بورڈ)

ہز ہائینس مجاز ہیں کہ آنحضور ایک بورڈ مقرر فرمائیں جو آنحضور کو ایسی دیوانی اور فوجداری اپیلوں کے بارے میں فیصلہ کی غرض سے مشورہ پیش کرے، جو قانون نافذالوقت کے تحت فیصلہ ہائے ہائی کورٹ کے خلاف آنحضور کے پاس پیش کئے جائیں اور نیز ایسے معاملات کے بارہ میں جو ہز ہائینس بورڈ کے پاس بغرض مشورہ بھیجنا پسند فرمائیں۔

ریاست میں یہ بورڈ وہی فرائض سرانجام دیتا ہے جو برطانوی ہند کی صورت میں لندن کی جوڈیشل ایڈوائزری کمیٹی۔

حلف وفاداری وزراء

پرائم منسٹر اور دیگر منسٹروں کو اپنا عہدہ سنبھالنے سے پہلے مندرجہ ذیل حلف لینا پڑتا ہے:-

"میں (نام) جو بطور منسٹر مقرر ہوا ہوں۔ حلف لیتا ہوں کہ میں ہز ہائینس شری مہاراجہ ہری سنگھ جی بہادر اندر مہندر سپیر سلطنت انگلشیہ جی، سی، ایس، آئی، وغیرہ وغیرہ والئے جموں وکشمیر، حضور ممدوح کے ورثاء اور جانشینوں کی وفاداری اور صحیح اطاعت میں ثابت قدم رہوں گا اور کہ میں اُس فرض کو جو میرے سپرد ہونے والا ہے، دیانتداری سے سرانجام دوں گا۔

"میں مزید صدق دلانہ حلف لیتا ہوں کہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی شخص یا اشخاص کو اُس معاملہ سے مطلع نہ کروں گا اور نہ اُس پر ظاہر کروں گا، جو میرے غور کے لئے آئے یا بطور منسٹر میرے علم میں آئے۔ ماسوائے ایسی حالت کے کہ مجھ کو ایسے منسٹر کی حیثیت سے سرانجام دہی فرائض کے سلسلے میں بصورت خاص ہز ہائینس کی اجازت سے اس طرح کرنے کی ضرورت ہو۔"

اسی طرح جوڈیشل ایڈوائزری بورڈ اور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس یا ہائیکورٹ کے ججوں کو مندرجہ ذیل حلف لینا پڑتا ہے:-

"میں (نام) جو ممبر جوڈیشل ایڈوائزری

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

لورڈ (چیف جسٹس) (جج ہائیکورٹ) مقرر ہوا ہوں۔ صدق دلانہ حلف لیتا ہوں کہ مَیں ہز ہائینس راج راجیشور مہاراج ادھیراج شری مہاراجہ ہری سنگھ جی بہادر اندر مہندر سپر سلطنت انگلشیہ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی وغیرہ وغیرہ والئے جموں و کشمیر، حضور ممدوح کے ورثاء اور جانشینوں کی وفاداری اور صحیح اطاعت میں ثابت قدم رہوں گا اور مَیں اُن فرائض کو جو میرے سپرد ہونے والے ہیں، اپنی بہترین قابلیت، علم اور قوتِ فیصلہ کے مطابق سرانجام دُوں گا اور مُلک کے قانون اور رسم ورواج کے مطابق عدل گستری میں کسی خوف، رعایت، جانب داری یا عناد سے کام نہ لُوں گا۔"

پاپولر منسٹر

۲۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو مہاراجہ بہادر نے ایک مزید ریفارم کا اعلان کیا۔ یہ شاہی اعلان پریذیڈنٹ صاحب پرجا سبھا نے اجلاس میں پڑھ کر سُنایا۔ اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

"اپنی رعایا کو ریاست کے نظم ونسق میں مزید حصّہ دینے کی پالیسی کے پیشِ نظر بنائت غور وخوض کے بعد مابدولت نے فیصلہ کیا ہے کہ پرجا سبھا کو اپنے ممبروں میں سے چھ ممبروں (جن میں سے تین مسلمان ہوں) کی ایک فہرست کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے۔ جن میں سے تین صُوبہ جموں سے ہوں اور تین صُوبہ کشمیر (بشمول فرانٹیئر ڈسٹرکٹ) سے۔ پرجا سبھا ان چھ ممبروں کے انتخاب کا طریقہ خود مقرر کرے گی اور سرکاری ممبر اس کاروائی میں حصّہ لینے کے مجاز نہ ہوں گے۔ اس منتخب کردہ فہرست میں سے مابدولت دو (ایک ہندو اور دُوسرا مُسلمان) کو اپنا منسٹر مقرر کریں گے ان منسٹران کو وہ محکمے سپرد کئے جائیں گے جو مابدولت فیصلہ کریں۔ یہ منسٹر وہی تنخواہ پائیں گے جو عام طور پر منسٹروں کو دی جاتی ہے۔ جبتک کہ پرجا سبھا خود ہی اس تنخواہ میں تبدیلی نہ چاہے اور اس صورت میں پرجا سبھا اپنی سفارش مابدولت کی منظوری کے لئے بھیج دے گی۔ جو منسٹر مقرر کئے جائیں گے۔ وہ مابدولت کے منشاء کے مطابق عرصہ کے لئے یا دو برس کے لئے اپنے عہدہ پر قائم رہیں گے۔ اس کے بعد اگر وہ پرجا سبھا کے ممبر برقرار رہیں تو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

وہ دوبارہ منسٹر مقرر کئے جاسکتے ہیں۔

ماہدولت یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ یہ قدم جو ماہدولت نے اُٹھایا ہے محض ایک تجربہ ہے اور اگر اس تجربہ سے وہ مقصد پورا نہ ہوا جو ماہدولت کے خیال میں ہے، تو ماہدولت اس کی ترمیم کرنے کے مجاز ہوں گے۔"

اس اعلان کی تعمیل میں پرجا سبھا کے غیر سرکاری ممبروں نے چھ ممبروں کی ایک فہرست سرکار والا کی خدمت میں بھیج دی اور سفارش کی کہ ان پاپولر منسٹروں کی تنخواہ ۱۶۰۰ روپیہ ماہوار مقرر کی جائے۔ چنانچہ سرکار والا نے آنریبل مسٹر ایم، اے بیگ اور آنریبل وزیر گنگا رام کو منسٹر مقرر فرمایا ہے۔ آنریبل مسٹر بیگ پبلک ورکس منسٹر بنے اور ان کے ماتحت پبلک ورکس، میونسپل کمیٹیاں، ٹاؤن ایریا، برطانوی ہند میں واقع جائیداد، سٹیشنری اور چھاپہ خانہ کے محکمہ جات ہوئے۔ آنریبل وزیر گنگا رام ہوم منسٹر بنے اور ان کے ماتحت محکمہ تعلیم، محکمہ آثار قدیمہ، عجائب گھر، لائبریریاں، شفاخانے، جیل، اگریکلچر، حیوانات کے ہسپتال اور کواپریٹو کے محکمہ جات ہوئے۔

محکمہ عدل و انصاف

مہاراجہ بہادر نے گدی نشین ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد ریاست کے محکمہ عدل و انصاف کی تنظیم کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ چنانچہ ۱۹۲۸ء میں ریاست کے لئے ایک ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر کا قیام عمل میں لایا گیا، جو ایک چیف جسٹس اور دو ججوں پر مشتمل تھا۔ ریاست کے پہلے ہائیکورٹ کے ججوں کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ لالہ کنور سین صاحب ایم، اے بارایٹ لاء چیف جسٹس۔

۲۔ رائے بہادر دیوان لودھراج ساہنی بی، اے، ایل، ایل، بی (لینینٹ)، بی، سی، ایل (آکسفورڈ) بارایٹ لاء۔

(۳) خان صاحب آغا سعید حسین صاحب۔

۱۵ بیساکھ ۱۹۸۵ بکرمی کو ہائی کورٹ کی رسم افتتاح منائی گئی۔ یہ رسم مشیر مال صاحب کے دفتر میں ادا کی گئی۔ جہاں میجر جنرل ٹھاکر جنک سنگھ جی کے سامنے ججوں نے حلف اُٹھایا۔ اس موقعہ پر رنبیر کے نمائندہ خصوصی کو بھی دعوت دی گئی تھی اور وہ بھی ہال میں موجود تھا۔

اس تقریب کے خاتمہ پر میجر جنرل جنک سنگھ جی نے ایک مختصر تقریر کے دوران میں فرمایا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

"آج کی رسم مختصر طور پر ادا کی گئی ہے لیکن اس رسم کے ساتھ ایک ایسا عظیم الشان مستقبل وابستہ ہے جو یقیناً ملک اور رعایا کے لئے بے حد شاندار اور مفید ثابت ہوگا۔"

اس وقت ریاست بھر میں ۱۵۸ دیوانی اور فوجداری عدالتیں ہیں اور ریاست میں ۴۰۰ کے قریب ایڈووکیٹ اور وکلاء اہل مقدمات کو قانونی مشورہ دینے کا کام کرتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ مہاراجہ بہادر ایک جوڈیشل ایڈوائزری بورڈ کا تقرر عمل میں لائے ہیں جو برطانوی ہند کے ہائی کورٹوں کے تین قابل اور تجربہ کار ججوں پر مشتمل ہے۔ یہ بورڈ مہاراجہ بہادر کو اُن مقدمات کے متعلق مشورہ دیتا ہے جو سرکار والا کی خدمت میں پیش ہوں۔ پہلے اس بورڈ کا اجلاس سال بھر میں صرف ایک بار سرینگر میں ہوا کرتا تھا، مگر اب جموں میں بھی موسم سرما میں بورڈ کا اجلاس منعقد کرنے کے احکام صادر کر دیئے گئے ہیں۔

۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء کو مہاراجہ بہادر نے ریاست کے ہائی کورٹ کو لیٹرس پیٹنٹ LETTERS PATENT عطا کئے۔ جن کے ذریعہ ریاست کے ہائی کورٹ کا درجہ برطانوی ہند کے ہائی کورٹوں کے برابر کر دیا۔

زراعت اور کاشتکار

ریاست میں بندوبست سے پہلے کاشتکاروں کا درجہ غلاموں سے بہتر نہ تھا، مگر اس کے بعد ان کی حالت بہتر ہونے لگی۔ ریاست کا حصہ مالیہ کل پیداوار کا تیس فی صدی حصہ مقرر کیا گیا۔ ضرورت کے وقت کاشتکاروں کو مالیہ میں معافی بھی دی جاتی ہے۔ بندوبست کی میعاد چالیس سال کر دی گئی ہے۔

پرجا سبھا کے قیام سے بہت عرصہ پہلے مہاراجہ بہادر نے اپنی رعایا کی حالت کو جاننے کے لئے ریاست میں دورہ کرنا شروع کیا تھا اور دیہاتی لوگوں کے حالات معلوم کرنے اور ان کی شکایات کو دور کرنے کے لئے ریاست کی ہر تحصیل کے نمائندوں کی کانفرنسیں بلائی جاتی تھیں۔ اس طرح سرکار والا کو رعایا کے صحیح حالات معلوم ہو جاتے تھے۔ نتیجہ کے طور پر دیہاتی آبادی کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے سڑکیں بنائی گئیں اور دیہات میں تعلیم کی ترقی کے لئے بہت سے مدرسے جاری کئے گئے۔

پرجا سبھا کے قیام سے بہت عرصہ پیشتر مہاراجہ بہادر نے ایکٹ تحفظ زمینداران AGRICULTURIST RELIEF ACT نافذ کیا تھا جس کی رو سے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کاشتکاروں کو ساہوکاروں کی سودخوری سے بچایا۔ اس قانون کی رُو سے زیادہ سے زیادہ شرح سود جو ساہوکار زمینداروں سے لے سکتے ہیں، مقرر کی گئی اور عدالتوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ زمینداروں کے قرضہ کی قسط بندی کر دیں۔ زمینداروں کا اثاثہ مثلاً زمینیں، مال مویشی، آلات کشاورزی اور بیج وغیرہ قرضہ کے عوض قرقی سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے۔ اس وقت ریاست میں چار ہزار سے زیادہ انجمن ہائے امداد باہمی ہیں۔ جن کا سرمایہ ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ ہے۔ پرجا سبھا نے بھی زمینداروں کی فلاح وبہبود کے لئے بہت سے قانون پاس کئے ہیں۔ قانون حق شفع RIGHT OF PRIOR PURCHASE کے ذریعہ قابل کاشت زمینوں کی فروخت پر پابندیاں عائد کی گئیں اور زراعت پیشہ اقوام ہی کو ایسی زمینیں خریدنے کا حق دیا گیا۔ اسی طرح قانون انتقال اراضی کے ذریعے زمینداروں کے حقوق کو محفوظ کیا گیا۔ قانون امداد زمینداران و ترقیٔ زمین AID TO AGRICULTURISTS & LAND IMPROVEMENT کی رُو سے زمینداروں کو ترقیٔ زمین کے لئے قرض دیئے جانے کا قانون وضع کیا گیا ہے۔ راج تلک کے موقعہ پر جو مراعات زمینداروں کو دی گئی تھیں۔ اُن کا ذکر اُوپر آ چکا ہے۔ ان رعایات کے ذریعے زمینداروں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔ زمینداروں کو سرکاری جنگلات سے بھی بہت سی بیش قیمت مراعات حاصل ہیں۔ زمینداروں کو ہزار ۱۲ مکعب فُٹ عمارتی لکڑی ہر سال مُفت دی جاتی ہے اور جلانے کی لکڑی بھی مُفت ملتی ہے۔

زمینداروں کی بہتری کے لئے گورنمنٹ نے اِن کے مال مویشی کی حالت کو بہتر بنانے کی سکیم بنائی ہے۔ بہت سے سندھی اور دھانی قسم کے بیل خرید کر بڑے بڑے زمینداروں کو دیئے گئے ہیں۔ تاکہ مال مویشی کی نسل کو بہتر بنایا جا سکے۔

ریاست میں اُون کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز عمل میں لائی گئی ہیں اور بھیڑ بکریوں کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے ایک فارم کھولا گیا ہے۔

محکمہ زراعت ریاست کی زرعی پیداوار کو بہتر بنانے کی کوشش میں مصروف ہے اور اس محکمہ نے بہت کارآمد کام کیا ہے۔ پہلے پہل تو اس محکمہ کا کام صُوبہ کشمیر ہی تک محدود تھا مگر اب صُوبہ جموں میں بھی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ محکمہ زرعی پیداوار کے بہت سے تجربے کرتا ہے اور اعلیٰ قسم کے بیج زمینداروں کو مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح پھل دار درختوں کے پودے زمینداروں کو برائے نام قیمت پر دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ پھلوں کے باغ لگانے کی طرف مائل ہوں۔ زمینداروں کے لڑکوں کو گورنمنٹ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

فارمز میں ٹریننگ دی جاتی ہے۔ حال ہی میں اس محکمہ نے کشمیر میں دھان کی پیداوار کو بہتر بنانے کے لئے چین اور روس وغیرہ کے دھانوں کے بیج سے تجربہ کیا ہے۔ اس تجربہ سے پایا گیا ہے کہ چین کے بیج زیادہ دھان پیدا کر سکتے ہیں۔

کشمیر میں زعفران کی کاشت صرف پامپور کے ایک محدود رقبہ میں کی جاتی تھی اور عام لوگوں کا خیال تھا کہ اس رقبہ سے باہر زعفران کی کاشت نہیں ہو سکتی، مگر محکمہ زراعت کے تجربات نے ثابت کر دیا کہ زعفران کی کاشت کو وسعت دی جا سکتی ہے، چنانچہ اب زعفران کی کاشت پہلے سے دوگنی ہو گئی ہے۔

کشمیر اپنے پھلوں کے لئے دنیا میں مشہور ہے۔ مگر کچھ عرصہ ہوا۔ ان پھل دار درختوں کو ایک بیماری لگ گئی، جس کو سان جوزے سکیل SAN JOSE SCALE کہتے ہیں۔ مہاراجہ بہادر کی گورنمنٹ نے پھل دار درختوں کو اس موذی بیماری سے بچانے کے لئے لاکھوں روپیہ صرف کر دیا اور محکمہ ایگریکلچر کی کوششوں سے کشمیر کے پھل دار درخت تباہی سے بچ گئے۔ اس محکمہ کی طرف سے ایسی پارٹیاں گاؤں میں بھیجی جاتی ہیں جو زمینداروں کو پھل دار درختوں کی کاشت وغیرہ کی ٹریننگ دیتی ہیں۔

کشمیر میں اعلیٰ بیج پیدا کرنے کی ایک سکیم محکمہ زراعت کی طرف سے جاری کی گئی جس سے زمینداروں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس وقت ایک ہزار ایکڑ کے قریب رقبہ میں مختلف قسم کے بیجوں کی کاشت کی جاتی ہے اور گزشتہ سال میں تقریباً تین لاکھ روپیہ کی مالیت کے بیج ریاست سے باہر بھیجے گئے۔

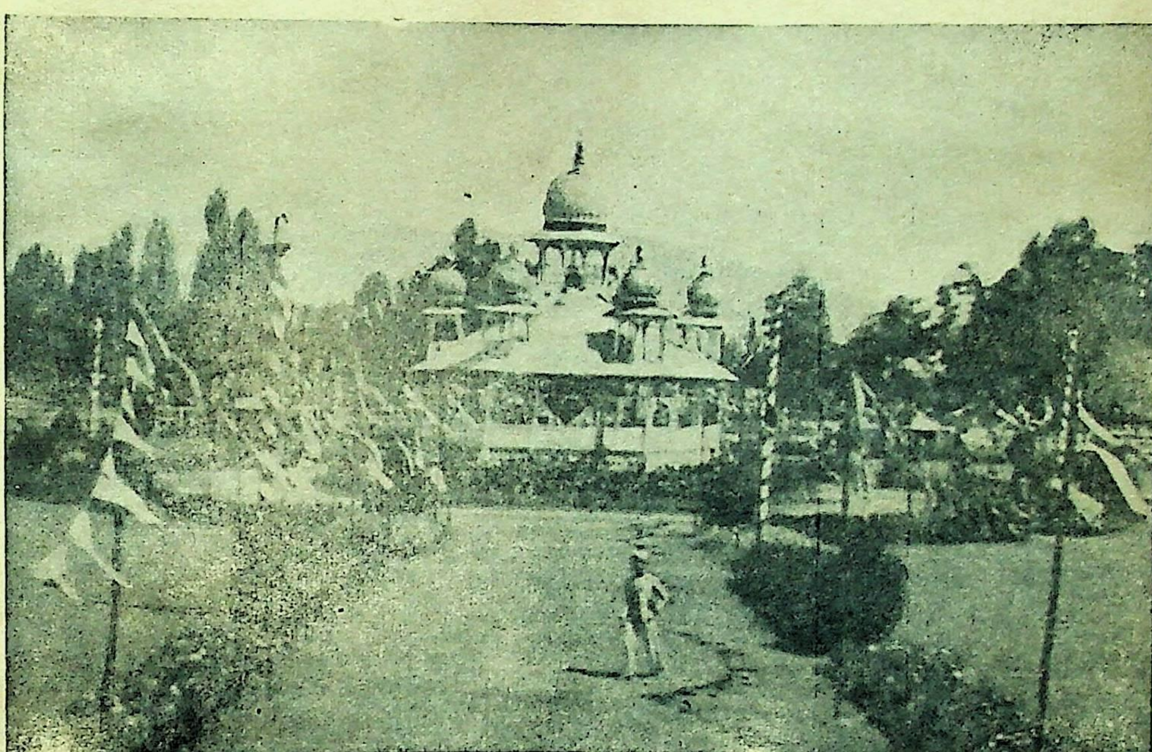
محکمہ پنچائت و دیہات سدھار

دیہاتی آبادی کی زندگی کو بہتر بنانے اور اپنے اپنے گاؤں کی صفائی اور دیگر انتظامات کی طرف راغب کرنے کے لئے دیہات سدھار کا محکمہ قائم کیا گیا ہے۔ اس محکمہ کے جاری ہونے پر چالیس ہزار روپیہ کا خرچ منظور ہوا تھا۔ مگر دیہات میں کام بڑھ جانے کی وجہ سے اس محکمہ کا خرچ ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ علاقہ کنڈی میں پانی کا انتظام بہتر بنانے کے لئے چالیس ہزار روپیہ سالانہ کی جو رقم دی جاتی تھی، وہ بھی اس محکمہ کے سپرد کر دی گئی ہے۔ ۱۹۹۹ بکرمی میں یہ گرانٹ دو لاکھ روپیہ تھی۔ دیہات میں پنچائتیں قائم ہو جانے سے زمینداروں کو بہت فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ اب وہ معمولی مقدمات کے لئے دور عدالتوں میں جانے کی بجائے پنچائتوں کے ذریعے ہی اپنے مقدمات کا فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ یہ پنچائتیں گورنمنٹ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

185

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



نمائش گاہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے ساتھ دیہات سُدھار کی تجاویز میں اچھی طرح تعاون کررہی ہیں۔ کئی دیہات میں ریڈیو سیٹ لگائے گئے ہیں اور بہت سے کنوئیں کھودے جا چکے ہیں۔ دیہات کی صفائی کی طرف خاص توجہ دی جارہی ہے۔ یہ پنچائت کمیٹیاں زمینداروں کو بہتر بیج اور بہتر قسم کے مرغ مہیا کرتی ہیں۔ محکمہ دیہات سُدھار نے دیہاتی آبادی کے حالات جاننے اور ان کی اقتصادی اور سماجی پستی کی وجوہات جاننے کے لئے دیہات میں سروے کا کام جاری کر رکھا ہے۔ اِس وقت تک تین ہزار سے زائد دیہات کی سروے ہو چکی ہے۔ محکمہ دیہات سُدھار اَب دیہاتی گھریلو دستکاریوں کی ترقی کی طرف توجہ دے رہا ہے۔

سنہ ۱۹۴۲-۴۳ء میں علاقہ کنڈی کے لئے جو چالیس ہزار روپیہ سالانہ کی گرانٹ تھی۔ اس میں اضافہ کی گئی اور یہ گرانٹ ۷۵ ہزار روپیہ کر دی گئی۔ اس کے علاوہ مہاراجہ بہادر نے اپنی گرہ سے پچیس ہزار روپیہ کی رقم کنڈی علاقہ میں کنوئیں کھودنے کے لئے دان کی تھی اور شری یوراج بہادر نے بھی اس نیک کام کے لئے اپنی گرہ سے دس ہزار روپیہ کی رقم دی تھی۔

شہری کارخانے اور دستکاریاں

شہری کارخانوں اور دستکاریوں کی ترقی کے لئے بہت سے ذرائع عمل میں لائے گئے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۹ء سے سرینگر میں ہر سال ریاست کی ساختہ چیزوں کی نمائش منعقد ہوتی ہے۔ یہ نمائش بہت مقبول عام ہے اور اِسے دیکھنے کے لئے سیّاح دُور دُور سے آتے ہیں۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں سرینگر میں ایک ایمپوریم اور مارکیٹ قائم کی گئی۔ جہاں تمام قِسم کی دستکاری وغیرہ کی چیزیں مِل سکتی ہیں۔ جموں میں بھی ایک ایمپوریم کھولا گیا ہے۔

میونسپل کمیٹیاں

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ریاست کے دونوں شہروں میں میونسپل کمیٹیاں سُرگباشی مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں قائم کی گئی تھیں۔ سنہ ۱۹۲۷-۲۸ء میں میونسپل کمیٹیوں میں منتخب شدہ ممبروں کی تعداد بڑھائی گئی اور اِن کو پچاس فی صدی نمائندگی دی گئی۔ سنہ ۱۹۳۶ء میں حق رائے دہندگی کا معیار کم کر دیا گیا اور منتخب شدہ ممبروں کی نمائندگی اکثریت میں کر دی گئی۔ نئے میونسپل ایکٹ میں تابع اِس شرط کے کہ گورنمنٹ کسی وقت نامزد ممبروں کی تعداد بڑھانا چاہے تو نامزد ممبروں کی نمائندگی کل ممبران کے ⅓ حصّہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ جموں اور سرینگر کے شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ٹاؤن پلیننگ کے لئے ایک محکمہ بنایا گیا ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تعلیم

مہاراجہ ہری سنگھ جی کے عہد میں تعلیم میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ اس وقت ۲۹۰۰ سے زائد طلبہ یونیورسٹی کی تعلیم پا رہے ہیں۔ ان طلبہ میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ اس وقت ریاست میں پانچ کالج ہیں۔ ان کالجوں میں بہت قلیل فیس لی جاتی ہے۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں ریاست میں لازمی پرائمری تعلیم کا قانون پاس کیا گیا تھا۔ لازمی پرائمری تعلیم کا قانون شہروں اور بڑے بڑے قصبوں میں حاوی ہے۔ ان سکولوں میں طلبہ کو کتابیں بھی مفت دی جاتی ہیں۔ ریاست میں سیکنڈری تعلیم بھی مفت ہی دی جاتی ہے، مگر صرف شہروں اور میرپور کے قصبہ میں قلیل فیس لی جاتی ہے۔ ان مقامات پر بھی صرف ۳۳ فی صدی طلبہ فیس ادا کرتے ہیں۔ بچوں میں تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے لئے کہ جو تعلیم میں پیچھے ہیں، خاص وظائف مقرر ہیں۔

جس سال مہاراجہ بہادر گدی نشین ہوئے تھے۔ ریاست کے سکولوں میں ۱۰۶۴۴ طلبہ تعلیم پاتے تھے۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں ۱۲۷۰۰۰ طلبہ تعلیم پا رہے ہیں۔ اس طرح طلبہ کی تعداد میں ۱۸۴ فی صدی سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں ریاست میں ۷۰۶ تعلیمی درسگاہیں تھیں، اور سنہ ۱۹۴۵ء میں ان کی تعداد ۲۰۷۸ تھی۔ اس طرح تعلیمی اداروں میں ۱۹۴ فی صدی اضافہ ہو چکا ہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں تعلیم پر دس لاکھ پچہتر ہزار روپیہ سالانہ خرچ تھا۔ سنہ ۱۹۴۵ء میں تعلیم پر ۳۴ لاکھ ۱۸ ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ اس طرح تعلیم پر اخراجات بقدر ۲۱۹ فی صدی بڑھ چکے ہیں۔

واردھا کمیٹی کی تعلیمی رپورٹ شائع ہونے کے بعد مہاراجہ بہادر کی گورنمنٹ نے ریاست کے طریقہ تعلیم کو دوبارہ تنظیم دینے کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی جس کے صدر ریاست کے سابقہ ڈائرکٹر تعلیمات مسٹر کے۔ جی۔ سیدین تھے۔ اس کمیٹی نے منجملہ دیگر تجاویز کے یہ تجویز کی کہ ریاست میں اشاعت تعلیم کی رفتار کو بڑھایا جائے اور اس غرض کے لئے پرائمری سکولوں کی تعداد زیادہ کی جائے۔ ریاست میں بالغوں کی تعلیم کے لئے انتظامات کئے جائیں اور ریاست میں بنیادی تعلیم BASIC EDUCATION کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ تاکہ بچوں کو کتابوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر بھی سکھائے جائیں۔ اس کمیٹی کی سفارشات کے نتیجہ کے طور پر بہت سے پرائمری سکولوں کو بنیادی سکول بنا دیا گیا ہے۔ استادوں کی ٹریننگ کے لئے جموں اور سرینگر میں سکول جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ایک اور قابل قدر اصلاح جو طریقہ تعلیم میں کی گئی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہے؛ یہ ہے کہ سکولوں میں طلبہ کے لئے آسان اُردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا ہے۔ اور طلبہ کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ فارسی رسم الخط یا دیوناگری لپی میں تعلیم حاصل کریں۔

شفاخانہ جات

ریاست کے لوگوں کے لئے ایک اعلیٰ معیار کا محکمہ میڈیکل قائم کیا گیا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں بہت سے ریاستی نوجوانوں نے برطانوی یونیورسٹیوں میں اعلیٰ ٹریننگ پائی ہے اور وہ اس محکمہ میں ملازم ہیں۔ اس وقت سرکاری شفاخانوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد ۹۸ ہے۔ ان کے علاوہ ریاست میں مزید چار بڑے ہسپتال ہیں جن کو ریاست سے مالی امداد دی جاتی ہے۔ دیہات میں طبی امداد کی زیادہ سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسے ڈاکٹروں کو مالی امداد دی جائے، جو دیہات میں اپنی ڈسپنسریاں قائم کرنا چاہتے ہوں۔ چنانچہ اس وقت ریاست کے مختلف مقامات پر ۲۷ امدادی ڈسپنسریاں موجود ہیں۔ حال ہی میں ریاست میں دو وسیع ہسپتال بنائے گئے ہیں۔ جموں کا نیا ہسپتال ریاست جموں وکشمیر کے بانی مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے نام نامی سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس ہسپتال کی تیاری پر آٹھ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے اور اس کی رسم افتتاح مہاراجہ بہادر نے ماہ اپریل ۱۹۴۳ء میں کی۔ سرینگر میں ۲۵ لاکھ روپیہ خرچ کے تخمینہ سے ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا ہے۔ اس ہسپتال کی افتتاحی رسم ہز ایکسیلنسی لارڈ ویول وائسرائے ہند نے ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو سرانجام دی۔ اس ہسپتال میں ۳۲۰ مریضوں کی رہائش کا انتظام ہوگا۔ اور اس کا شمار ہندوستان بھر کے چند بڑے ہسپتالوں میں ہوگا۔ ریاست میں تپدق کے مریضوں کے ۵ ہسپتال ہیں اور ٹنگمرگ (کشمیر) میں ایک وسیع سینی ٹوریم ہے۔ صوبہ جموں میں پلیگ کی وبا پھوٹ پڑتی تھی۔ جس سے ہزاروں انسانی جانیں ضائع ہو جاتی تھیں۔ اس غرض کے لئے گورنمنٹ نے پلیگ کے انسداد کے لئے ایک سکیم مرتب کی اور اس پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب پلیگ کا زیادہ خطرہ نہیں رہا۔ اسی طرح صوبہ کشمیر میں کالرا کی روک تھام کے لئے خاص تجاویز عمل میں لائی گئی ہیں۔

سڑکیں اور ریل

ریاست جموں وکشمیر جیسے پہاڑی ملک کے لئے ذرائع رسل ورسائل بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ دو بڑی سڑکیں جو ریاست سے برطانوی ہند کو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ملاتی ہیں۔ جہلم ویلی روڈ اور بانہال کارٹ روڈ ہیں۔ اِن سڑکوں کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے گورنمنٹ بہت خرچ کر رہی ہے۔ جہلم ویلی روڈ کی لمبائی (ریاست کی حدود کے اندر) ۱۳۲ میل ہے۔ بانہال کارٹ روڈ ۲۰۰ میل لمبی ہے۔ اِس سڑک کو کشادہ کرنے کا کام جاری ہے۔ تیسری اہم سڑک سرینگر کو لداخ سے ملاتی ہے اور اِس راستہ ہی سے سنٹرل ایشیاء اور برطانوی ہند کے مابین تجارت ہوتی ہے۔ سرینگر سے گاندربل تک یہ سڑک پختہ ہے، اِس سے آگے سونہ مرگ تک حال ہی میں ایک کچی سڑک تیار کی گئی ہے۔ چوتھی سڑک بانڈی پور کو گلگت سے ملاتی ہے۔ یہ سڑک ۱۹۲ میل لمبی ہے۔ ریاست کے مختلف مقامات میں حال ہی میں سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں۔ بٹوت اور بھدرواہ کے درمیان موٹر ٹریفک جاری کر دیا گیا ہے۔ ریاست میں ریلوے صرف جموں سے سوچیت گڑھ تک ہے۔ باقی تمام سڑکوں پر موٹریں اور لاریاں چلتی ہیں۔

آٹھ لاکھ روپیہ کے خرچ سے دو پُل تعمیر کئے گئے ہیں۔ ایک جموں میں دریائے توی پر اور دوسرا اکھنور میں دریائے چناب پر۔ دریائے جہلم پر بمقام دومیل اور دریائے کشن گنگا پر بمقام مظفر آباد جو پُل تھے وہ ۱۹۲۹ء کے سیلاب میں بہہ گئے تھے۔ یہ دونوں پُل از سرِ نو تعمیر کئے گئے ہیں۔ ۱۹۲۹ء کے سیلاب کے بعد سرینگر شہر کو سیلاب سے بچانے کے لئے بیس لاکھ روپیہ کے خرچ سے ایک سکیم پر عمل کیا گیا۔ گذشتہ پندرہ برس سے سرینگر شہر سیلاب کی زد سے محفوظ رہا ہے۔

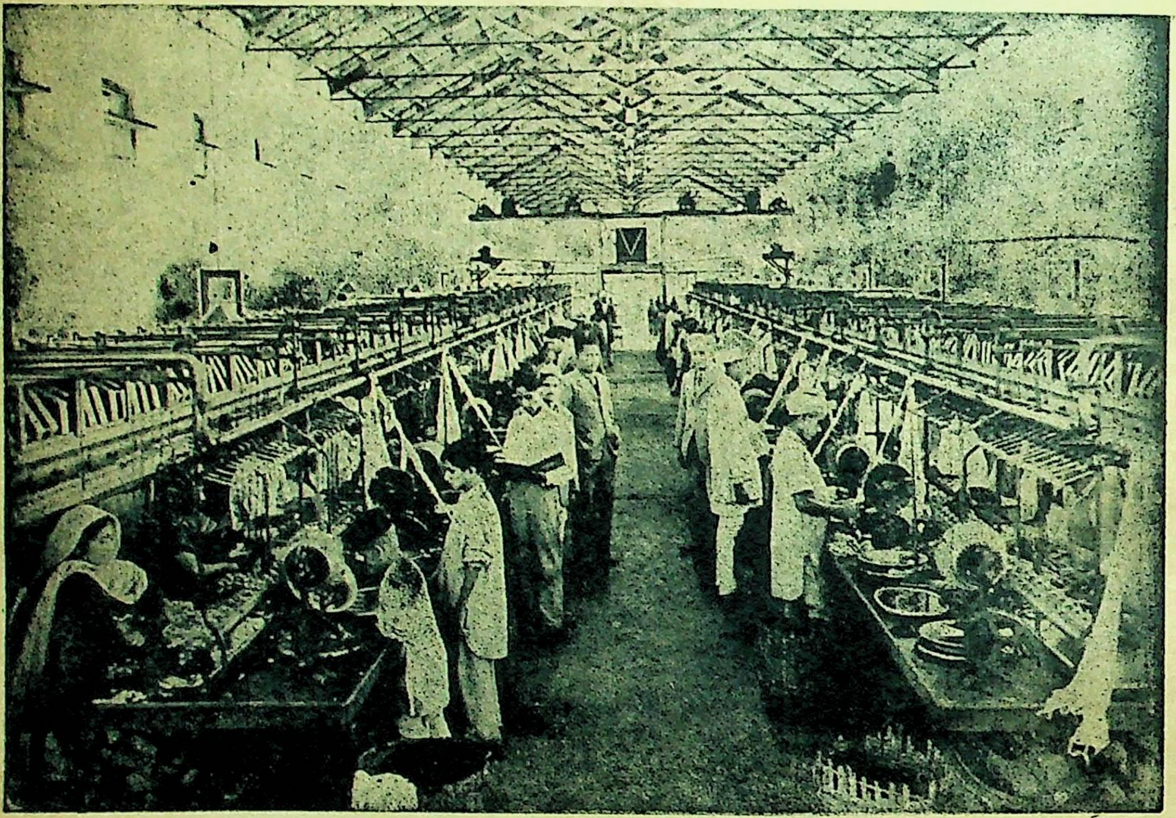
بہم رسانی آب

جموں اور سرینگر کے شہروں میں پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے نئی تجاویز پر عمل کیا گیا ہے اور نئے نل لگائے گئے ہیں۔ آب پاشی کے لئے ریاست میں اِس وقت دس نہریں ہیں۔ دیہات میں پانی مہیا کرنے کے لئے کئی نئے کنوئیں اور تالاب بنائے گئے ہیں۔

کارخانہ ابریشم

ریاست میں ریشم سازی کی صنعت نے کافی ترقی کی ہے۔ سرینگر کا ریشم خانہ دنیا بھر میں اپنی قسم کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ صوبہ جموں میں ریشم سازی کو وسعت دینے کی غرض سے حال ہی میں ایک پنجسالہ سکیم منظور کی گئی ہے۔ اور اس کے متعلق کارروائی کی جا رہی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اِس پانچ سال کے عرصہ کے بعد اِس کارخانہ میں موجودہ وقت سے ۱۵۰ فیصدی زیادہ مزدور کام

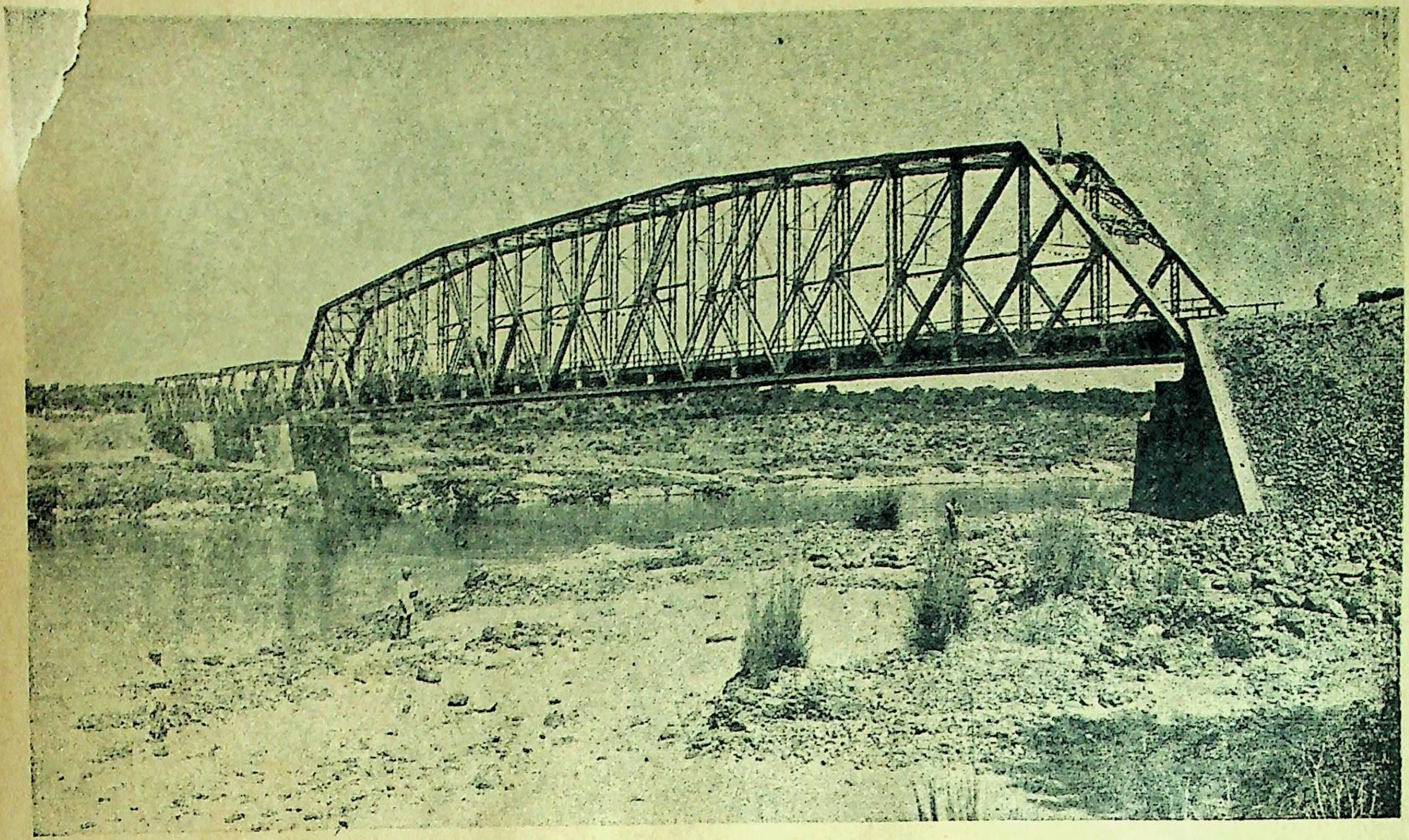
CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



گورنمنٹ سلک فیکٹری جموں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



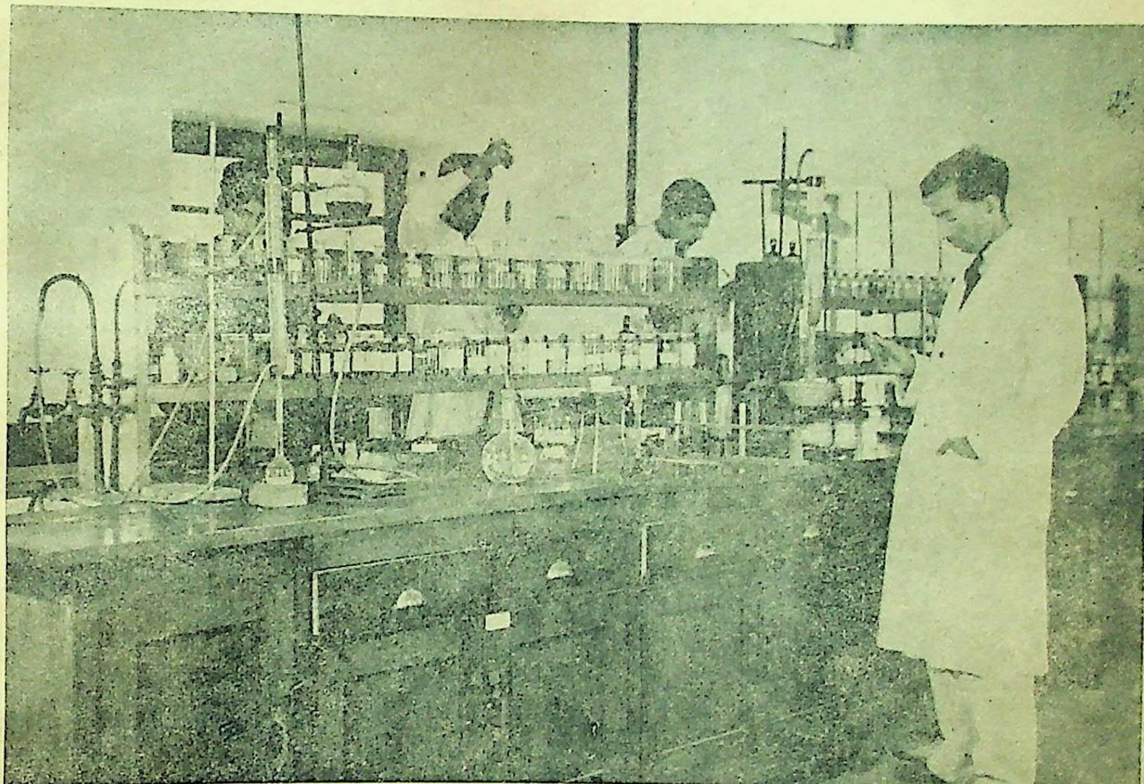
اکھنور کا پل

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

195

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



ڈرگ ریسرچ لبارٹری جموں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

میں لگ جائیں گے۔

محکمہ انڈسٹریز

ریاست کی صنعت وحرفت کو فروغ دینے کی غرض سے ۱۹۲۳ء میں ریاست میں محکمہ انڈسٹریز قائم کیا گیا تھا۔ اس عرصہ میں ریاست میں جو کارخانے جاری ہوئے ہیں۔ اُن میں ماچس کا کارخانہ۔ سینٹو نین بنانے کا کارخانہ، چرم سازی کا کارخانہ۔ برتن بنانے کا کارخانہ اور اُونی کپڑا بنانے کا کارخانہ قابل ذکر ہیں۔ سرینگر میں ریشمی کپڑے بننے کے لئے گورنمنٹ نے ایک بڑا کارخانہ جاری کیا ہے۔ رنبیر سنگھ پورہ میں کھانڈ بنانے کا کارخانہ جاری ہو گیا ہے۔

محکمہ جنگلات

ریاست کے کل رقبہ کا ۱/۷ حصہ جنگلوں سے پٹا پڑا ہے اور جنگلات سے تعلق رکھنے والے کارخانوں میں ریاست کے بہت سے مزدور کام کرتے ہیں۔ گذشتہ چند برسوں سے محکمہ جنگلات کی آمدنی میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ ۴۵-۱۹۴۴ء میں اس محکمہ کی آمدنی ۹۰ لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ تھی۔ محکمہ جنگلات نے ریاست میں عقرقرحہ کی کاشت کی طرف کافی توجہ دی ہے۔ میراں صاحب میں ایک تارپین کا کارخانہ جاری ہے۔ ریاست میں اخباری کاغذ بنانے کا کارخانہ جاری کرنے کے لئے تحقیقات کی گئی ہے، مگر موجودہ وقت میں مشینری نہ ملنے کے باعث اِس تجویز پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ ریاست میں ادویات تیار کرنے اور ادویات کی تحقیقات کے لئے ایک لیبارٹری بنائی گئی ہے۔ ریاست میں کرکٹ بیٹ تیار کرنے کے لئے بھی ایک کارخانہ جاری کیا گیا ہے۔

کوئلہ کی کانیں

حال ہی میں جنگل گلی اور کالاکوٹ کی کانوں سے کوئلہ نکالنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

جموں وکشمیر بنک

۱۹۳۸ء میں ریاست میں جموں وکشمیر بنک جاری کیا گیا۔ سری نگر میں سرکاری خزانہ کا کام بھی اِسی بنک کے سپرد کر دیا گیا ہے اور عنقریب جموں کے خزانہ کا کام بھی اِسی بنک کے سپرد کیا جائے گا۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سیاحوں کے لئے سہولتیں

گذشتہ چند برسوں سے گورنمنٹ نے ریاست میں سیر کے لئے آنے والے سیاحوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔ اس غرض کے لئے صدر دفتر سرینگر میں ہے۔ جس کا نام "وزیٹرس بیورو" ہے۔ راولپنڈی، سوچیت گڑھ۔ جموں، دومیل، پہلگام، گلمرگ اور گاندربل میں بھی سیاحوں کو اطلاعات فراہم کرنے اور سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے دفاتر قائم کئے گئے ہیں۔ پہلگام میں گذشتہ چند برسوں میں کافی ترقی ہوئی ہے۔ کئی مقامات پر سیاحوں کی رہائش کے لئے ریسٹ ہاؤس بنائے گئے ہیں جو صوبہ جموں میں بٹوت اور سناسر کے درمیان موٹر کی سڑک تعمیر کی گئی ہے اور دونوں مقامات پر ریسٹ ہاؤس بنائے گئے ہیں۔

فنڈ امداد غرباء

مہاراجہ بہادر اپنی پیاری رعایا کے لئے جو درد دل رکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ۱۹۲۳ء کے آغاز میں جب اناج کی قیمتیں بڑھ چکی تھیں تب سرکار والا نے اپنی غریب رعایا کو اناج سستے داموں مہیا کرنے کی غرض سے دو لاکھ روپیہ اپنی گرہ سے دان دیا تاکہ اس رقم سے ایک ایسے فنڈ کی بنیاد رکھی جائے جس سے غریب طبقہ کو سستے داموں اناج مہیا کیا جائے۔ چنانچہ اس فنڈ سے غریبوں کو بہت فائدہ پہنچا اور ایسے وقت میں جب کہ ملحقہ برطانوی ہند کے علاقہ میں گندم نو روپیہ چار آنہ فی من اور چاول ستارہ روپیہ چار آنہ فی من فروخت ہو رہے تھے ریاست کے غرباء کو فی نفر ۱۵ سیر اناج (۱۲ سیر گندم اور ۳ سیر چاول) فی نفر فی ماہ صرف اڑھائی روپیہ میں ملتے رہے۔ ماہ جولائی ۱۹۲۵ء کو اس فنڈ میں جمع شدہ چندہ ۵۲۸۸۴ روپیہ تھا۔ جس میں سے غرباء کو مدد دی۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جنگ میں
ریاست کی طرف سے امداد

برطانیہ اور جرمنی کے مابین جنگ چھڑنے پر ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو وائسرائے ہند کو ایک تار بھیجا جس کے ذریعہ سے انہوں نے اپنی ذاتی خدمات اور ریاست کے تمام وسائل بادشاہ سلامت کے سپرد کر دیئے۔ جنگ شروع ہو جانے پر مہاراجہ بہادر نے اپنی رعایا کے نام بالخصوص اور دیگر لوگوں کے نام بالعموم ایک اپیل کے ذریعے ریاست میں بھرتی کا آغاز کیا۔ اس اپیل کا لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر ہوا۔ جنگ کے دوران میں لگ بھگ ۵۵۰۰۰ رنگروٹ ریاستی اور برطانوی ہند کی افواج میں بھرتی ہوئے جنگ کے دوران میں ریاست کی افواج کے آٹھ دستے ریاست سے باہر تاج برطانیہ کی امداد کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کے سپرد کئے گئے۔ ان کے نام یہ ہیں:-

۱۔ فسٹ جموں وکشمیر مونٹین بیٹری۔
۲۔ سیکنڈ جموں وکشمیر مونٹین بیٹری۔
۳۔ سیکنڈ جموں وکشمیر انفنٹری۔
۴۔ فورتھ جموں وکشمیر انفنٹری۔
۵۔ سیونتھ جموں وکشمیر انفنٹری۔
۶۔ نائنتھ جموں وکشمیر انفنٹری
۷۔ انفنٹری برگیڈ سگنل سیکشن۔
۸۔ آرٹلری ٹریننگ سنٹر۔

۱۹۴۲ء میں مہاراجہ بہادر نے اپنی دونوں بیٹریاں اور آرٹلری ٹریننگ سنٹر برطانوی ہند کی افواج میں شامل کئے جانے کی تجویز پیش کی۔ یہ دونوں تجاویز گورنمنٹ آف انڈیا نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیں اور یکم اکتوبر ۱۹۴۲ء سے یہ تینوں دستے برطانوی ہند کی افواج میں شامل کر لئے گئے۔

ریاست کے دستوں میں سے فسٹ جموں وکشمیر مونٹین بیٹری کو سب سے پہلے سمندر پار جا کر اپنے جوہر دکھانے کا فخر حاصل ہوا۔ یہ بیٹری مڈل ایسٹ کی افواج کے ساتھ شامل ہو کر پہلے ایسے سینیا کی مشرقی سرحد پر بمقام سوڈان بھیجی گئی۔ جہاں اس نے دشمن کو ذرا ٹیبر سے پرے بھگانے میں امداد دی۔ پھر یہ بیٹری مشرقی محاذ پر بھیجی گئی۔ جہاں اس نے ارٹیریا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

(KEREN) کی فتح میں حصّہ لیا اور کیرن (ERITREA) کی جنگ اور اسمارا (ASMARA) پر قبضہ کرنے میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان لڑائیوں کے بعد اس بیٹری کو فلسطین بھیج دیا گیا۔ جہاں اس نے سیریا (SYRIA) پر حملہ کرنے میں حصّہ لیا اور دمشق (DAMASCUS) کی لڑائی میں نام پیدا کیا۔

اس بیٹری کے کارناموں سے متاثر ہو کر جنرل سر کلاڈ آکنلک کمانڈر انچیف امپیریل فورسز مڈل ایسٹ نے ہز ایکسلنسی کمانڈر انچیف افواج ہند (جنرل ویول موجودہ وائسرائے ہند) کو اس بیٹری کے کارہائے نمایاں کے متعلق اطّلاع دی۔ کمانڈر انچیف افواج ہند نے بذریعہ تار مہاراجہ بہادر کو مبارک باد کا پیغام بھیجا۔ اس بیٹری کے کارناموں پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے مہاراجہ بہادر نے اس کے کمانڈر میجر بھگوان سنگھ کو لفٹنٹ کرنل کا عہدہ بخشا اور انہیں ۳۶۰۰ روپیہ سالانہ کی جدّی جاگیر عطا فرمائی۔

سیکنڈ جموں وکشمیر ماؤنٹین بیٹری اور چار انفنٹری بیڑے ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر خدمات سر انجام دیتے رہے۔ ان میں سے فرسٹ جموں وکشمیر انفنٹری کو برما کے محاذ پر بھیجا گیا۔ یہ بیٹری ٹڈم (TIDDIM) پر قبضہ ہونے سے پہلے پانچویں ہندوستانی ڈویژن کے ساتھ شامل ہوگئی۔ وائٹل کارنر (VITAL CORNER) کینیڈی پیک KENNEDY PEAK اور فورٹ وائٹ (FORT WHITE) کے حملوں میں یہ انفنٹری پیش پیش رہی اور پھر ٹڈم (TIDDIM) سے آگے چڑھائی میں حصّہ لیا۔ کینیڈی پیک کے مقام پہ اس انفنٹری کی ایک کمپنی نے ایک جاپانی توپ اور بہت سے اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ دوسری کمپنی نے ایک مقام ایلی فنٹ (ELEPHANT) کا رُخ کیا اور دشمن کو سات میل پیچھے بھگا دیا۔ دشمن نے اس مقام پر سخت مقابلہ کیا اور اس کمپنی کو تین بار حملہ کرنا پڑا۔ اس بٹالین نے جاپانیوں کا ناک میں دم کر دیا اور دشمن فورٹ وائٹ (FORT WHITE) کو خالی کرنے پر مجبور ہو گیا اور اس مقام پر بہت سا سامان اور دو اینٹی ایر کرافٹ توپیں اس بٹالین کے ہاتھ آئیں۔

سیکنڈ جموں وکشمیر رائفلز کو پائی فورس PAIFORCE میں بھیجا گیا۔ جہاں سے یہ چوبیسویں انفنٹری بریگیڈ کے ساتھ مڈل ایسٹ فورس میں شامل ہو گئی۔

جنگ کی وجہ سے ریاست کے فوجی محکمہ کے اخراجات بھی بہت بڑھ گئے۔ ۱۹۳۸-۳۹ء میں ریاست کے محکمہ افواج کا خرچ ۴۹۱۶۷۰۰ روپیہ تھا، جو بڑھتا ہوا ۱۹۴۴-۴۵ء میں ۱۰۲۵۳۰۰۰ روپیہ ہو گیا۔ اس طرح ریاست کے جنگی اخراجات میں ۱۰۸ فی صدی سے زیادہ اضافہ ہوا۔ جنگ کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دوران میں حضور مہاراجہ بہادر بذات خود تین مرتبہ سمندر پار مختلف جنگی محاذوں کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۹۴۱ء میں آپ مڈل ایسٹ تشریف لے گئے تھے۔ جہاں منجملہ دیگر افواج کے آپ نے فسٹ جموں وکشمیر مونٹین بیٹری کا معائنہ کیا۔ مارچ ۱۹۴۴ء میں مہاراجہ بہادر نے حضور وائسرائے کے دعوت نامہ کو قبول کرتے ہوئے جنگی کیبنٹ (WAR CABINET) میں ہندوستان کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہونا قبول فرمایا۔ سرکار والا ۱۲۔ اپریل ۱۹۴۴ء کو لندن پہنچے۔ لندن میں رہائش کے دوران میں آپ نے سمندری بیڑے، ہوائی بیڑے اور دیگر جنگی بیڑوں اور کارخانوں کا معائنہ کیا۔ واپسی پر آپ نے اطالوی جنگی محاذ کا معائنہ کیا اور آپ ۲۲۔ جولائی ۱۹۴۴ء کو ریاست میں واپس تشریف فرما ہوئے۔ ماہ اکتوبر ۱۹۴۴ء میں آپ تیسری بار سمندر پار تشریف لے گئے۔ اس مرتبہ پھر آپ نے مڈل ایسٹ کا دورہ کیا اور منجملہ دیگر افواج کے سیکنڈ جموں وکشمیر رائفلز کا معائنہ کیا جو اس وقت ایران میں تھی۔

جنگ کے شروع ہو جانے کے فوراً ہی بعد مہاراجہ بہادر نے وار ایڈ کمیٹی قائم کر دی۔ جس کی صدر مہارانی صاحبہ تھیں۔ اس کمیٹی نے جنگ کے دوران میں ۱۱۱۷۹۶۰ روپیہ۔ مختلف جنگی کاموں کے لئے بطور امداد بھیجا۔ اس کے علاوہ مہارانی صاحبہ نے مستورات کی کام کاج کرنے والی پارٹیاں بنائیں۔ جن کی میٹنگ ہفتہ میں دو بار ہوا کرتی تھی۔ مہارانی صاحبہ خود ان میٹنگوں میں شامل ہوتی تھیں۔ یہ پارٹیاں فوجیوں کے لئے آسائش کا سامان تیار کرتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے ۳۰۰۰۰ اونی کپڑے بنے جو فوجیوں کو بھیجے گئے۔ اسی طرح سات ہزار پٹیاں زخمی سپاہیوں کے لئے تیار کیں۔ کمیٹی نے ریاستی افواج کو جو مختلف محاذوں پر تھیں۔ ۹۵۴۴ کتابیں۔ ۱۰ گراموفون۔ ۱۱۴۶ ریکارڈ اور ۲۸۰ سوئی کی ڈبیاں بھیجیں۔ اسی طرح ۵۵۵۰۰۰ سگریٹ اور بیڑیاں۔ ۲۳ من تمباکو۔ ۷،۴ من مصالحہ جات۔ ۸۹ من آچار۔ ۸۰ من مٹھائیاں وغیرہ بھیجیں۔

دوران جنگ میں مہاراجہ بہادر نے ۳۵۹۵۹۳ روپیہ نقد اپنی گرہ (PRIVY PURSE) سے مختلف جنگی کاموں کے لئے بھیجا۔ اس کے علاوہ سرکار والا نے ہندوستان کی حفاظت کے لئے ہوائی جہازوں کا نصف سکواڈرن خرید کرنے کے لئے چالیس ہزار پونڈ کی رقم وائسرائے ہند کو بھیجی۔ بعد میں اس بیڑے کے لئے دو مزید ہوائی جہاز خریدنے کے لئے دس ہزار پونڈ کی اور رقم بھیجی۔ اس سے پہلے مہاراجہ بہادر نے اپنا ذاتی ہوائی جہاز (LOCK HEED) گورنمنٹ آف انڈیا کو بطور تحفہ دے دیا تھا۔ کشمیر ہاؤس

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

واقعہ نئی دہلی بھی بلا کرایہ دوران جنگ کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا کے حوالہ کیا اور اسی طرح سرینگر میں ایک سرکاری کوٹھی بلا کرایہ دوران جنگ کے لئے وُومنز والنٹری سروسز کے حوالہ کی تھی

دوران جنگ میں مالی امداد کے علاوہ جنگ میں کام آنے والی اشیاء بھی بڑی مقدار میں ریاست سے بھیجی گئیں۔ چنانچہ ریاست کے کارخانہ ابریشم نے ۵۵۰۰۰ پونڈ خام ریشم پیراشوٹ کا کپڑا بنانے کے لئے سپلائی کیا اور ۴۲۵۰۰۰ گز پیراشوٹ کا تیار شدہ کپڑا سپلائی کیا۔

دوران جنگ میں ریاستی بہادروں نے بہت سے جنگی تمغے حاصل کئے۔ جن کی مکمل فہرست ابھی تک مہیا نہیں ہوئی۔ ابھی تک۔ جو اعداد فراہم ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل ہیں:۔

وکٹوریہ کراس ۱، انڈین آرڈر آف میرٹ ۲، ملٹری کراس ۹، ڈسٹنگوشڈ فلائنگ کراس ۱، انڈین ڈسٹنگوشڈ سروس میڈل ۱۴، ایم۔بی۔ای (ملٹری) ۲، او۔بی۔آئی (ملٹری) ۴، ملٹری میڈل ۳۲۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سماجی اِصلاحات

شری مہاراجہ ہری سنگھ جی سوشل ریفارم میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ ۱۹۲۸ء میں جب برطانوی ہند میں ابھی ساردا ایکٹ پاس نہ ہوا تھا تبدیلیات میں قانون انسداد شادی صغرسنی جاری کیا گیا جس کی رُو سے چودہ برس سے کم عمر کی لڑکی اور اٹھارہ برس سے کم عمر کے لڑکے کی شادی ممنوع قرار دی گئی۔ اس قانون کی خلاف ورزی کے لئے ایک سال کی قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں قسم کی سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ پچاس برس کی عمر سے زیادہ اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے شادی کرے تو اُسے چار سال تک قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

۱۹۲۹ء میں مہاراجہ بہادر نے قانون انسداد تمباکو نوشی نابالغان جاری کیا جس کی رُو سے ۱۶ برس کی عمر سے کم بچوں کے لئے تمباکو فروخت کرنا جرم قرار دیا گیا ہے۔

۱۹۳۱ء میں مہاراجہ بہادر نے ریاست میں ہندو بیوگان کی شادی کو قانونی طور پر جائز قرار دیا۔ یہ قانون بنانے کا مدعا سرکار دولا نے مندرجہ ذیل الفاظ میں لکھا ہے۔

"ہر گاہ کہ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہندو سوسائٹی کے خیالات تبدیل ہو گئے ہیں اور ہندو اکثریت اس بات کو محسوس کر رہی ہے کہ ہندو بیوگان کو دوسری شادی کرنے کا قانونی طور پر جائز اختیار نہ ہونا ہندو سوسائٹی کے لئے مضر ہے اور اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ دنیا ترقی کی طرف جا رہی ہے اور ہندوستان کے دیگر حصص میں بھی عورتیں ترقی یافتہ ہو رہی ہیں ہمارا خیال ہے کہ ہندو بیوگان کے راستے میں دوسری شادی کرنے کی کوئی رُکاوٹ نہ ہونی چاہئے اور ایسا کرنا پبلک کے مفاد میں ہے۔"

راجپوتوں میں دختر کُشی کی بُری رسم کا خاتمہ کرنے کے لئے مہاراجہ بہادر نے راجپوتوں سے اپیل کی اور ایسے ذرائع اختیار کئے کہ آئندہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

راجپوتوں میں دُختر کُشی نہ ہو۔

ریاست میں نجہ قانون کی روک تھام کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کی جاتی رہیں۔ ۱۹۳۴ء میں اس سلسلہ میں ایک جامع قانون پاس کیا گیا۔

ریاست کے بعض حصّوں میں یہ رواج تھا کہ لڑکی کی شادی یا سگائی کے موقعہ پر لڑکی کے عوض میں لڑکے والوں سے نقدی۔ زمین یا مال مویشی لیا جاتا تھا۔ یہ رقم وغیرہ جو وصول کی جاتی تھی۔ اس کا نام "رُم" تھا۔ [illegible]ء میں ایک قانون پاس کیا گیا۔ جس کی رُو سے "رُم" کا وصُول کرنا جرُم قرار دیا گیا۔

علاقہ لدّاخ کے بودھوں میں یہ رسم چلی آتی تھی کہ تمام بھائی صرف ایک عورت کے ساتھ بیاہ کرتے تھے۔ بیاہی ہوئی عورت کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ اپنے خاوند یا خاوندوں کی رضامندی سے دُوسرا اور خاوند بھی رکھ سکتی تھی۔ بودھوں نے حکومت سے درخواست کی کہ اِس بُری رسم کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۱ء میں ایک قانون پاس کیا گیا۔ جس کی رُو سے ایک عورت کے لئے ایک سے زیادہ خاوند رکھنا جرُم قرار دیا گیا۔

مہاراجہ بہادر نے اپنی ریاست کے تمام سرکاری مندروں میں ہریجنوں کو دیو درشن کی اجازت دے دی ہے۔ اِس کے متعلق ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں مہاراجہ بہادر نے مندرجہ ذیل اعلان جاری فرمایا:۔

"آج کی تاریخ سے تمام سرکاری مندروں میں ہریجنوں کو دیو درشن اور پرارتھنا کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

یہ اعلان سرکاری گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں شائع کر دیا جائے۔

اِس اعلان کا ترجمہ منسٹر انچارج محکمہ دیواستھانز شری رگھناتھ جی مندر سرینگر اور ڈائرکٹر دیواستھانز شری رگھناتھ جی مندر جموں پبلک کو سُنا دیں۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہندوستان کے مستقبل کے متعلق

مہاراجہ بہادر کے خیالات

مہاراجہ بہادر شروع ہی سے برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں کے مستقبل کے متعلق کافی دلچسپی لیتے رہے ہیں۔

پہلی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے موقعہ پر مہاراجہ بہادر نے اپنی تقریر کے دوران میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرمایا تھا:-

"برطانیہ کے دوست کی حیثیت میں ہم برطانیہ کے ساتھ تعلّقات برقرار رکھنے کے حق میں ہیں۔ بحیثیت ہندوستانی اور اپنی مادرِ وطن کے وفادار ہونے کے ہم (والیانِ ریاست) اپنے باقی ہم وطنوں کی طرح اس بات کے خواہاں ہیں کہ ہمارا ملک ایک باعزّت پوزیشن حاصل کرے اور برطانوی دولتِ متحدہ میں برابر کا درجہ حاصل کرے۔"

۱۹۴۲ء میں سر سٹیفورڈ کرپس (SIR STAFFORD CRIPPS) کی ہندوستان میں آمد پر جب ابھی صاحب موصوف نے ہندوستانی لیڈروں کے ساتھ بات چیت بھی شروع نہ کی تھی۔ مہاراجہ بہادر نے مندرجہ ذیل بیان پریس کو دیا تھا۔

"ابھی یہ دیکھنا باقی ہے کہ برطانوی ہند کے لوگوں کے مطالبات اور جنگی ضروریات کے پیش نظر مختلف مفادات کے جائز مطالبات کو پورا کرنے کے لئے ہز میجسٹی کی گورنمنٹ کس متفقہ فیصلہ پر پہنچتی ہے۔ ہندوستانی ریاستیں بھی ہندوستان کی سیاسیات کا ایک ضروری حصّہ ہیں جن کی تشفّی کرنا لازمی ہے۔ گذشتہ چند ہفتوں کے اندر ہندوستانی ریاستوں کی طرف سے جو مطالبہ زیادہ زور سے پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ ان ریاستوں کے برطانوی تاج کے ساتھ تعلّقات کے متعلّق ہے۔ یہ تعلّقات آج تک برطانوی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

تاج کے قائم کردہ ایک محکمہ کے ذریعے قائم رکھے گئے ہیں اور اس محکمہ کی پالیسی اور عمل کے متعلق تمام فیصلہ جات تاج کے ملازم کیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہوگا کہ ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کو ہندوستان کی ایسی سنٹرل گورنمنٹ سے تعلق رکھنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا جس کو تاج کی طرف سے منظور کیا جائے اور نہ ہی اُن کو یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ ہوسکتی ہے کہ ایسی گورنمنٹ اُن کے ساتھ انصاف نہ کرے گی۔ ہر صورت میں والیانِ ریاست کا فرض ہے کہ وہ یہ ظاہر کردیں کہ وہ محبانِ وطن ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُن کے ہم وطنوں کی حیثیت دُنیا کی کسی دوسری قوم سے کم نہ ہو۔

والیانِ ریاست درست طور پر محسوس کر رہے ہیں کہ خود مختار ہندوستان میں ہر آزاد حصہ کو اُن تمام ذمہ داریوں کو اُٹھانا پڑے گا، جو اُن پر ملک میں امن عامہ قائم رکھنے کے لئے عائد ہوتی ہیں اور یہ بھی نہ بھولنا چاہئے کہ ان ملکوں میں ایسی بھی باتیں ہوں گی جو دوسرے حصوں سے بلحاظ آبادی یا بلحاظ دیگر حالات کے مختلف ہوں گی۔ آئندہ کے ہندوستان میں یہ ضروری ہے کہ والیانِ ریاست کے ایسے اختیارات جن کے ذریعے سے وہ اپنی رعایا کی حالت بہتر بنا سکتے ہیں، قائم رہنے چاہئیں۔ دوسری مراعات جو محض والیانِ ریاست کی ذاتی شان و شوکت سے تعلق رکھتی ہیں، مقابلتاً کم اہمیت رکھتی ہیں۔ جب کہ ان کا مقابلہ اچھی گورنمنٹ قائم کرنے اور ریاستوں کے بوجھ کو ہلکا کرنے کی ضرورت سے کیا جائے۔

"سر سٹیفورڈ کرپس کی تجاویز کی حمایت کا وعدہ کرتے ہوئے نریندر منڈل نے یہ شرط عائد کردی ہے کہ ہر ایک ریاست کو انفرادی طور پر اپنا اپنا کیس پیش کرنے کا حق دیا جائے اور ریاستوں کے پیدائشی حقوق (INHERENT RIGHTS) میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔ ان حقوق کی فہرست بنانا یا ان کی تعریف کرنا آسان کام نہیں، جب کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ۱۸۶۰ء سے اس وقت تک ان حقوق کا سیاسی طور پر کیا مطلب لیا گیا ہے۔ ہر صورت

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

میں یہ تو ظاہر ہے کہ والیانِ ریاست جن "معاہدوں"، کا ذکر کرتے ہیں اور وائسرائے ہند نے والیان ریاست کو جو مشورہ دیا تھا کہ وہ رضاکارانہ طور پر اپنے کچھ اختیارات پولٹیکل آفیسروں کے سپرد کر دیں۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے وقت جب والیانِ ریاست نے فیڈرل سکیم پر عمل کرنے کا وعدہ کیا تھا، تو اِس بات پر رضامند تھے کہ وہ کچھ حد تک اپنے شاہی اختیارات فیڈرل گورنمنٹ کے حوالے کر دیں گے عین ممکن ہے۔ آئندہ کے ہندوستان میں جو اختیارات سنٹرل گورنمنٹ کو دیئے جائیں گے، وہ اُن اختیارات سے بہت کم ہوں گے، جو ۱۹۳۵ء کے ایکٹ میں وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔

اگر وہ تجاویز جو سر سٹیفورڈ کرپس کے حوالے کی گئی ہیں، بنیادی طور پر ریاستوں کے مفاد کے خلاف نہ ہوں (اور ایسا خیال کرنے کے لئے کوئی وجوہات نہیں ہیں)، تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہندوستانی ریاستوں اور برطانوی ہند کے درمیان کوئی مشترکہ اشتراک نہ ہو۔

ہمارا مقصد آزادی ہونا چاہیئے سخت پابندیوں اور آہنی کنٹرول سے آزادی اور وہ آزادی ایسی ہو، جس میں ہندوستان کے مفاد دولتِ متحدہ کے کسی حصہ کے تابع نہ ہوں، بلکہ ہندوستان اپنی تقدیر کا خود ہی مالک و مختار ہو۔"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

شری راجکمار کرن سنگھ جی

ریاست جموں وکشمیر کی گدی کے وارث لفٹننٹ یوراج کرن سنگھ جی بہادر ۹۔ مارچ ۱۹۳۱ء کو کنیز (فرانس) میں پیدا ہوئے۔ جہاں مہاراجہ بہادر اور مہارانی صاحبہ سیر وتفریح کی خاطر تشریف لے گئے تھے۔

شروع ہی سے مہاراجہ بہادر نے آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف ایسی توجہ دی ہے، جو نئی زمانہ شاہی گھرانے کے نوراں نظر کو شاذ ہی میسر ہوتی ہے۔ پہلے پہل تو یوراج بہادر محلات ہی میں مختلف اُستادوں سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ذرا بڑے ہونے پر ان کو ایک عام شہری کی طرح سرینگر کے کانونٹ کالج میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں آپ دیگر شہری بچوں کے ساتھ تعلیم پاتے رہے۔ اس کے بعد آپ کو ڈیرہ دون بھیج دیا گیا۔ جہاں آپ نے سنیئر کیمبرج کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ ڈیرہ دون سے واپسی پر آپ کو سری پرتاب کالج سرینگر میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کیا گیا۔ جہاں آپ اس وقت طالب علم ہیں۔ یوراج کا عام شہری بچوں کے ساتھ تعلیم پانا ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آج تک ہندوستانی شہزادے صرف چیفس کالج وغیرہ ہی میں تعلیم پاتے رہے ہیں۔

یوراج کرن سنگھ جی بڑے ذہین ہیں۔ کھیل کود کا بہت شوق رکھتے ہیں۔ کرکٹ، ہاکی، فٹ بال وغیرہ کے علاوہ آپ شطرنج کے بہت شوقین ہیں۔ گھوڑے کی سواری کے آپ بڑے شائق ہیں۔

یوراج بہادر کی سگائی ریاست رتلام کی چھوٹی شہزادی سے ہوئی ہے۔ یہ رسم ۱۱۔ جون ۱۹۴۱ء کو بمقام سرینگر ادا کی گئی تھی۔

یوراج بہادر ریاستی صنعت وحرفت میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ کئی برسوں سے آپ کشمیر کی نمائش کا افتتاح کرنے آتے ہیں۔

۱۹۴۲ء میں یوراج بہادر نے پہلی بار پبلک کے سامنے تقریر کی۔ جب آپ سرینگر میں منشنل ہسپتال کی بلڈنگ کی افتتاحی رسم ادا کرنے گئے تھے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



مہاراجکمار کرن سنگھہ جی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

213

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

یوراج بہادر کو درسی کتابوں کے علاوہ دیگر کتابیں پڑھنے کا بھی بہت شوق ہے۔ ۱۹۴۴ء میں سرینگر میں بچوں کی کتابوں اور دستی کام کی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے آپ نے اپنے اس شوق کا ذکر یوں کیا تھا:-

"میں اس موقع پر تمام طلبہ کو ذاتی طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ وہ تمام ان سہولتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں جو انہیں کتابیں پڑھنے کے سلسلے میں حاصل ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ کتابیں پڑھنا بہت بڑی مسرت کا شغل ہے۔ ان کے ذریعہ ہمارے سامنے ایک ایسی دنیا آجاتی ہے جس میں عظیم الشان مرد، عورتیں اور بچے ہیں۔ کتابوں کی یہ دنیا ہمارے سامنے رومان، محنت کوشی، مصیبت اور ایثار کی تصویریں رکھتی ہے۔ یہ دنیا ہمیں نئے نئے خیالات اور بیش قیمت معلومات بخشتی ہے۔ ہمیں ہمدردی، استقلال اور بے نفسی سکھاتی ہے اور فرصت کے اوقات کا نہایت خوشگوار مصرف کتابیں پڑھنا ہے"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

شری مہارانی تارا دیوی جی

ہز ہائینس شری مہارانی تارا دیوی جی کانگڑہ کے ایک مشہور کٹوچ راجپوت خاندان کی دختر فرخندہ اختر ہیں۔ آپ ریاست جموں وکشمیر کے ڈوگرہ شاہی خاندان کی پہلی مہارانی ہیں، جنہوں نے پردہ ترک کر کے ۱۹۳۱ء میں یورپ کی سیاحت کی۔ یورپ سے واپسی پر پہلی بار رعایا نے اپنی مہارانی کے درشن کیئے۔

مہارانی صاحبہ بچوں اور عورتوں کی فلاح و بہبود کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتی ہیں۔ آپ نے کئی بار ریاست کے ہسپتالوں وغیرہ کا معائنہ کیا اور ریاست میں نرسنگ سروس کو اچھے معیار پر لانے کی طرف آپ خاص دھیان دے رہی ہیں۔ لڑکیوں کے سکولوں میں سالانہ اجلاس کے موقعہ پر آپ کئی بار تشریف لے جاتی ہیں اور ان لڑکیوں کی جسمانی حالت بہتر بنانے کے لئے اُستانیوں کو ہدائت کرتی ہیں۔ ایک بار آپ سری پرتاپ کالج کے سالانہ اُس کے موقعہ پر تشریف لے گئی تھیں۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں جن زرّیں خیالات کا اظہار کیا۔ وہ یہ تھے:۔

"اچھے شہری بننے کے لئے جہاں بچوں کو پڑھا لکھا بننا ضروری ہے۔ وہاں اُن کا چال چلن بھی سُدھرنا چاہیئے۔ جب تک طالب علموں کی جسمانی حالت اچھی نہ ہو۔ اُن کی ذہنی ترقی ناممکن ہے۔ اس لئے ورزش کو تعلیم کا ایک ضروری حصہ بنانا چاہیئے"۔

اِنسانی ہمدردی آپ کے دل میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے اور غریب غرباء کی امداد کی طرف آپ کافی دھیان دیتی ہیں۔ کچھ عرصہ گزرا، ایک بار آپ رام نگر (جموں) کی طرف سیر کر رہی تھیں۔ تو آپ نے ایک مصیبت زدہ کے کراہنے کی آواز سُنی۔ آپ فوراً موٹر سے اُتر کر موقعہ پر تشریف لے گئیں اور مصیبت زدہ شخص کو سرکاری موٹر میں پہنچانے کا حکم دیا۔ ۱۹۴۶ء کے موسم گرما



مہارانی تارا دیوی جی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

217

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

میں جب آپ چشمہ شاہی کی طرف سیر کو تشریف لے گئی تھیں۔ تب آپ نے سڑک پر ایک زخمی مسلمان لڑکا پڑا ہوا پایا۔ یہ لڑکا موٹر کی ٹکر سے زخمی ہوا تھا۔ مہارانی صاحبہ نے فوراً سرکاری گاڑی منگوائی اور اس لڑکے کو سرکاری ہسپتال میں بھیج دیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد مہارانی خود ہسپتال میں تشریف لے گئیں اور لڑکے کی حالت دیکھ کر مطمئن ہوئیں۔ لڑکے کے والدین کو کئی گھنٹوں کے بعد حادثہ کی اطلاع ملی اور ہسپتال پہنچ کر جب انہیں مہارانی صاحبہ کی ہمدردی کا پتہ چلا تو وہ انہیں دعائیں دینے لگے۔ اس سال گرمیوں کے موسم میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ مہارانی صاحبہ بہمراہی مہارانی صاحبہ آف کوچ بہار نمائش گاہ میں تشریف لائی تھیں۔ اس روز ماسوائے چند سرکاری اہل کاران کے کسی کو نمائش گاہ میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ جب مہارانی صاحبہ ریاست کی صنعت وحرفت کا معائنہ کرتی ہوئی نمائش گاہ میں گھوم رہی تھیں، تو ایک غریب عورت جو کسی طرح نمائش گاہ میں داخل ہو چکی تھی۔ دور ہی سے اپنی غربت کی داستان سنانے لگی۔ پولیس کے سپاہی اس کے پیچھے دوڑے ان کو دیکھ کر مہارانی صاحبہ نے ایک اہل کار کو حکم دیا کہ اس غریب عورت کو آنے دیا جائے۔ فوراً مہارانی صاحبہ نے ایک معقول رقم اپنی جیب خاص سے اس مظلوم عورت کو دی۔ اتنے میں ایک اور غریب عورت آ گئی اور اسے بھی مالی امداد دی گئی۔

چند ماہ کا واقعہ ہے کہ علاقہ ہزارہ کے بہت سے لوگ اپنے آپ کو فسادات سے محفوظ رکھنے کے لئے مظفر آباد میں پناہ گزین ہوئے۔ مہارانی صاحبہ کو پتہ چلا کہ ان لوگوں کے پاس گرم کپڑے کافی نہیں ہیں۔ مہارانی صاحبہ نے فوراً مہاراجہ بہادر سے کہا کہ ان پناہ گزینوں کی امداد کے لئے فوری کارروائی کرنا چاہئے اور آپ نے اپنی گرہ سے تین ہزار روپیہ کی رقم عطا فرمائی۔ یوراج بہادر نے بھی اپنی گرہ سے تین ہزار روپیہ دیا۔ اڑھائی ہزار اونی کمبل خرید کر مظفر آباد بھیجے گئے (باقی رقم مہاراجہ بہادر نے اپنی جیب خاص سے عطا فرمائی)

گذشتہ جنگ کے شروع ہوتے ہی آپ کو احساس ہوا کہ فوجیوں کے لئے سامان تیار کر کے بھیجا جانا چاہئے۔ مہاراجہ بہادر نے "جو وار ایڈ کمیٹی" مقرر کی۔ اس کی صدارت کے فرائض مہارانی صاحبہ کے سپرد کئے گئے۔ یہ ذمہ داری سنبھالتے ہی مہارانی صاحبہ نے ایک اپیل جاری کی اور امید ظاہر کی کہ ریاست کے مرد و زن دل کھول کر امداد کریں گے۔ مہارانی صاحبہ نے ٹوں کی ایک

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

میٹنگ بلائی اور اُن کو ترغیب دی کہ وہ کم از کم ہفتہ میں ایک بار میٹنگ میں شامل ہوا کریں۔ جہاں سب عورتیں اکٹھی ہو کر فوجیوں کے لئے آرام و آسائش کا سامان مثلاً جرابیں۔ سویٹر وغیرہ تیار کیا کریں، چنانچہ جموں اور سرینگر کے مقامات میں عورتیں مقررہ روز کلب میں جایا کرتی تھیں۔

کشمیر وار ایڈ کمیٹی نے اس عرصہ میں تقریباً بارہ لاکھ روپیہ مختلف جنگی کاموں میں بطور امداد روانہ کیا۔ اس کے علاوہ فوجیوں کے لئے کتابیں گراموفون۔ ریکارڈ۔ کھیلوں کا سامان۔ سگریٹ۔ مُربّہ۔ اچار۔ مٹھائیاں اور اُونی کپڑے وغیرہ بھیجے۔ جنگ کے اختتام پر بادشاہ سلامت نے آپ کو امپیریل آرڈر آف دی کراؤن آف انڈیا کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ جموں و کشمیر کی پہلی مہارانی ہیں، جنہیں بادشاہ سلامت سے خطاب ملا ہے۔

مہارانی صاحبہ ریاست کے نظم و نسق میں بھی دلچسپی لیتی ہیں۔ دو بار جب مہاراجہ بہادر دوران جنگ میں سمندر پار تشریف لے گئے۔ تو آپ نے اپنی غیر حاضری میں مہارانی صاحبہ کو کیبنٹ کا صدر مقرر کیا۔

حال ہی میں آپ کو شری پرتاپ میموریل راجپوت سکول اور بورڈ آف ٹرسٹیز دھن دیوی فنڈ وغیرہ کا پریذیڈنٹ مقرر کیا گیا ہے۔

ریاست جموں وکشمیر

ریاست جموں وکشمیر کا رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے۔ رقبہ کے لحاظ سے یہ ہندوستان بھر میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ انگلینڈ، ویلز اور سکاٹ لینڈ کا کُل رقبہ ۸۸۷۴۹ مربع میل ہے۔ اِس طرح اِن تینوں مقامات کے رقبہ سے ہماری ریاست کچھ ہی چھوٹی ہے۔ ہندوستان کے صوبہ جات بہار اور اوڑیسہ کا رقبہ ۸۳۰۵۴ مربع میل ہے اور بنگال کا ۷۷۵۲۱ مربع میل ہے۔ حیدرآباد کا رقبہ ۸۲۶۹۸ مربع میل ہے۔

ریاست کا بیشتر حِصّہ پہاڑی ہے اور کُل رقبہ کا صرف ۶،۵ فی صدی حِصّہ قابل کاشت ہے۔ صُوبہ جمّوں میں فی میل رقبہ میں آبادی کی اوسط ۱۶۰ نفوس ہے اور صوبہ کشمیر میں ۲۰۲۔

مونٹ ایورسٹ دُنیا بھر میں سب سے اونچی چوٹی شمار کی جاتی ہے۔ اِس کے بعد دُنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ہماری ریاست میں ہے۔ جس کا نام مونٹ گاڈون آسٹن (K.2) ہے۔ جس کی بلندی ۲۸۲۵۰ فٹ ہے۔ دُنیا کی تیسری بلند ترین چوٹی بھی ہماری ریاست میں ہے۔ جس کا نام نانگا پربت ہے اور جس کی بلندی ۲۶۶۶۰ فٹ ہے۔ ریاست کے پہاڑوں کی بہت سی چوٹیاں بیس ہزار فٹ سے زیادہ بلندی رکھتی ہیں مگر اِن چوٹیوں کا ابھی تک کوئی نام مقرّر نہیں کیا گیا۔

ریاست کی کُل آبادی ۴۰۲۱۶۱۶ نفوس پر مشتمل ہے۔ جس میں صُوبہ جمّوں کی آبادی دلشمول جاگیرات پونچھ اور چنہینی) ۱۹۸۱۴۳۳۔ صوبہ کشمیر کی ۱۷۲۸۷۰۵ اور فرانٹیئر علاقہ جات کی ۳۱۱۴۷۸ نفوس ہے۔ وزارتوں کے لحاظ سے آبادی کا نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

جمّوں	۴۳۱۳۶۲	جاگیر چنہینی	۱۱۷۹۶
کٹھوعہ	۱۷۷۶۷۲	جاگیر پونچھ	۴۲۱۸۲۸
اُدھم پور	۲۹۴۲۱۷	بارہ مُولہ	۶۱۲۴۲۸
ریاسی	۲۵۷۹۰۳	اننت ناگ	[illegible]
میرپور	۳۸۶۶۵۵	مظفرآباد	۲۶۴۶۷۱
لدّاخ	۱۹۵۴۳۱	گلگت	۹۹۰۲۱
اسٹور	۱۷۰۲۶		

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست میں مردوں کی کل تعداد ۲۱۲۹۸۷۲ اور عورتوں کی کل تعداد ۱۸۹۱۷۴۴ ہے۔

ریاست میں قصبہ جات اور گاؤں کی کل تعداد ۸۸۷۹ ہے۔ اِن میں سے ۶۴۹۵ گاؤں کی آبادی ۵۰۰ نفوس سے کم ہے۔ ۱۴۸۵ گاؤں کی آبادی ۵۰۰ اور ۱۰۰۰ نفوس کے درمیان ہے۔ ۶۳۱ گاؤں کی آبادی ۱۰۰۰ اور ۲۰۰۰ کے درمیان ہے۔ ۱۵۴ قصبوں کی آبادی ۲۰۰۰ اور ۵۰۰۰ کے درمیان ہے۔ سرینگر شہر کی آبادی ۲۰۱۲۷۸ نفوس اور جموّں شہر کی آبادی ۵۰۳۷۹ نفوس پر مشتمل ہے۔

ریاست میں مختلف اقوام میں پڑھے لکھوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:-

مُسلمان	۱۱۰۶۹۲	یعنی	چار فی صدی
ہندو	۱۰۶۸۷۷	یعنی	۱۵ فی صدی
سِکھ	۱۷۷۶۵	یعنی	۳۲ فی صدی
بُودھ	۱۹۲۰	یعنی	۵ فی صدی

سنہ ۱۹۳۱ء سے سنہ ۱۹۴۱ء تک کے دس سال کے عرصہ میں ریاست میں اخبارات اور چھاپہ خانوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہُوا ہے۔ ریاست میں سب سے پہلا اخبار "رنبیر" سنہ ۱۹۲۴ء میں شائع ہونا شروع ہُوا تھا۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں صرف یہی ایک اخبار ریاست سے شائع ہوتا تھا۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں کُل اخبارات کی تعداد ۵۰۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں ریاست میں صرف ۸ چھاپے خانے تھے۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں اُن کی تعداد ۳۷ تھی۔

علاقہء پونچھ

پونچھ کا کُل رقبہ ۱۶۲۷ مربع میل ہے اور سنہ ۱۹۴۱ء کی رپورٹ مردم شماری کے مطابق آبادی ۴۲۱۸۲۸ ہے۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے بھائی راجہ راجگان راجہ دھیان سنگھ جی کو پونچھ کا علاقہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے عطا کیا تھا۔ راجہ دھیان سنگھ جی کے تین صاحبزادے تھے۔ راجہ ہیرا سنگھ، راجہ جواہر سنگھ اور راجہ موتی سنگھ۔ راجہ ہیرا سنگھ نہائت خوبصورت جوان تھے اور اِن کو مہاراجہ رنجیت سنگھ جی والیٔ پنجاب نے "فرزند خاص الخاص" کا اعزاز دے رکھا تھا۔ دربار کے موقعہ پر جہاں مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے ایک طرف کنور نونہال سنگھ جی بیٹھتے تھے، وہاں دُوسری طرف راجہ ہیرا سنگھ جی۔ راجہ دھیان سنگھ جی سنہ ۱۸۴۳ء میں سُرگباش ہوئے اور اِن کی وفات پر راجہ ہیرا سنگھ جی اِن کے وارث قرار دیئے گئے، مگر راجہ ہیرا سنگھ کی وفات کے بعد پونچھ کی جاگیر خالصہ گورنمنٹ نے ضبط کر لی۔ راجہ ہیرا سنگھ جی عموماً لاہور ہی میں رہتے تھے اور لاہور کی ہیرا منڈی آپ کے ہی نام سے آج تک موسُوم چلی آتی ہے۔ راجہ ہیرا سنگھ سنہ ۱۹۰۱ بکرمی میں مارے گئے۔ سنہ ۱۸۴۴ء

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے عہدنامہ کی رُو سے ریاست جموں وکشمیر مہاراجہ گلاب سنگھ جی کو حاصل ہوئی۔ جس میں پونچھ کا علاقہ بھی شامل تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے سمت ۱۹۰۷ بکرمی میں راجہ جواہر سنگھ جی کو کوٹلی کا علاقہ اور راجہ موتی سنگھ جی کو پونچھ کا علاقہ عطا کیا اور راجہ موتی سنگھ جی کو "راجہ" کا خطاب بھی عطا کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد دونوں بھائیوں میں رنجش ہوگئی۔ مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے بہت کوشش کی کہ دونوں بھائیوں میں صُلح ہوجائے مگر فیصلہ نہ ہوسکا۔ آخرکار گورنمنٹ ہند نے دخل اندازی کی اور مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ پونچھ کا علاقہ راجہ موتی سنگھ جی کو دیا جائے اور راجہ جواہر سنگھ جی کو ان کی جاگیر سے صرف ½ حصہ آمدنی دیا جائے اور علاقہ کے انتظام میں ان کا کوئی دخل نہ ہو۔ راجہ جواہر سنگھ جی سنہ ۱۸۶۰ء میں بمقام انبالہ وفات پاگئے۔

راجہ موتی سنگھ جی نے سمت ۱۹۰۹ بکرمی سے سمت ۱۹۴۵ بکرمی تک پونچھ میں حکومت کی۔ جب آپ سمت ۱۹۰۹ بکرمی میں پونچھ پہنچے تو شہر ایک معمولی گاؤں نظر آتا تھا اور ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا۔ آپ نے پونچھ کا شہر آباد کرنے کی طرف فوری توجہ دی اور اس کے ساتھ ہی ملکی انتظام کے لئے دفاتر قائم کئے۔ سمت ۱۹۴۵ بکرمی میں راجہ موتی سنگھ جی کو ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہوا اور آپ انتقال کر گئے۔

راجہ موتی سنگھ جی کے انتقال کے بعد مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی والئے جموں وکشمیر نے راجہ بلدیو سنگھ جی کو بمقام جموں اپنے ہاتھوں سے راج تلک دیا۔ راجہ بلدیو سنگھ جی نے پونچھ میں اشاعتِ تعلیم کی طرف توجہ دی اور ایک ہائی سکول قائم کیا۔ پونچھ میں شفاخانہ قائم کیا گیا اور نظامِ حکومت کو بہتر بنایا گیا۔ پونچھ میں عدالتیں قائم کی گئیں۔ جج کے لئے ریاست کے باہر سے اچھے اچھے قانون دانوں کو منگایا گیا۔ بنارس کے بابو ہری پرشاد کو چیف جج مقرر کیا۔ بابو دسوندھی رام کو صدر جج اور وزیرآباد کے لالہ مکند لعل کو سٹی مجسٹریٹ مقرر کیا۔ اسی طرح پولیس کا محکمہ قائم کیا اور اس کا افسر اعلیٰ شیخ شہاب الدین کو مقرر کیا گیا۔ پونچھ میں بندوبست کے لئے ایک انگریز افسر تعینات کیا گیا۔ راجہ بلدیو سنگھ جی کے زمانہ میں برٹش گورنمنٹ نے پونچھ کے لئے ایک علیحدہ اسسٹنٹ ریذیڈنٹ بھی مقرر کیا۔ مقصلات میں مدرسے کھولے گئے اور چاروں تحصیلوں میں شفاخانے قائم کئے گئے۔

چونکہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی والئے جموں و کشمیر کے کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی اس لئے ان کی استدعا پر منظوری برٹش گورنمنٹ راجہ بلدیو سنگھ جی کے فرزند دوم راجکمار رجگت دیو سنگھ جی کو جب اُن کی عُمر صرف دو سال کی تھی۔ مہاراجہ بہادر کا پسر متبنیٰ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

بنایا گیا۔

راجہ بلدیو سنگھ جی نے پونچھ کی عام ترقی کے ساتھ ساتھ پنجاب کے مختلف مقامات پر بھی بیش قیمت جائداد خرید کی اور کئی کوٹھیاں تعمیر کرائیں۔ سنہ ۱۹۱۴ء کے جنگِ عظیم میں خدمات کے صلہ میں برٹش گورنمنٹ نے راجہ بلدیو سنگھ جی کو میجر کا عہدہ دیا اور ۹ ضرب توپ کی سلامی کا اعزاز عطا کیا۔ آپ کو ذیابیطس کا مرض شروع ہوا۔ آپ نے سنہ ۱۹۱۸ء میں وفات پائی۔

آپ کے چار بیٹے تھے جن کے نام راجکمار سکھدیو سنگھ، راجکمار جگت دیو سنگھ، راجکمار پدم دیو سنگھ اور راجکمار چیتر دیو سنگھ تھے۔

راجہ بلدیو سنگھ جی کی بیماری کے ایام میں راجکمار سکھدیو سنگھ جی اجمیر کالج میں تعلیم پا رہے تھے۔ جب اپنے والد کی بیماری کا پتہ ملا تو وہ پونچھ چلے آئے مگر راجہ صاحب کی وفات پر رسومات ادا کرنے کے بعد پھر اجمیر واپس چلے گئے۔ جہاں دو سال کے عرصہ میں آپ نے تعلیم کا کورس ختم کیا۔ اس دو سال کے عرصہ میں پونچھ کا نظام وزیر صاحب (چودھری محمد الدین صاحب) زیر نگرانی مسٹر جے؛ ایچ، اینڈرسن اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ چلاتے رہے۔ سنہ ۱۹۷۹ بکرمی میں راجہ سکھدیو سنگھ جی مسند نشین ہوئے۔ پونچھ خاندان میں راجہ سکھدیو سنگھ جی پہلے راجہ تھے، جنہوں نے یورپ کی سیاحت کی۔ راجہ سکھدیو سنگھ جی عالم شباب میں سنہ ۱۹۸۴ بکرمی میں بعارضہ نمونیہ انتقال کر گئے۔

آپ لاولد فوت ہوئے۔

آپ کے بعد راجہ جگت دیو سنگھ جی مسند نشین ہوئے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ راجہ جگت دیو سنگھ جی کو مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی والئی جموں و کشمیر نے اپنا پسر متبنیٰ بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ بچپن ہی سے آپ نے کشمیر کے شاہی محلات میں پرورش پائی اور آپ کی تعلیم کے لئے مہاراجہ صاحب نے بہترین انتظامات کئے تھے۔ سنہ ۱۹۷۹ بکرمی میں آپ کی شادی تلوک پور ضلع کانگڑہ میں ہوئی۔ سنہ ۱۹۸۱ بکرمی میں راجکمار شو رتن دیو سنگھ جی پیدا ہوئے۔

مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے سورگباش ہو جانے پر راجہ جگت دیو سنگھ جی نے ریاست جموں و کشمیر کی گدی حاصل کرنے کے لئے بہت کوشش کی مگر گورنمنٹ آف انڈیا نے فیصلہ کیا کہ راجہ جگت دیو سنگھ جی، صرف مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کا سنسکار اور مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے متبنیٰ بنائے گئے تھے اور ریاست جموں و کشمیر کی گدی کا جائز حقدار مہاراجہ ہری سنگھ جی قرار دیئے گئے۔ چونکہ آپ کے برادرِ کلاں راجہ سکھدیو سنگھ جی لاولد فوت ہوئے تھے اس لئے پونچھ کی گدی کا حقدار آپ کو ٹھہرایا گیا اور آپ پونچھ تشریف لے گئے اور پونچھ کی عنانِ حکومت سنبھالی۔ آپ کی مسند نشینی کی رسم

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۹۲۷ء میں ادا ہوئی۔ آپ کے عہد میں پونچھ میں کافی ترقی ہوئی۔ راجہ جگت دیو سنگھ جی ۱۹۴۰ء میں انتقال کر گئے۔

راجہ جگت دیو سنگھ جی کی وفات پر اُن کے بیٹے راجکمار شیو رتن دیو سنگھ کے نابالغ ہونے کے سبب مہاراجہ بہادر نے رائے بہادر کرنل بلدیو سنگھ پٹھانیہ کو نابالغ راجکمار کی ذاتی جائداد کا گارڈین مقرر فرمایا اور خان بہادر شیخ عبدالقیوم کو ایڈمنسٹریٹر پونچھ کا عہدہ دیا۔ مہاراجہ بہادر نے ایک شاہی اعلان کے ذریعے سے راجکمار شیو رتن دیو سنگھ جی کو پونچھ کی گدی کا وارث قرار دیا اور ان کو "راجہ" کا خطاب عطا فرمایا۔

۱۹- جولائی ۱۹۴۰ء کو مہاراجہ بہادر کے حکم سے پونچھ میں ایک پبلک دربار منعقد ہوا۔ جس میں رائے بہادر پنڈت رام چندر کاک نے (جو اُس وقت ریاست کے چیف سیکرٹری تھے) مہاراجہ بہادر کا اعلان حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔

چونکہ راجہ شیو رتن دیو سنگھ جی نابالغ تھے۔ اِس لئے پونچھ کا انتظام اُن کے سپُرد نہ کیا گیا۔ اِس وقت پونچھ کا انتظام ایڈمنسٹریشن جموں وکشمیر گورنمنٹ کے پاس ہے۔ پونچھ میں ریاست کی طرف سے ایک وزیر مامور کیا گیا ہے اور ایڈمنسٹریٹر کا عہدہ تخفیف میں لایا گیا ہے۔

راجکمار میجر پدم دیو سنگھ جی، سر راجہ بلدیو سنگھ جی کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۹۶۵ء بکرمی میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے میو کالج اجمیر اور چیفس کالج لاہور میں تعلیم پائی۔ اِس کے بعد آپ نے فوجی تربیت حاصل کی اور بعد میں محکمہ مال کی ٹریننگ حاصل کی۔ ۱۹۸۸ء بکرمی میں مہاراجہ بہادر نے آپ کو وزیر وزارت کے عہدہ پر مقرر کیا۔ آپ اِس وقت بھی اِسی عہدہ پر ہیں۔

راجکمار چتر دیو سنگھ جی سر راجہ بلدیو سنگھ جی کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ آپ ۱۹۷۳ء بکرمی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چیفس کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

پونچھ کے شاہی خاندان کا شجرہ نسب

- راجہ دھرپ دیو
 - راجہ رنجیت دیو
 - گھنسار دیو
 - صورت سنگھ
 - میاں زورآور سنگھ
 - راجہ کشور سنگھ
 - مہاراجہ گلاب سنگھ
 - میاں اُدھم سنگھ
 - میاں سوہن سنگھ
 - مہاراجہ رنبیر سنگھ
 - مہاراجہ پرتاپ سنگھ
 - راجہ رام سنگھ
 - راجہ امر سنگھ
 - مہاراجہ ہری سنگھ
 - مہاراجکمار کرن سنگھ
 - راجہ لچھمن سنگھ
 - راجہ دھیان سنگھ
 - راجہ ہیرا سنگھ
 - راجہ جواہر سنگھ
 - راجہ موتی سنگھ
 - راجہ بلدیو سنگھ
 - راجہ سکھدیو سنگھ
 - راجہ جگت دیو سنگھ
 - راجہ شورتن دیو سنگھ
 - راجکمار پدم دیو سنگھ
 - راجکمار چتر دیو سنگھ
 - راجہ سوچیت سنگھ
 - میاں مٹھا
 - میاں جھلا
 - میاں دُلا
 - بلونت دیو

پرانے وقتوں میں پونچھ کے راستہ سے بہت سے سیاح کشمیر جایا کرتے تھے۔ خاص کر موسم سرما میں جب پیر پنجال کا راستہ برف باری کی وجہ سے بند ہو جاتا تھا تو پونچھ کا راستہ ہی استعمال ہوتا تھا۔ اب پونچھ میں موٹر کی سڑک تیار ہو چکی ہے۔ ایک سڑک جموں کو براستہ میرپور پونچھ سے ملاتی ہے اور دوسری سرینگر سے براستہ اوڑی پونچھ کو جاتی ہے۔ یہ دو سڑکیں تیار ہو جانے سے پونچھ کی آمد و رفت میں بہت آسانی ہو گئی ہے۔ سرینگر سے تقریباً پانچ گھنٹہ میں بذریعہ لاری پونچھ پہنچا جا سکتا ہے۔ اس سڑک کے علاوہ سرینگر سے گھوڑوں پر یا پیدل پونچھ جانے کے لئے دو بڑے آسان اور خوشنما راستے ہیں۔ ایک توشہ میدان سے پونچھ اور دوسرا گلمرگ سے پونچھ۔

توشہ میدان سے نالہ سار تک دس گھنٹہ کا سفر ہے۔ راستہ میں بڑے خوشنما پہاڑ اور سبزہ زار ہیں۔ جن کو ۱۲۵۰۰ فٹ کی بلندی سے پار کرنا پڑتا ہے۔ نالہ سار سے گاجری تک پانچ گھنٹہ کا سفر ہے۔ جہاں سے اگلا پڑاؤ منڈی ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

منڈی سے چل کر لوچھ۔

گلمرگ کے راستہ کا مختصر حال یہ ہے:-

گلمرگ سے ریبار تک خوبصورت پہاڑی سفر ہے ریبار سے نور پور تک چڑھائی ہے۔یہاں ایک درّہ کو پار کرنا پڑتا ہے جس کی اونچائی ۱۳۰۰۰ فٹ ہے۔نور پور سے لوہارین تقریباً چھ گھنٹہ کا سفر ہے۔لوہارین سے منڈی تک تین گھنٹہ کا سفر ہے۔جہاں سے ایک دن میں لوچھ پہنچا جاسکتا ہے۔

راولپنڈی سے بھی ایک سڑک لوچھ کو جاتی ہے جو مندرجہ ذیل مقامات میں سے گذرتی ہے۔راولپنڈی سے سہالا (۱۱میل) سہالا سے کہوٹہ (۱۲میل) کہوٹہ سے پنجر (۱امیل) پنجر سے لچھمن پتن (۱۰میل) لچھمن پتن سے پلندری (۱۴میل) پلندری سے ہیلن (۷میل) ہیلن سے ہجیرہ (۱۱میل) ہجیرہ سے لوچھ (۱۵میل)

لدّاخ

ایک مورخ نے لدّاخ کو بام عالم "ROOF OF THE WORLD" لکھا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ لدّاخ کے کئی حصّے بہت بلندی پر واقع ہیں اور ان خطوں میں بسنے والے لوگ دنیا بھر میں سب سے زیادہ بلندی پر رہائش رکھنے والے بتائے جاتے ہیں۔

لدّاخ ایک وسیع پہاڑی ملک ہے جو وادیٔ کشمیر کے مشرق کی طرف واقع ہے۔لدّاخ کو عام طور پر تبّت کہتے ہیں۔لدّاخ کا کوئی مقام سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فٹ سے کم بلندی پر واقع نہیں ہے اور اس علاقہ کے پہاڑ تو بیس ہزار سے پچیس ہزار فٹ کی بلندی پر آسمان سے باتیں کرتے ہیں۔

لدّاخ میں بہت سے سیاح جاتے ہیں شکار کے شائقین کے لئے یہاں بہت سے جنگلی جانور ملتے ہیں مثلاً مارخور، IBEX، برفانی چیتا، ہرن وغیرہ۔

وسطی ایشیاء اور ہندوستان کے مابین تجارت کا مرکز بھی لدّاخ ہی ہے اور تاجروں کی سہولیت کے لئے یہاں موسم گرما میں برٹش جائینٹ کمشنر بھی مقیم رہتا ہے۔رقبہ کے لحاظ سے لدّاخ (فرانٹیر ڈسٹرکٹ) ریاست جموں وکشمیر کے کُل رقبہ کا ۲/۳ حصّہ ہے۔اس کا کُل رقبہ ۴۵۷۶۲ مربع میل ہے۔

جغرافیائی لحاظ سے لدّاخ میں بلتستان اور دردستان کے علاقے بھی شامل ہیں۔لدّاخ کے شمال میں کوہ قراقرم، مشرق میں تبّت۔جنوب میں کوہ ہمالیہ اور مغرب میں بلتستان ہیں۔لدّاخ کا صدر مقام لیہہ ہے۔جہاں ریاست جموں وکشمیر کی طرف سے وزیر وزارت مقیم رہتا ہے۔

لیہہ سطح سمندر سے ۱۱۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔لدّاخ میں زیادہ تر بدھ مذہب کے لوگ پائے جاتے ہیں اور بہت سے سیاح یہاں بودھوں کے رسم ورواج اور ان کے مندر جن کو "گنپہ" کہتے ہیں دیکھنے جاتے ہیں۔ان بودھ مندروں میں لیہہ کا "ہمس گنپہ" سب سے زیادہ مشہور ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

دُنیا بھر کے اُن چند مقامات میں جہاں موجودہ زمانہ کی تہذیب کے اثرات نہیں پائے جاتے، لدّاخ بھی شامل ہے۔ مشہور یورپین سیاح گنپت نے لدّاخ کی سیاحت کے بعد اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ

"یہ وہ مُلک ہے، جہاں موجودہ زمانہ کی موٹر کاروں، ٹیلیفون و دیگر ایسی چیزوں کا نام و نشان بھی موجود نہیں ہے۔ مَیں حیران ہوں کہ آج تک مہاتما" گاندھی نے لدّاخ کی سَیر کیوں نہ کی۔ مہاتما گاندھی جو کچھ چاہتے ہیں، وہ لدّاخ میں موجود ہے"۔

لدّاخ اور اس کے گرد و نواح کے مشہور مقامات مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ **جھیل پنگکونگ**:- یہ جھیل ۹۰ میل لمبی اور ۳ میل چوڑی ہے۔ اس کا پانی نمکین ہے۔ یہ مقام لیہہ سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۲۔ **وادی چنگ چھمو**:- یہ خوبصورت وادی دریائے چنگ چھمو کے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں تبّتی بارہ سنگا کا شکار ہوتا ہے۔

۳۔ **کوہ لون گن**:- اس پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی سطح سمندر سے ۲۳۰۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

۴۔ **بالٹورو گلیشیر**:- کوہ قراقرم کے دامن میں ایک بہت بڑا گلیشیر ہے۔ یہاں بہت سے جنگلی جانوروں کا شکار ہوتا ہے۔

۵۔ **کوہ قراقرم**:- ریاست جموں و کشمیر میں سب سے اونچا مقام کوہ قراقرم کی چوٹی ماؤنٹ گاڈون آسٹن ہے۔ جو سطح سمندر سے ۲۸۲۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ دُنیا بھر میں اس پہاڑ کی چوٹی کی اونچائی دوسرے درجہ پر ہے۔ اس چوٹی پر پہنچنے کے لئے بہت کوشش کی گئی۔ مگر ابھی تک کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہاں عام طور پر امریکہ کی مہم آیا کرتی ہے۔

۶۔ **نانگا پربت**:- نانگا پربت دُنیا بھر کے اونچے مقامات میں آٹھویں درجہ پر ہے۔ نانگا پربت کی سب سے اونچی چوٹی سطح سمندر سے ۲۶۶۲۷ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ سینری کے لحاظ سے نانگا پربت دُنیا بھر کا بہترین پہاڑ خیال کیا جاتا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے کے لئے کئی بار جرمنی سے مہمیں EXPEDITIONS آئیں مگر ابھی تک کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

۷۔ **بلتستان یا اسکردو**:- یہ علاقہ دریائے سندھ کے دونوں کناروں پر ۱۵۰ میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس میں کھپلو، شگر، اسکردو اور رونڈو شامل ہیں۔

۸۔ **دردستان**:- اس علاقہ میں استور، بونجی، چیلاس، گلگت، ہونزہ، نگر، پونیال، یاسین اور چترال کے علاقے شامل ہیں۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

228

کشمیر کی سیاحت

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کشمیر کی سیاحت

دنیا بھر کے سیاح کشمیر میں آئے اور ان میں سے ہر ایک نے یہ تسلیم کیا کہ خطۂ کشمیر کا جواب بلحاظ مناظرِ قدرت اور آب و ہوا پردہ عالم پر نہیں اور وہ مان گئے کہ اگر دنیا میں جنّت کا کوئی نمونہ ہے تو وہ صرف کشمیر ہے سہ

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

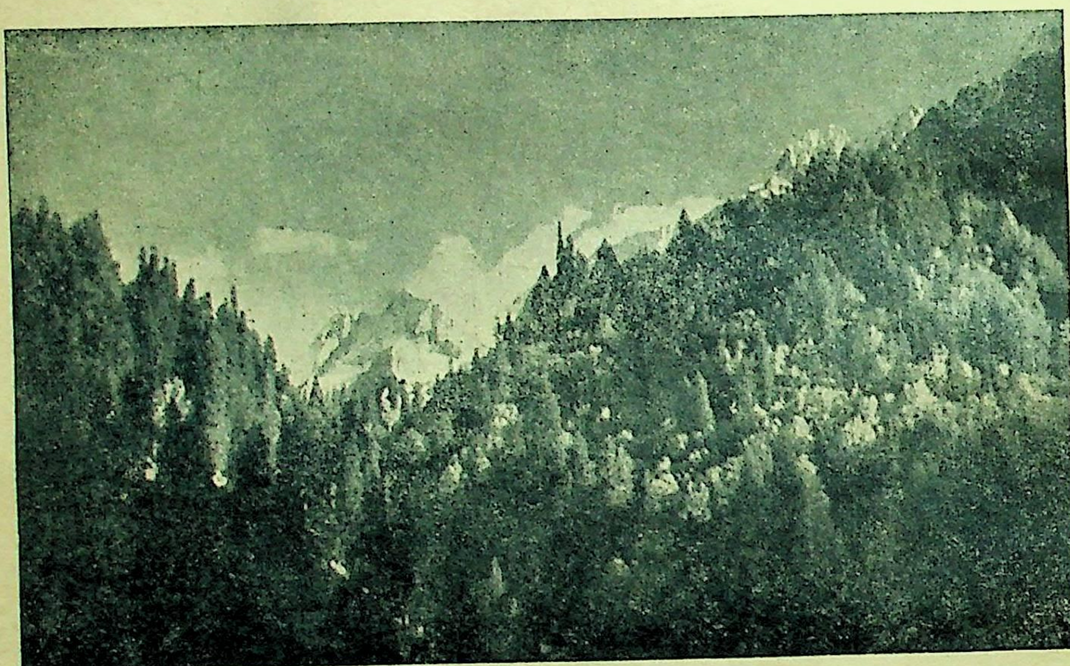
مغلیہ بادشاہ مناظر قدرت کے بڑے قدردان تھے۔ انہوں نے کشمیر دیکھا تو لٹّو ہو گئے اور جب تک ان میں نقل و حرکت کی جان رہی، وہ اکبر سے لے کر اورنگ زیب تک باقاعدہ دلّی سے سرینگر آتے رہے۔ ان بادشاہوں کے سفر ایک بہت بڑی مہم ہوتے تھے۔ ہزاروں آدمی ساتھ ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں موجودہ زمانہ کی سڑکیں اور موٹر گاڑیاں نہ تھیں۔ اس زمانہ میں کشمیر کی سیاحت کا راستہ بھمبر و راجوری ہوتا ہوا کشمیر جاتا تھا۔ گجرات سے شاہی مغلیہ بھمبر جایا کرتے تھے۔ یہاں سے آگے مندرجہ ذیل پڑاؤ تھے:-

سعد آباد، نوشہرہ، چنگس، راجوری، تھنہ منڈی، بہرام گلہ، پوشیانہ، علی آباد سرائے، ہیرپور، شوپیاں، خانپور، سرینگر۔

ان میں سے اکثر مقامات پر عالیشان محلات تعمیر ہوئے تھے۔ جنہیں حرم سرائے کہتے تھے۔ جن کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کشمیر کو سولہ سنگار سے آراستہ کرنے کا حق مغلوں نے ادا کیا اور قدرت کی صنّاع کاری کو چار چاند لگا دیئے اور باغوں اور محلّات کے ایسے نمونے چھوڑ گئے کہ جنہیں دیکھ کر اب بھی ماہرین تعمیر حیران رہ جاتے ہیں۔

وادیٔ کشمیر سطح سمندر سے کوئی زیادہ بلند نہیں۔ بس پانچ ہزار اور چھ ہزار فٹ کے درمیان ہے یہ بلندی۔ ایسی خوش گوار آب و ہوا کی ضامن نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ وہ سر بہ فلک پہاڑوں کے جھرمٹ میں نہ ہو، جو اسے شمال کی سرد ہوا کے

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



سونامرگ کے پاس

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

2 3ा

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جھونکوں سے محفوظ رکھیں اور میدانوں کی سرد لُو کو
اس سرزمین میں اوّل تو روک دیں۔ ورنہ انہیں
ٹھنڈا کر کے داخل ہونے دیں۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر
کے سبزہ زار، سدا بہار چشمے، خوش گوار جھیلیں، دریاؤں
کی روانی۔ آبشاروں کی نغمہ باری، حیات بخش باغ،
اور حیرت انگیز کھنڈر ہر سال ہزاروں کی تعداد میں
سیاحوں کو آنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

یہ بھی کشمیر کی حقیقت مؤرخانہ انداز سے اب
اسے شاعرانہ نگاہ سے دیکھئے۔

۱۔ جب عُرفی اکبر کے ساتھ کشمیر آیا تو آب و ہوا کی
لطافت، چشموں کی خوبی، میوے کی افراط دیکھ کر
اُس نے کشمیر کی تعریف میں شعر کہا۔ جو شاہ کو پسند
ہُوا ؎

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید
گر مرغ کباب است کہ با بال و پر آید

۲۔ جناب علامہ کیفی اس طرح حقیقت نگاری
کے جوہر دکھاتے ہیں۔ سبحان اللہ ؎

چشمے سرجیون ہیں ایسے جن پہ کوثر ہو نثار
چشم گردوں نے بھی دیکھے ہوں نہ اس سنسار میں
آنکھ جب اس پر پڑی نظروں سے جنت گر پڑی
ایسی کب ہوں گی بہاریں سورگ کے گلزار میں
ہے ہتک کشمیر کی کہنا اسے جنت نظیر
سامنے آنکھوں کے یہ وہ بس دل ابھار میں
حُسن فطرت کے مناظر صحت افزا اس قدر
ہے مرض مفقود چشم نرگس بیمار میں
بر محل ہے گر نسیم باغ ہے جلوہ فروش
سبزے کی لپٹیں کہاں ہیں نافۂ تاتار میں
ہے لب آب ایک گلشن اور ہے اک زیر آب
ڈل بھی لاثانی ہے دُنیا کے دیار امصار میں
مارتا ہے کیا سفیدہ آب دُر کو ٹھوکریں
رَوندے جاتے ہیں گُہر اس بزم گوہر بار میں

ایک سے اک بڑھ کے ملتے ہیں مناظر دلفریب
دیکھو وادی میں جدھر جاؤ جہاں کہسار میں
پھول ہیں چشمے ہیں میووں کے شجر اور مرغزار
چپّہ چپّہ دب رہا ہے لطف حق کے بار میں
پھر اس دریا دلی سے یہ خزانے بے بہا
کیا نچھاور کر رہی ہے وادیٔ کہسار میں
حسن صنعت اس قدر انساں سے ہے شیر و شکر
کھول کر آنکھیں ذرا دیکھو تو شالا مار میں

۳۔ پنڈت شنکر ناتھ نادرؔ نشاط باغ سے متاثر ہو
کر گویا ہیں۔

تعالی اللہ ہمایوں بوستانے
ز سر سبزی بہشت جاودانے
زمیں رنگیں در و دیوار پُر نور

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مزد جاروب ادا از طرّہ حوُد

۴۔ پنڈت بیربل کاچرد وارستہ شالامار باغ کی شان میں کہتے ہیں:۔

بہاراست اَے ملبلِ نغز گوئے
ببوئے چمن از طرب ار رُوئے
بہر شاخ گل شاد و خندہ نشیں
گُلِ عیش از باغِ عشرت بچیں

۵۔ پنڈت شام نرائن یکتاؔ کشمیر کی یوں مدح سرائی کرتے ہیں:۔

نظر کہیں نہیں آتا جہاں میں اس کا نظیر
بہشت کا ہے نمونہ قلمروِ کشمیر
ہوا یہاں کی صبا ہے تو آب آبِ حیات
زمیں کی خاک ہے رتبہ میں ہمسرِ اکسیر
بہار برف کی دیکھو اگر زمستاں میں
وہ لُطف آئے کہ مُنہ سے نہ ہو سکے تفسیر
صفت بہار کی لکھتا ہوں اَب عجب کیا ہے
قلم کی شاخ جو ہو گُل نشاں دمِ تحریر
عجیب کیوں نہ ہو گل مرگ کے چمن کی فضا
فضا نے بخشی ہے پھولوں کو اس جگہ جاگیر
وہ لطف شہر میں دریا کی ہے روانی کا
کہ سلسبیل کا ہے لطف اس کا عشرِ عشیر
بروئے آب ہے ہر وقت کیا ہی فرحت بار
رواں ہر ایک طرف کشتیوں کا جمِ غفیر
یہاں کے میووں کے ہمسرِ ارم میں ہوں شاید
زمیں پر ایسے کہاں ہیں لطیف اور کثیر

۶۔ پنڈت سہج رام کول خازنؔ نے کشمیر کی تعریف میں ایک سیر حاصل نظم لکھی ہے۔ جس میں تفصیل سے ہر مقام کی خوبیاں ظاہر کی ہیں۔ خلاصہ ملاحظہ ہو۔

کشمیر جنّت نظیر

خوشا ملکِ کشمیر جنّت نظیر
کہ از باغِ جنّت لبسے دل پذیر
ہوائش معطّر ز بادِ شمال
ہمہ تازہ جاں بخش نخل و نہال
ز یک سوئے فوّارہ و آبشار
ز دیگر طرف حوض فوّارہ دار
ز ہر راہش آبِ رواں است در باغ
ز ہر سوئے اشجار و کوہ است و راغ

شالامار

ببیں ایں فرح بخش جاں شالمار
چنیں جوئے یا حوض فوّارہ دار
چنیں گلشن تازہ و شک خیز
چنیں نہرِ دل کش بدیں آبِ تیز
چنیں قصر برتر ز عرشِ بریں
چنیں صفحۂ سنگ ہائے گزیں

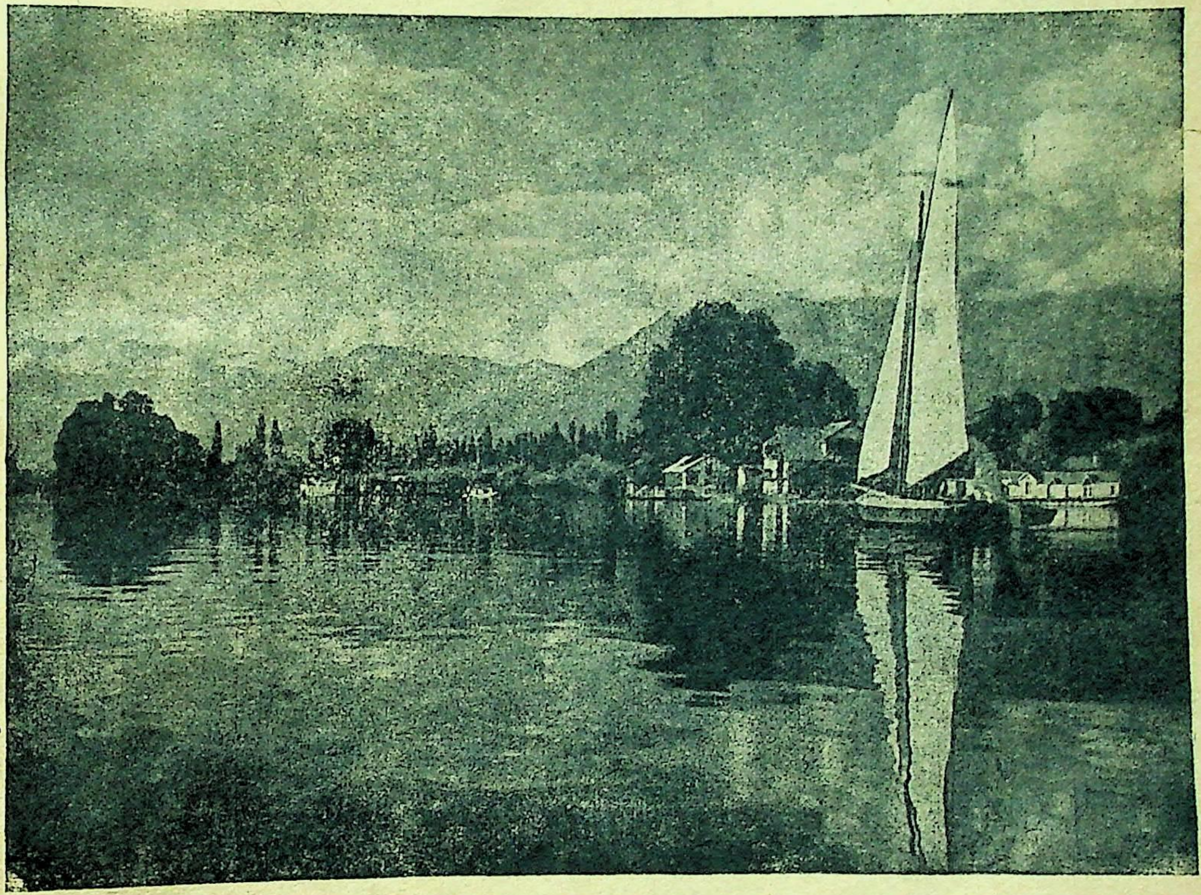
نشاط

ببیں ایں نشاط پُر از انبساط ز باغِ جناں پُر سرور و نشاط

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

235



نگین باغ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ڈل

ڈل است آنکہ دل ہا نماید نظار
زآب دہوا و گل و بید زار
ہماں آب تالاب ڈل دل فزاء
فزائندہ جاں دیدۂ دِل کشاء
صفا بخش آئینہ ہائے دل است
بہ روشن ضمیراں صفائے دل است

نسیم و نگیں

بہ بیں ایں نسیم و بہ بیں ایں نگیں
نگیں اند در خاتم ایں زمیں
نسیم است پُر از نسیم چنار
فرح بخش دل چوں نسیم بہار
ہمہ پُر ز شمشاد و سرو چنار
ہمہ سبزی شاخ سار

ہری پربت

نہ کوہ است کوہ سر در آمدہ
نہ پربت بلے کوہ نور آمدہ
ز نورش ہنوز جہاں ہر زماں
ز فرش زمیں تا سرِ آسماں

۷۔ اب پنڈت اقبال کشن در صاحب کی گل فشانی ملاحظہ ہو۔ نظم کیا ہے، اچھا خاصہ فوٹو ہے:۔

اللہ اللہ رے کشمیر کی تاثیر بہار
بنتی بنتی ہے ہر اک پھول کی تصویر بہار
ہاں اگر سبزہ نو رستہ ہے تحریر بہار
جنبش برگِ گُل تازہ ہے تقریر بہار
کیا نظارہ ہے کہ پھولوں سے کنول کے گویا
سارا ڈل بن گیا آئینۂ تصویر بہار
ڈل کے پھولوں پہ شبِ ماہ نے برسایا نور
موسمِ گل میں چمک اُٹھی ہے تصویر بہار

ایک اور

نسیمِ گلشنِ کشمیر روح پرور ہے
یہ وہ مقام ہے فردوس کا جو ہمسر ہے
یہ عطر بیز ہوا، ہاں جسے میسّر ہے
بڑا نصیب ہے اس کا بڑا مقدّر ہے
یہ ہم نے مانا ولائت بھی ہے بہت مشہور
مگر وہ بات کہاں کاشمیر کی سی حضور
یہاں کا چشمہ شاہی ہے چشمۂ کوثر
نشاط باغ بھی باغِ ارم کا ہے ہمسر
تمام خطّہ میں دیکھو جدھر اُٹھا کے نظر
عجب طرح کے یہاں دل فریب ہیں منظر
ہنسا رہی ہے گلوں کو کھلا کھلا کے نسیم
لُٹا رہی ہے گلوں کو ہنسا ہنسا کے نسیم
کہاں ہے دہر میں یہ لطفِ باغِ شالامار
کہاں شگوفہ بادام و یاسمن کی بہار
کہاں سفیدوں کی دیکھی ہے یہ قطار قطار
کہاں چناروں کے پتّوں کی ہر طرف چھنکار

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

بنا کے صانع قدرت نے گلشن کشمیر
کہا کہ دہر میں ہوگی نہ کوئی اس کی نظیر

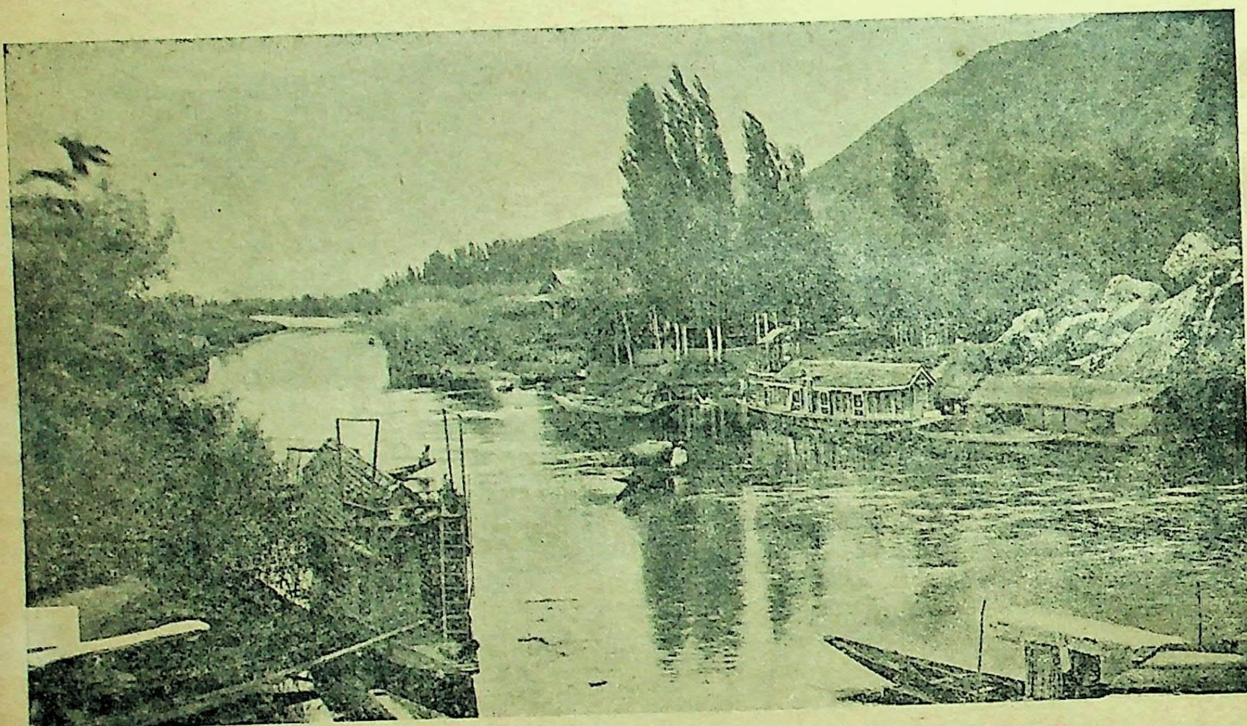
سرینگر

کشمیر کی راجدھانی سرینگر ہے۔ جس کے معنی ہیں "سورج کا شہر"۔ یہ شہر بادشاہ پرورسین دوم نے آباد کیا تھا۔ جس نے کشمیر میں ۷۹ء سے ۱۳۹ء تک حکومت کی۔ یہ شہر وادیٔ کشمیر کے عین وسط میں واقع ہے اور دریائے جہلم کے دونوں کناروں پر آباد ہے۔ سطح سمندر سے ۵۲۰۰ فٹ بلند ہے۔ اس کا رقبہ ۱۱ مربع میل ہیں پھیلا ہوا ہے اور آبادی ۲۰۷۷۸۷ ہے۔ سرینگر تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے۔ پنجاب اور مشرقی کشمیر کے مابین ساری تجارت کا یہی مرکز ہے۔ جہاں یارقند سرائے میں لاکھوں روپیہ کا لین دین ہوتا ہے۔ سرینگر کا درجہ حرارت اوسطاً مندرجہ ذیل ہوتا ہے:-

نام ماہ	زیادہ سے زیادہ	کم سے کم
جنوری	۴۰.۷ فارن ہائٹ	۲۷.۱ فارن ہائٹ
فروری	۴۳.۶	۲۸.۷
مارچ	۵۵.۱	۳۷.۲
اپریل	۶۵.۰	۴۴.۹
مئی	۷۵.۸	۵۱.۸
جون	۸۳.۰	۵۸.۳
جولائی	۸۵.۷	۶۴.۴
اگست	۸۴.۹	۶۳.۷
ستمبر	۷۹.۶	۵۴.۲
اکتوبر	۷۰.۴	۴۱.۱
نومبر	۶۰.۵	۳۱.۷
دسمبر	۴۷.۴	۲۷.۶

سرینگر میں سال بھر میں اوسطاً ۲۵.۸۷ انچ بارش ہوتی ہے۔ سرینگر میں سیاحوں کی رہائش کے لئے مکانات کے علاوہ بہت سے ہوٹل اور ہاؤس بوٹ موجود ہیں۔ ہوس بوٹ زیادہ تر انگریز سیاحوں کے لئے ہی ہیں۔ ہندو، مسلمانوں کے لئے علیحدہ ہوٹل بھی موجود ہیں۔ سناتن دھرم پرتاپ سبھا، سنگھ سبھا اور آریہ سماج نے امیراکدل میں وسیع عمارات تعمیر کرائی ہوئی ہیں۔ جن میں کافی سیاح ٹھہرتے ہیں۔ مقررہ دنوں کے لئے کوئی کرایہ نہیں لیا جاتا۔ بہت سے سیاح تو کشمیر میں تیرتے ہوئے گھروں یعنی ہاؤس بوٹوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ دریائے جہلم کے دونوں کناروں پر امیراکدل سے رام منشی باغ تک ہاؤس بوٹوں کی قطاروں کی قطاریں لگی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ادھر چنار باغ اور جھیل ڈل کے کنارے پر بھی یہ تیرتے ہوئے گھر اپنی بہار دکھاتے ہیں۔

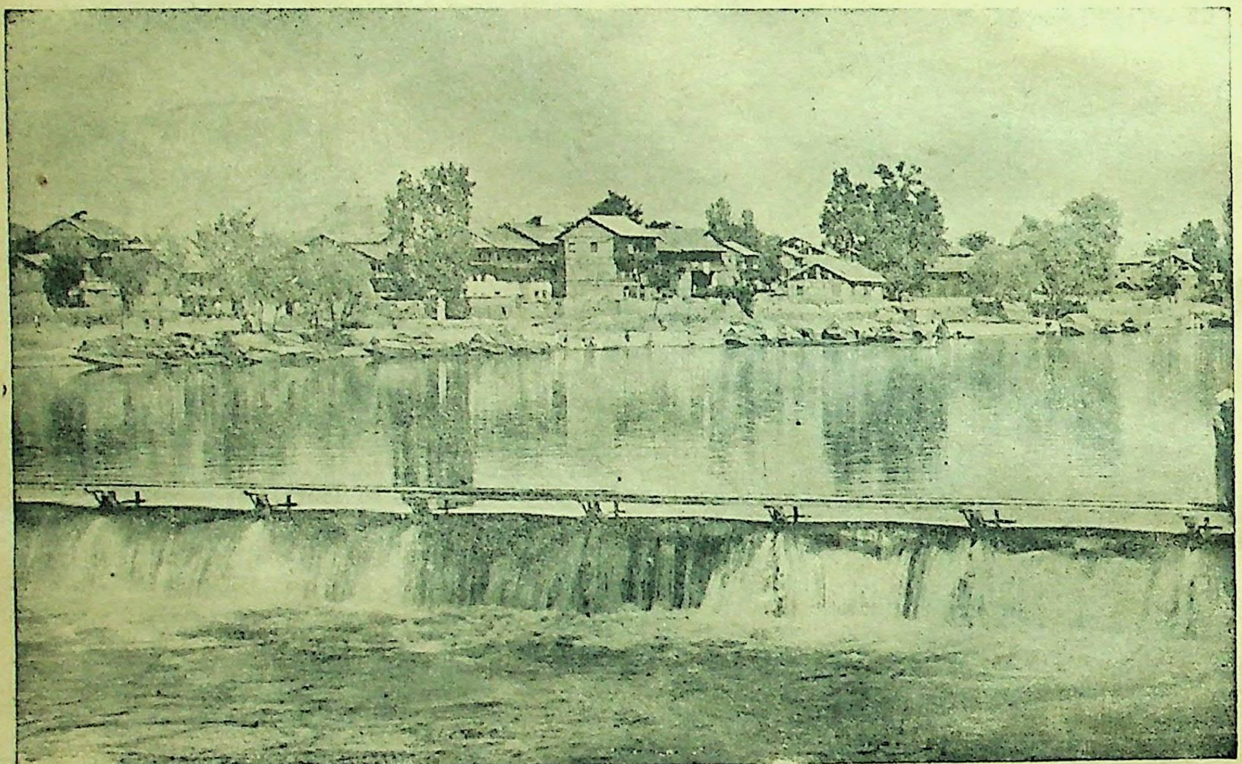
CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



سرنیگر (۱)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

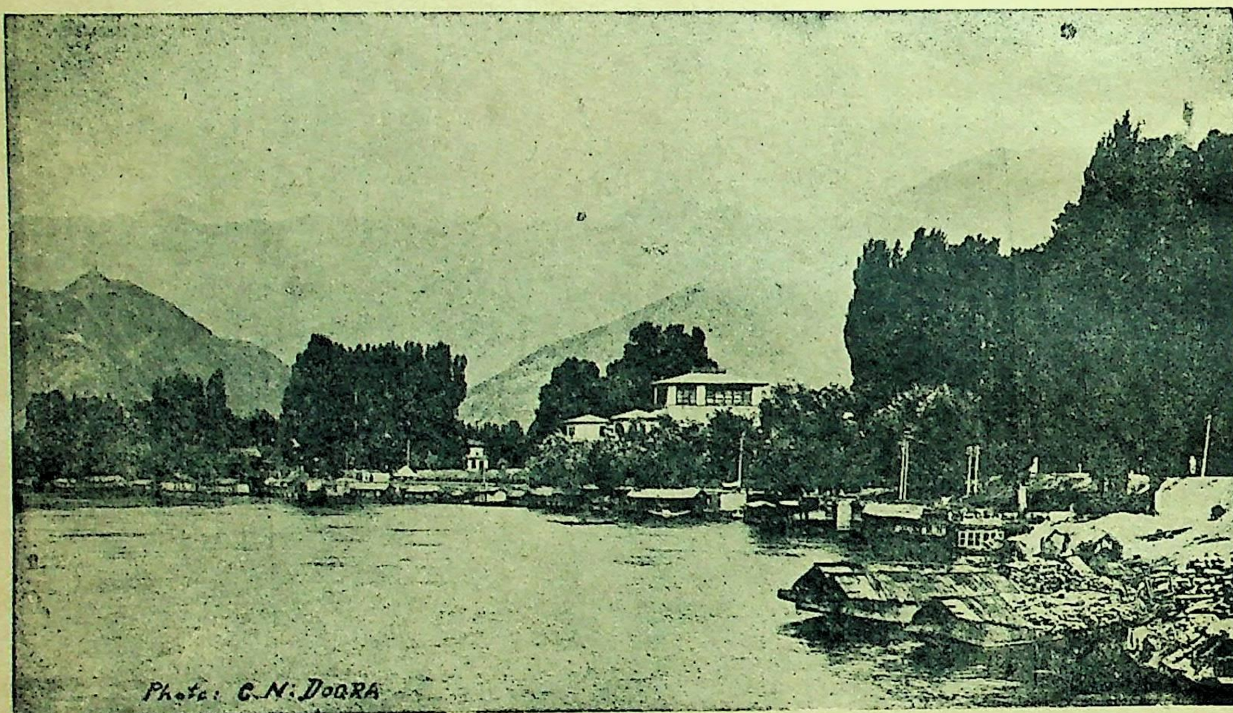


سرینگر (۲)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

841

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



سرنیگر (۳)

243

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

جھیل ڈل میں سیر کرنے کے لئے کشتیاں موجود ہیں جن کو کشمیر میں "شکارا" کہا جاتا ہے۔

سرینگر میں مندرجہ ذیل مذہبی عمارات ہیں:۔

عیسائیوں کے لئے۔

۱۔ پروٹسٹنٹ گرجا۔

۲۔ رومن کیتھولک گرجا۔

ہندوؤں کے لئے۔

۳۔ ہری پربت

۴۔ شنکر آچاریہ

۵۔ رگھوناتھ جی کا مندر

۶۔ درگا کا مندر

۷۔ کالی دیوی کا استھاپن۔

مسلمانوں کے لئے۔

۸۔ جامع مسجد

۹۔ شاہ ہمدان زیارت

۱۰۔ مخدوم صاحب کی زیارت۔

۱۱۔ حضرت بل کی زیارت۔

سکھوں کے لئے۔

۱۲۔ گوردوارہ امیرا کدل۔

۱۳۔ گوردوارہ چھٹی بادشاہی۔

سرینگر میں تفریح طبع کا کافی سامان موجود ہے۔ سرینگر کلب جس کی ایک برانچ موسم گرما میں نگین باغ میں بھی ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر یورپین ممبروں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ امر سنگھ کلب اور ہیرلسن کلب ہیں۔ ٹینس، گاف، کرکٹ وغیرہ کی کھیلوں کے لئے کافی مقامات موجود ہیں جھیل ڈل میں یورپین سیاح تیرتے ہیں اور کئی کھیلیں کھیلتے ہیں۔ سرینگر میں تین سینما ہال ہیں۔ ان کے نام ریگل۔ امرلیش و پلیڈیم ہیں۔ ریگل میں موسم گرما میں انگریزی فلمیں چلائی جاتی ہیں۔ باقی دونوں سینما ہالوں میں ہندوستانی فلموں کی نمائش ہوتی ہے۔

سرینگر میں مندرجہ ذیل درسگاہیں اور ادارے ہیں:۔

۱۔ سری امر سنگھ ڈگری کالج

۲۔ سری پرتاپ انٹرمیڈیٹ کالج

۳۔ گورنمنٹ سکولز

۴۔ چرچ مشن سکولز

۵۔ سرامر سنگھ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ۔

۶۔ کانونٹ کالج

۷۔ شالی سٹور

۸۔ سری پرتاپ سنگھ میوزیم

۹۔ گورنمنٹ امپوریم۔

۱۰۔ اکھل بھارت چرخہ سنگھ

۱۱۔ گورنمنٹ سلک فیکٹری۔ اس فیکٹری کو دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تین دن قبل ڈائرکٹر سریکلچر سے تحریری درخواست کی جائے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

سرینگر میں مندرجہ ذیل ہسپتال ہیں:-
۱۔ گورنمنٹ سول ہسپتال۔ (۲) چرچ مشن ہسپتال (۳) کشمیر نرسنگ ہوم (۴) ڈائمنڈ جوبلی زنانہ ہسپتال (۵) چرچ مشن زنانہ ہسپتال (۶) سول ڈیپرٹری ہسپتال (۷) اسٹیٹ ہسپتال (۸) تپدق کا ہسپتال۔

ماہ ستمبر میں ہر سال سرینگر میں ریاستی صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ کی نمائش منعقد ہوتی ہے۔ یہ نمائش ایک مہینہ رہتی ہے اور ہر سال ہزارہا لوگ یہ نمائش دیکھنے جاتے ہیں۔

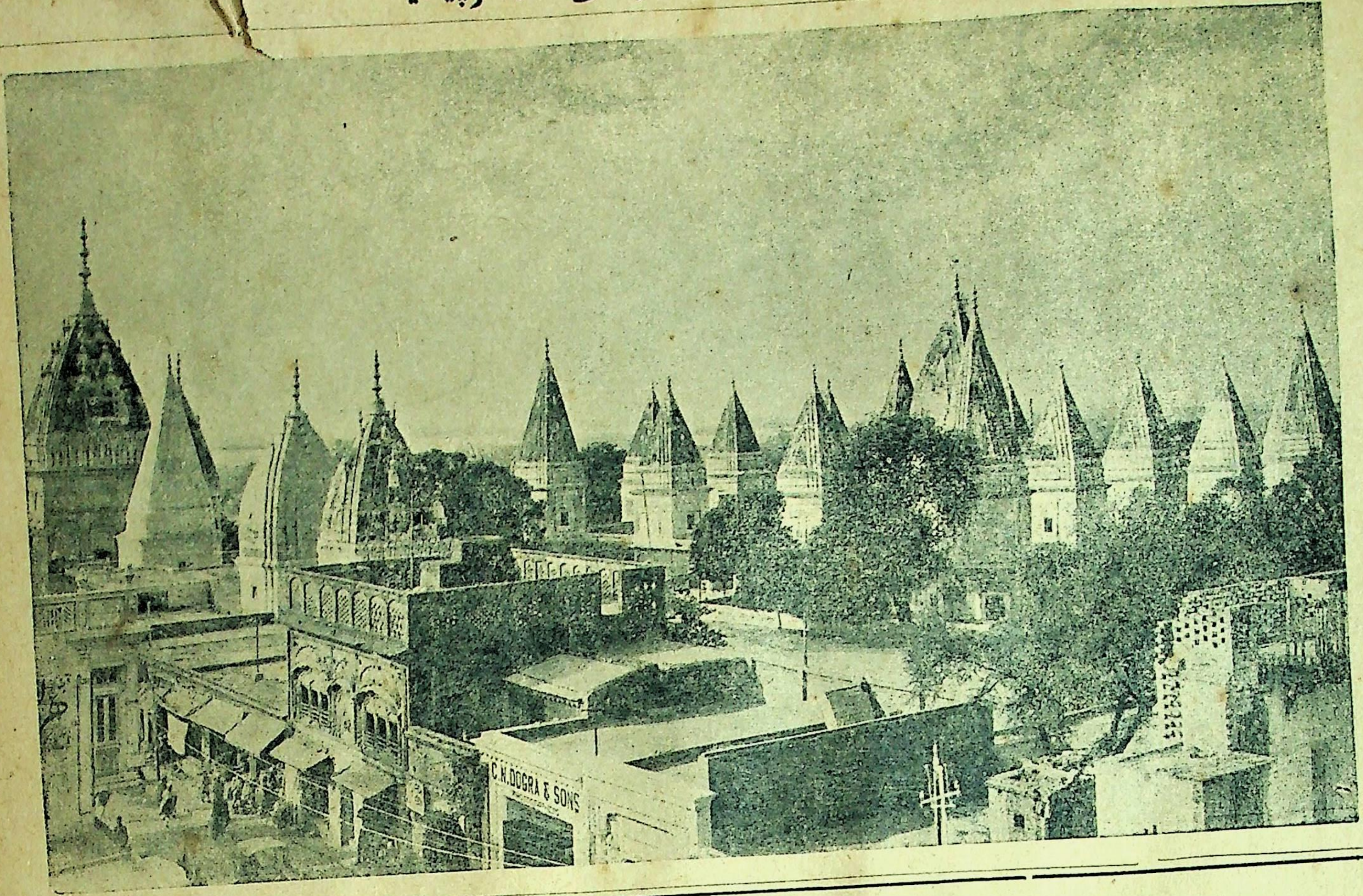
سیاحوں کی سہولت کے لئے جموں و کشمیر گورنمنٹ نے ایک علیحدہ دفتر بنایا ہوا ہے۔ جس کا نام "وزیٹرس بیورو" ہے۔ یہ محکمہ سیاحوں کو ہر قسم کی اطلاعات بہم پہنچاتا ہے اور اُن کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہو تو اُس کا ازالہ کرتا ہے۔ یہ دفتر سرینگر پوسٹ آفس اور ریذیڈنسی بلڈنگ کے درمیان ہے۔ اگر کسی سیاح کا کسی مقامی دکاندار کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو اُس کا فوری تصفیہ کرنے کے لئے اس محکمہ کے ڈائرکٹر کو مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل ہیں۔ سیاحوں کو چاہئے کہ وہ ہاؤس بوٹ وغیرہ کرایہ پر لینے سے پہلے اس دفتر سے مشورہ کر لیا کریں یا کشمیر کے سفر کے متعلق کسی مزید اطلاع کی ضرورت ہو، تو "ڈائرکٹر وزیٹرس بیورو، ہز ہائینس گورنمنٹ سرینگر" کو چٹھی لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔ حال ہی میں جموں و کشمیر گورنمنٹ نے سیاحوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اس محکمہ کو وسعت دی ہے اور موسم گرما میں پہلگام، گلمرگ، نگین باغ وغیرہ میں ٹورسٹ بیورو اسسٹنٹ موجود رہتے ہیں۔

راولپنڈی، جموں اور سوچیت گڑھ میں بھی وزیٹرس بیورو کے دفاتر کھولے گئے ہیں۔

جموں

ریاست کی راجدھانی جموں ہے۔ گو یہ چھوٹا سا شہر ہے مگر خوبصورتی کے لحاظ سے ریاست کا بہترین مقام ہے۔ یہ شہر دریائے توی کے کنارے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر آباد ہے اور یہاں سے دور تک نظر پڑتی ہے۔ جہاں ہر طرف لہلہاتے ہوئے کھیت۔ سرسبز درخت اور سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا دریائے توی اور توی کے اس پار باہو کا مشہور قلعہ نظر آتا ہے۔ سیالکوٹ کی طرف سے ریل گاڑی میں آتے ہوئے دور ہی سے جموں شہر اور اس کے مندروں کے چمکتے ہوئے کلس نظر آتے ہیں۔ اسی وجہ سے جموں کو "مندروں کا شہر" بھی کہا جاتا ہے۔ جموں شہر میں کئی قابل دید مقامات ہیں۔ شری

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



مندر شری رگھوناتھ جی

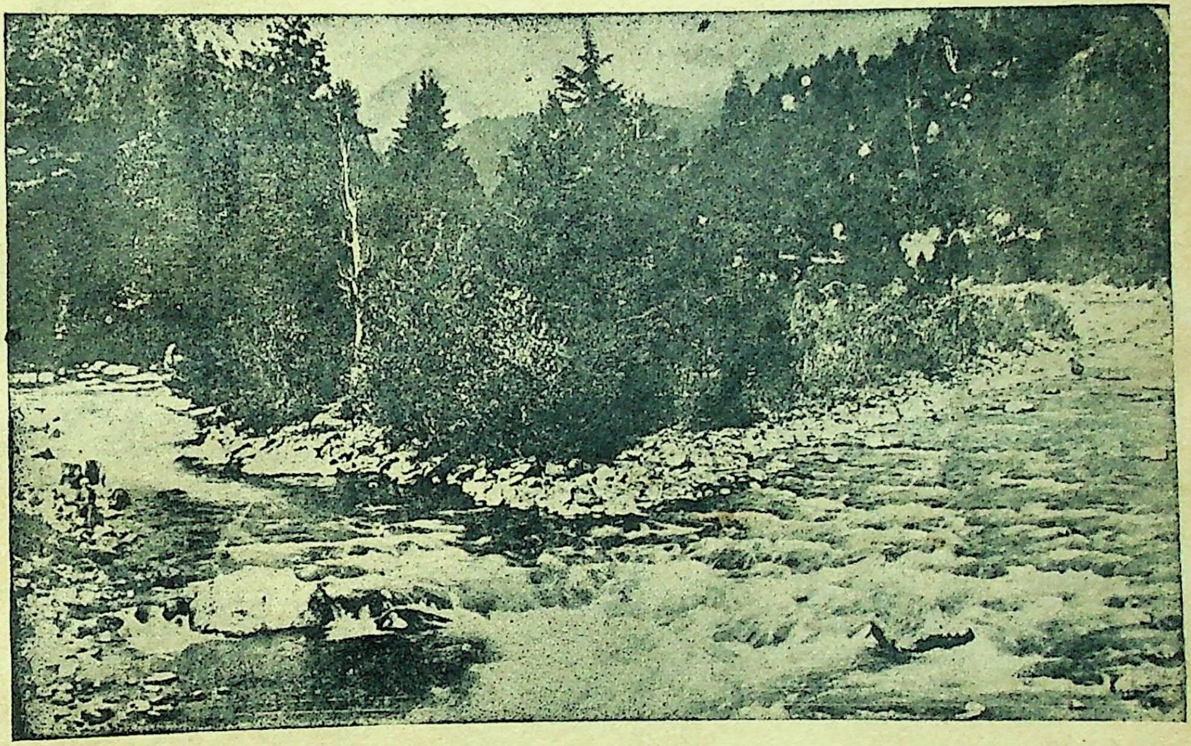
CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

249

جموں و کشمیر اِن سائیکلو پیڈیا



پہلگام

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

رگھناتھ جی کا مندر ریاست بھر میں سب سے بڑا مندر ہے۔ اِس مندر کی تعمیر مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے شروع کرائی تھی اور مہاراجہ رنبیر سنگھ جی کے عہد میں یہ مندر مکمل ہُوا عجائب گھر کی عمارت ۱۸۷۵ء میں تیار ہوئی تھی۔ اِس بلڈنگ میں اَب سری رنبیر پبلک لائبریری اور امر سنگھ کلب ہے پرجا سبھا کا اجلاس بھی اِسی بلڈنگ میں ہوتا ہے۔ اِسی کے نزدیک سری رنبیر ہائی سکول ہے۔ سرکاری دفاتر منڈی مبارک میں واقع ہیں۔ جہاں سے تھوڑے فاصلہ پر رام نگر میں مہاراجہ بہادر کے محلات ہیں۔ شہر کے عین وسط میں گورنمنٹ نے ایک امپوریم کھولا ہُوا ہے۔ جہاں ریاست بھر کی صنعت وحرفت کا سامان برائے فروخت رکھا گیا ہے۔ نہر کے پاس پرنس آف ویلز کالج ہے۔ جس سے کچھ ورے ریشم کا کارخانہ ہے۔ نہر کے ساتھ ہی بجلی پیدا کرنے کا کارخانہ ہے۔ جہاں سے شہر کو بجلی سپلائی ہوتی ہے۔ جموں شہر میں تفریح طبع کے لئے دو سنیما ہیں "ہری ٹاکیز" اور "امرت ٹاکیز"۔ شہر میں رہائش کے لئے ڈاک بنگلہ کے علاوہ ہوٹل بھی ہیں۔

جمّوں وکشمیر کے مشہور مقاماتِ سیاحت

کوکرناگ:۔ سرینگر سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اِس مقام پر نہائت اچھا چشمہ ہے۔ جس کا پانی ہاضمہ کے لئے مفید خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک بڑا میدان ہے۔ جہاں سیّاح خیمے نصب کر کے رہتے ہیں۔ کوکرناگ سے تین میل پرے ساگام کے گاؤں میں ٹراؤٹ مچھلی کا شکار کیا جاتا ہے۔

پہلگام:۔ سرینگر سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۷۰۰۰ فٹ اونچا ہے۔ اُونچی اُونچی پہاڑیوں کے درمیان یہ خوبصورت خطّہ ہے۔ گرمیوں کے موسم میں پہلگام میں بہت سے سیّاح جاتے ہیں۔ عام طور پر ہندوستانی سیّاح پہلگام کو بہت پسند کرتے ہیں۔ شری امرناتھ جی کی یاترا کو جاتے ہوئے یہ مقام راستہ میں آتا ہے۔ پہلگام میں خیمے نصب کرنے کے لئے عُمدہ مقامات ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کئی ہوٹل اور مکان موجود ہیں۔ پہلگام کے گرد ونواح میں سیر و سیاحت کے بہت سے مقامات ہیں۔

پہلگام سے تین میل پرے تقریباً ۸۰۰۰ فٹ کی بلندی پر لسبرون نامی ایک مقام ہے۔ یہاں سے تین میل پرے جھیل تلّین ہے۔ پہلگام سے سات میل پرے ایک سبزہ زار ہے جس کا نام "آرو" ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۹۰۰۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔ یہاں حال ہی میں گورنمنٹ نے سیاحوں کے لئے ایک کوٹھی تعمیر کرائی ہے۔ آرو سے سات میل پرے ایک چھوٹی سی وادی ہے جسے "لدروٹ" کہتے ہیں۔ گھنے جنگلوں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے درمیان یہ ایک خوشگوار وادی ہے۔ "لدروٹ" سے
۱۰ میل آگے مشہور کولاہائی گلیشیر ہے جس کی چوٹی
۱۷۸۲۷ فٹ بلند ہے۔ یہاں سے بہت سے سیاح
سونہ مرگ چلے جاتے ہیں۔

گاندربل:۔ سرینگر سے ۱۳ میل اور سطح سمندر سے
۵۲۲۰ فٹ اونچا ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔
یہ مقام دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔
یہاں ایک بڑی کمپنگ گراونڈ ہے۔ لداخ جانے
والے سیاح گاندربل کے راستے جاتے ہیں۔

ویری ناگ:۔ سرینگر سے ۵۰ میل کے فاصلے پر ہے۔
دریائے جہلم کا منبع ہے۔ ویری ناگ کا چشمہ بہت
مشہور ہے۔ جس کے اردگرد بادشاہ جہانگیر نے ۱۶۱۲ء
میں پتھر لگوائے۔ ۱۶۱۹ء میں شاہجہان نے چشمہ کے
نزدیک ایک باغ بنوایا۔

گنگابل:۔ سرینگر سے ۴۱ میل کے فاصلے پر کوہ ہرمکھ
کے دامن میں واقع ہے۔ یہاں ایک بڑی جھیل ہے۔
یہ مقام سطح سمندر سے ۸۷۵۰ فٹ اونچا ہے۔

گلمرگ:۔ یہ مقام سرینگر سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر
واقع ہے اور سطح سمندر سے ۸۷۰۰ فٹ اونچا ہے۔
گرمیوں کے موسم میں انگریز سیاح زیادہ تر گلمرگ
میں رہتے ہیں۔ کھیل کود کے لئے بہت سے انتظامات
موجود ہیں۔ سردیوں میں بھی یہاں کرسمس کے ایام میں
بڑی رونق رہتی ہے۔

سونہ مرگ:۔ سرینگر سے ۵۱ میل کے فاصلہ پر واقع
ہے اور سطح سمندر سے ۸۷۵۰ فٹ اونچا ہے۔ ڈاکٹر
"نیو" نے لکھا ہے کہ کشمیر میں اس سے بہتر سیاحت کے
لئے کوئی مقام نہیں ہے۔

کُد:۔ جموں سے ۶۶ میل کے فاصلہ پر کُد کا مشہور
مقام ہے۔ جو سطح سمندر سے ۵۷۰۰ فٹ کی بلندی
پر واقع ہے۔ یہ مقام جموں سے سرینگر جانے والی
سڑک پر واقع ہے۔ یہاں اچھا بازار ہے اور کھانے
پینے کی تمام اشیاء مہیا ہوتی ہیں۔ یہاں عمدہ پانی کا
ایک چشمہ بھی ہے۔ کُد سے چند میل آگے پتنی ٹاپ
کے مقام پر سیاحوں کی سہولت کے لئے ایک
ٹورسٹ ہٹ بنایا گیا ہے۔ یہاں چائے وغیرہ
بھی مل سکتی ہے۔

سناسر:۔ پتنی ٹاپ سے ایک نئی سڑک حال ہی میں
تعمیر کی گئی ہے جو سناسر تک جاتی ہے۔ سناسر ایک
سبزہ زار ہے۔ اب یہاں بھی کافی سیاح تے ہیں۔

بٹوت:۔ جموں سے ۷۰ میل کے فاصلہ پر بٹوت
کا خوبصورت مقام ہے۔ یہ مقام بھی جموں سے
سرینگر جانے والی سڑک پر واقع ہے اور سطح سمندر
سے ۵۱۱۶ فٹ اونچا ہے۔ یہاں کی آب و ہوا خوشگوار
ہے۔ اور چیل کے درختوں کے بھرے ہوئے جنگل جن
کے دامن میں یہ مقام واقع ہے۔ اس کو بہت خوشگوار
بنا دیتے ہیں۔ بٹوت میں بازار بھی ہے اور عام

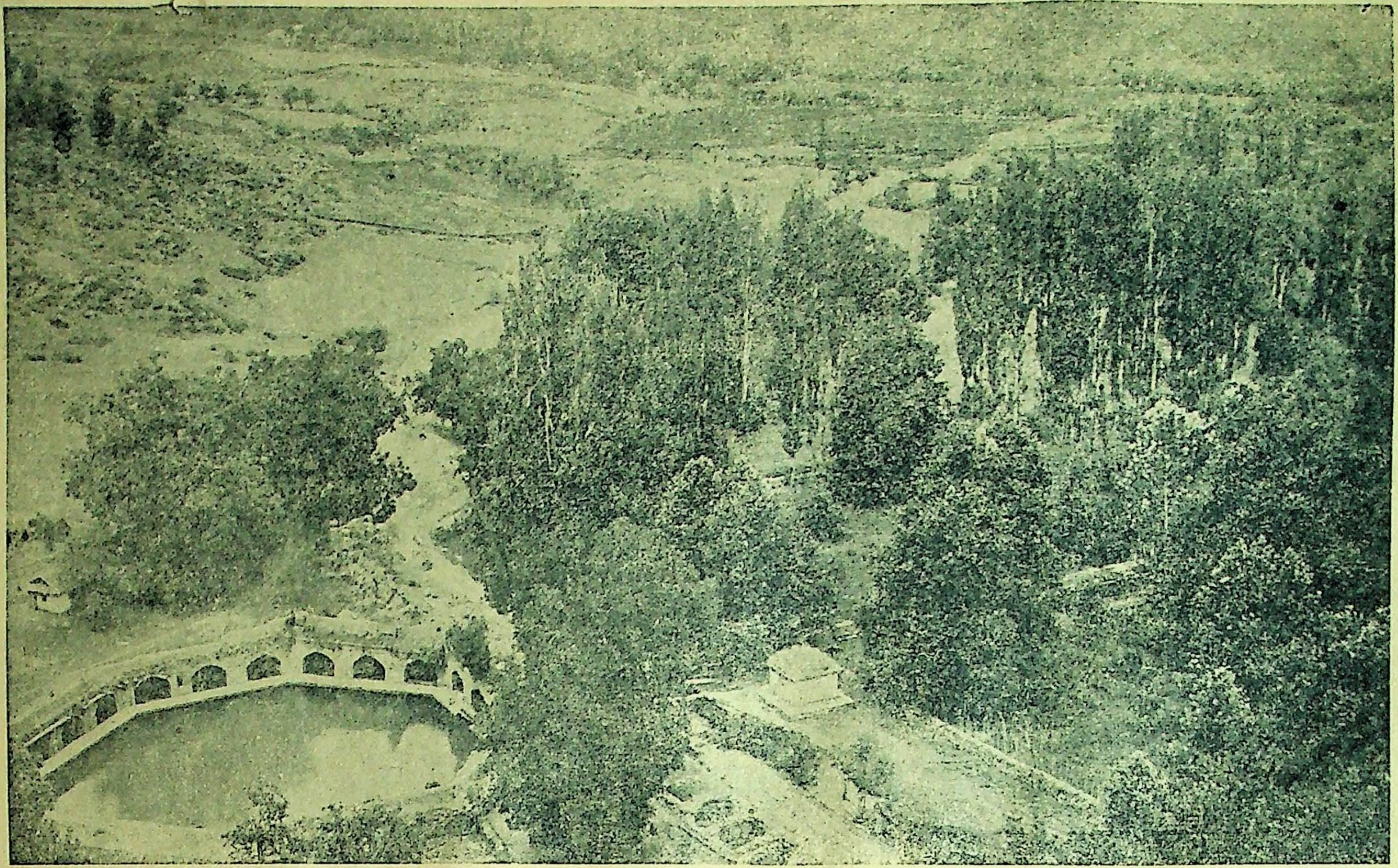
CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



گلمرگ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



ویری ناگ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ضروریات کی تمام اشیاء مل سکتی ہیں۔

کھلن مرگ:۔ گلمرگ سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ مقام گلمرگ سے تقریباً دو ہزار فٹ اونچا ہے اور تقریباً تین گھنٹہ کا پیدل سفر ہے۔

الپھراوٹ:۔ کھلن مرگ سے کچھ فاصلہ پر سطح سمندر سے ۱۴۰۰۰ فٹ اونچا الپھراوٹ کے مقام پر ایک خوبصورت جھیل ہے۔ جس کا پانی آسمان کے رنگ کی طرح نیلا ہے۔

اسپنھر:۔ گلمرگ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک خوبصورت سبزہ زار ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۱۲۶۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس مقام پر بھی ایک خوبصورت جھیل ہے۔

کشتواڑ اور بھدرواہ

صوبہ جموں میں یہ دو مشہور مقامات ہیں جو آب و ہوا کے لحاظ سے وادئ کشمیر کا مقابلہ کرتے ہیں۔

کشتواڑ ایک پہاڑی علاقہ ہے جو دریائے چناب اور دریائے واردون کے سنگھم کے نزدیک واقع ہے اس علاقہ میں دیودار اور چیل کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جموں سے کشتواڑ جانے کے لئے بٹوت کے مقام سے راستہ جاتا ہے۔ اس راستہ کی تفاصیل ریاست کی سڑکوں کے گوشوارہ میں دی گئی ہیں۔ کشمیر کی طرف سے بھی بہت سے سیاح کشتواڑ جاتے ہیں۔

یہاں سے کشتواڑ جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک براستہ درہ ماربل جو سطح سمندر سے ۱۱۵۵۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور دوسرا براستہ درہ سنتھن جو سطح سمندر سے ۱۲۳۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ اس راستہ سفر کرنے کے لئے سواری کے گھوڑوں اور قلیوں وغیرہ کے انتظامات اننت ناگ یا اچھہ بل میں کر لینے چاہئیں۔

درہ ماربل کے راستہ کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اننت ناگ سے اکنگام (۱۱ میل) اچھہ بل تک موٹر کی سڑک ہے۔ اکنگام ایک بڑا گاؤں ہے جو اچھہ بل سے ۲½ میل دور ہے۔

اکنگام سے وانگم (۱۲ میل) وانگم ایک بڑا گاؤں ہے۔ جو ۶۶۰۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

وانگم سے کرلودرم (۱۰ میل)

کرلودرم سے سنگپور (۱۲ میل) کرلودرم سے درہ ماربل تک چڑھائی ہے اور اس کے بعد اترائی۔

سنگپور سے مغل میدان (۱۱ میل) مغل میدان ۳۹۵۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں سے آگے درہ سنتھن کا راستہ بھی بمقام چھترو اس راستہ سے مل جاتا ہے۔

درہ سنتھن کے راستہ کا مختصر حال یوں ہے:۔

اسلام آباد (اننت ناگ) سے کوٹھیار (۱۰ میل) کوٹھیار ایک گاؤں ہے۔ جو اچھہ بل سے تین میل

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے فاصلہ پر ہے۔

کوٹھیار سے ڈوسو (۱۲ میل)

ڈوسو سے سنتھن (۱۴ میل)

سنتھن سے چھترو (۱۳ میل)

چھترو سے کشتواڑ (۱۶ میل)

کشتواڑ سے بھدرواہ جانے کا راستہ:-

کشتواڑ سے کیننی (۱۱ میل)

کیننی سے جوشانی (۱۱ میل)

جوشانی سے جنگلوار (۹ میل)

جنگلوار سے جوڑہ (۹ میل)

جوڑہ سے بھدرواہ (۱۷ میل)

جموں و کشمیر کے تیرتھ

دنیا بھر کے ہندو کشمیر کو مقدس ترین مقام خیال کرتے ہیں۔ پرانے برہمنوں کی روایت کے مطابق کشمیر کی ہر جھیل اور ہر دریا مقدس ہے۔ جہاں نہانے سے پاپ دور ہوتے ہیں۔ وِتستا سب سے مقدس دریا مانا جاتا ہے۔ کشمیر کو "رشی بھومی" اور "سارداپیٹھ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کشمیر میں پریاگ کا تیرتھ بھی ہے اور کوروکشیتر بھی۔ کشمیر کے زیادہ مشہور تیرتھوں کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

امرناتھ جی:- امرناتھ جی کی مشہور گپھا کشمیر کے مشرقی پہاڑوں میں واقع ہے۔ جہاں ہر سال دور دراز سے ہزاروں کی تعداد میں یاتری آتے ہیں امرناتھ جی کے درشن کرنے کیلئے لوگ تو موسم گرما میں جاتے ہی رہتے ہیں مگر دراصل امرناتھ جی کی یاترا ماہ ساون کی پورنماشی کے دن ہوتی ہے۔ امرناتھ جی کی گپھا سرینگر سے ۹۱ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اِس تیرتھ کی مہما یہ ہے کہ یہاں شِوجی کا لِنگ ہے جو چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے ساتھ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ امرناتھ جی کی یاترا کے لئے ایام قدیم سے ہندو آتے رہے ہیں۔ یاترا کا ذکر راج ترنگنی میں پایا جاتا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مہاراجہ نر کے زمانہ (۱۰۴۸ - ۱۰۰۸ قبل مسیح) میں یاتری ہر سال امرناتھ جی کے درشن کرنے آیا کرتے تھے۔

ماہ ساون کی شکلاپکش (چاندنی راتوں) کے گیارھویں دن تمام یاتری پہلگام میں جمع ہو جاتے ہیں اور بارھویں دن آگے کوچ کرتے ہیں۔

بار برداری کا تمام انتظام پہلگام ہی میں کر لیا جاتا ہے۔ سب سے آگے شِوجی کی چھڑی ہوتی ہے۔ پہلگام سے چل کر ۸ میل کے فاصلہ پر چندن واڑی کا مقام آتا ہے۔ چندن واڑی سے ۸ میل پرے واوجن ہے۔ واوجن سے آگے ۸ میل کے فاصلہ پر پنجترنی ہے۔ پنجترنی سے چل کر یاتری شیش ناگ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

258

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



شری ویشنو دیوی جی

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

پہنچتے ہیں۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۱۱۷۳۰ فٹ کی بلندی پر ہے۔ شیش ناگ سے ۵ میل پرے امرناتھ جی کی گپھا ہے جو سطح سمندر سے ۱۲۷۲۹ فٹ کی بلندی پر ہے۔

اس یاترا کے موقعہ پر ریاست کے محکمہ دھرم ارتھ کی طرف سے سادھوؤں کو گرم کپڑے اور خوراک وغیرہ مہیا کی جاتی ہے۔ محکمہ میڈیکل طبی امداد کا انتظام کرتا ہے۔ محکمہ پولیس اور محکمہ مال کے حکام بھی انتظام کے لئے یاترا کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔

سوامی دیوکانند نے امرناتھ جی کی یاترا کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"گپھا میں شیولنگ میں ساکشات شوجی مہاراج ہیں۔ یہاں بھگتی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ میں نے کبھی اس سے خوبصورت اور اچھی شے نہیں دیکھی۔"

تولہ مولہ (کھیر بھوانی):۔ سرینگر سے تقریباً ۱۰ میل کے فاصلہ پر تولہ مولہ تیرتھ ہے۔ یہ مندر ایک پانی کے چشمہ کے اندر بنایا گیا ہے۔ چشمہ کا پانی گاہے گاہے رنگ بدلتا رہتا ہے۔ یہاں شکلا پکش کی اشٹمی اور پورنماشی کو میلہ لگتا ہے۔ ماہ جیٹھ کی اشٹمی کو تو ہزارہا یاتری اس مقام پر جاتے ہیں۔

مٹن (لوبن): صوبہ کشمیر میں ہندوؤں کا ایک اور مشہور تیرتھ مٹن ہے۔ یہاں ہزاروں یاتری ہر سال آتے ہیں۔ ہر چار سال کے بعد مٹن کے تیرتھ پر میلہ لگتا ہے۔ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق مٹن کے مقام پر شرادھ، پنڈ کرنے سے مرے ہوئے رشتہ دار مکتی پاتے ہیں۔ یہ مقام اننت ناگ سے تقریباً ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

شری ویشنو دیوی:۔ صوبہ جموں میں شری ویشنو دیوی مشہور تیرتھ ہے۔ جہاں ہر سال تقریباً تین چار ماہ لگاتار یاتری آتے رہتے ہیں۔ جموں سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر کٹڑہ کا مقام ہے۔ جہاں تک لاری کی پختہ سڑک ہے۔ کٹڑہ، شری ویشنو دیوی کی پہاڑی کے دامن میں واقع ہے۔

پورمنڈل:۔ جموں سے ۱۶ میل مشرق کی طرف پورمنڈل واقع ہے۔ یہاں مہاراجہ رنبیر سنگھ جی نے بہت سے مندر تعمیر کرائے ہوئے ہیں۔

ریاست کے آثار قدیمہ

پری محل:۔ سرینگر شہر کے نزدیک چشمہ شاہی کی دائیں طرف پری محل واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر دارا شکوہ نے ستاروں کے علم کی ایک رصدگاہ بنوائی تھی۔

پانڈرٹھن:۔ سرینگر سے ۴ میل کے فاصلہ پر ایک پرانا مندر ہے۔ یہ مندر ایک تالاب کے وسط میں بنایا

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

گیا تھا۔ یہ مندر بادشاہ پرتھ (۹۲۱ - ۹۳۱ء) کے عہد حکومت میں تعمیر ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں سرینگر کا شہر اِسی طرف آباد تھا۔

اونتی پور:۔ سرینگر سے ۲۱ میل کے فاصلہ پر اونتی پور میں دو قدیم مندر ہیں۔ بادشاہ اونتی ورمن کے جس نے کشمیر میں ۸۵۵ء سے ۸۸۳ء تک حکومت کی۔ زمانہ میں کشمیر کی راجدھانی اونتی پور میں تھی۔ دونوں مندر شوجی کے ہیں۔

مارتنڈ:۔ اننت ناگ سے ۵ میل کے فاصلہ پر مارتنڈ کا مشہور قدیمی مندر ہے۔ جو لمبائی میں ۲۲۰ فٹ اور چوڑائی میں ۱۴۲ فٹ ہے۔ اس مندر کا نام "مارتنڈیشور" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مندر بادشاہ رام دیو نے تعمیر کرایا تھا جس نے کشمیر میں ۳۰۰۵ء قبل مسیح سے ۲۹۳۶ء قبل مسیح تک حکومت کی، مگر اس مندر کی تعمیر کے متعلق کوئی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ جس حالت میں مندر اس وقت موجود ہے اس کے متعلق تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ یہ بادشاہ انسادتیہ نے آٹھویں صدی کے وسط میں تعمیر کرایا تھا۔

پٹن:۔ سرینگر سے ۱۷ میل کے فاصلہ پر پٹن کے مقام پر دو پرانے مندروں کے کھنڈر ہیں۔ ایک کا نام "شنکر گوریش" اور دوسرے کا "سگندھیشور" ہے۔ یہ مندر بادشاہ شنکر ورمن اور اس کی رانی سگندھا نے تعمیر کرائے تھے۔ شنکر ورمن نے ۸۸۳ء سے ۹۰۲ء تک کشمیر میں حکومت کی تھی۔

دیوسر:۔ تحصیل کولگام میں نرسنگھ جی کا یہ پرانا مندر ہے۔ اِس مندر کو کھودتے وقت یہاں سے تانبے کا ایک سکہ نکلا تھا، جو ۹۰۰ برس پیشتر رائج تھا۔

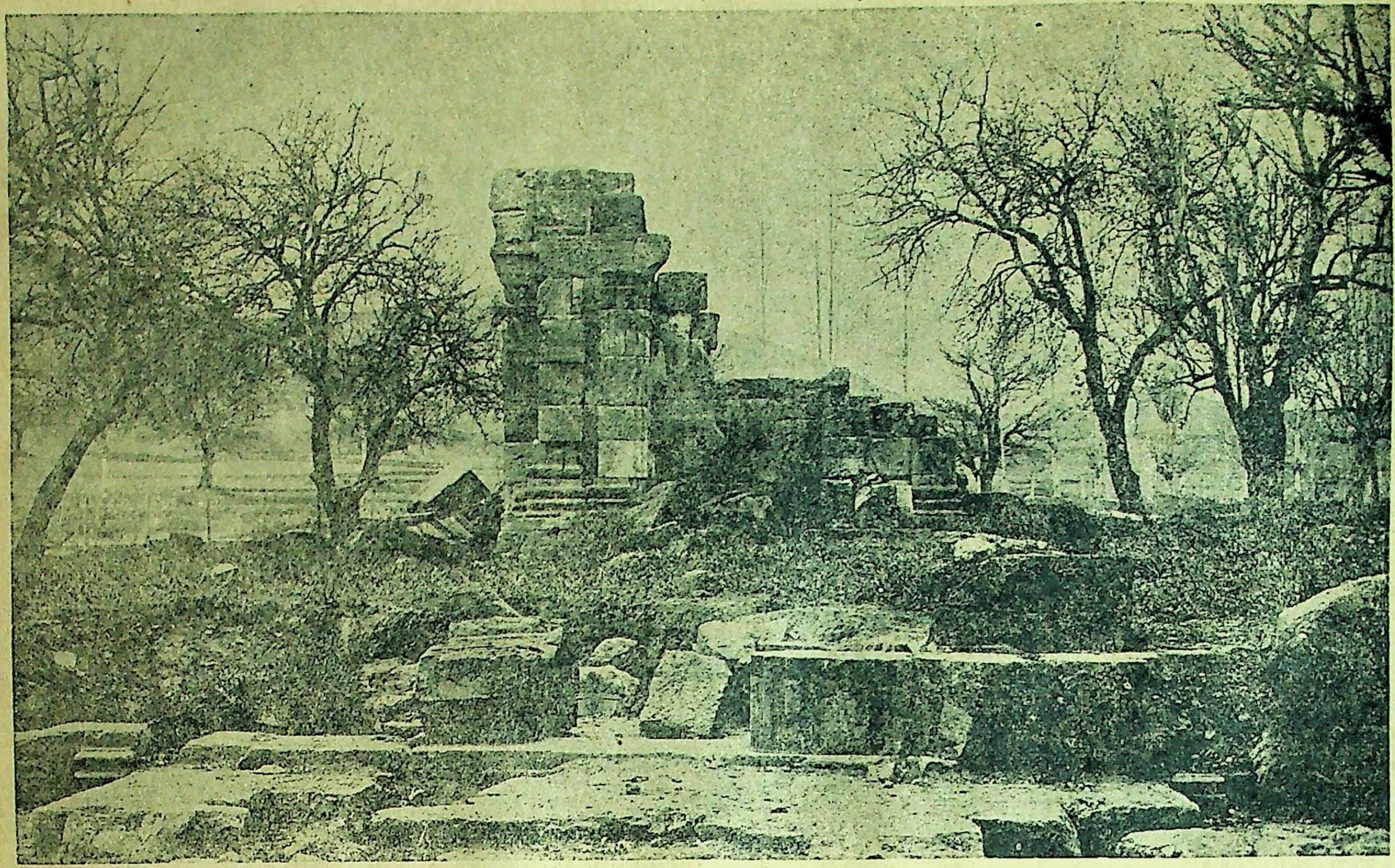
بندی:۔ کوہالہ سے ۱۷ ویں میل پر سبز پتھروں کے بنے ہوئے ایک قدیم مندر کے کھنڈر ہیں۔ اِس مندر کے متعلق کافی تحقیقات کی گئی مگر یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ یہ کب اور کس نے تعمیر کیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک بودھ مندر ہے۔

لونبار:۔ راولپنڈی سے سرینگر جانے والی سڑک پر کوہالہ سے ۸۵ ویں میل لونبار کے مقام پر ایک قدیم مندر ہے۔ یہ مندر ابھی تک اچھی حالت میں ہے اور یہاں بھوانی دیوی کی مورتی ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مندر کب اور کس نے تعمیر کرایا تھا۔

تاپر:۔ بارہ مولہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک مندر کے کھنڈر پائے گئے ہیں۔ یہ مندر بادشاہ پرتاپ دتیہ دوم کی رانی نریندر پربھا نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مندر ۷۳۲ء - ۸۴۲ء کے درمیان تعمیر ہوا تھا۔

شنکر آچاریہ:۔ سرینگر شہر کے پاس کی پہاڑی پر شنکر آچاریہ کا عالیشان مندر ہے۔ یہ مندر پہلے پہل بادشاہ سندیمان کے زمانہ ۲۶۲۹ء تا ۲۵۶۴ء قبل مسیح میں تعمیر ہوا تھا۔ اس کے بعد بادشاہ گوپادتیہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

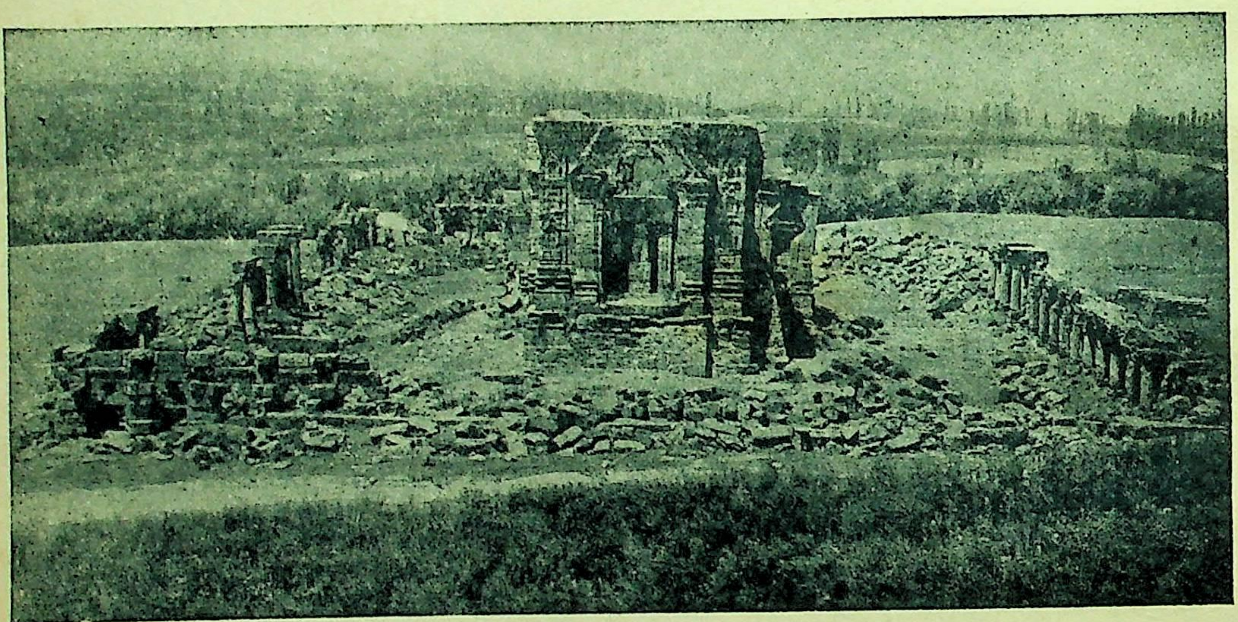


پٹن کا مندر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

263

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



مارتنڈ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

265

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اور للتا دتیہ نے اس کی مرمت کرائی۔

نران ناگ :- سرینگر سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر وادئ سندھ میں چند مندروں کے کھنڈر موجود ہیں۔ یہ مندر دو حصوں میں تقسیم ہیں اور ایک دوسرے سے ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر۔

پامپور :- پامپور کے پاس کھرلو سے تقریباً چار میل جنوب مغرب کی طرف ایک قدیم مندر کے کھنڈر موجود ہیں۔ اس مندر کا نام "وشنو پدم سوامی" تھا۔

بمزو :- مٹن کے شمال کی طرف ۵ میل پرے دریائے لدر کے بائیں کنارے پر چند غار ہیں جو "بمزو کے غار" کے نام سے مشہور ہیں۔ دونوں غاروں کے اندر قدیم مندر ہیں۔ ان غاروں کے پاس ہی ایک اور مندر ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کابل کے بادشاہ بھیما شاہی نے تعمیر کرایا تھا۔

جامع مسجد :- سرینگر شہر میں چوتھے اور پانچویں پل کے درمیان یہ مسجد واقع ہے۔ اس مسجد کو شاہ سکندر نے ۱۴۱۵ء میں تعمیر کرایا تھا۔ ۱۴۹۹ء میں اس مسجد کو آگ لگ گئی تھی۔ دوسری بار بادشاہ جہانگیر کے عہد میں اور تیسری بار بادشاہ اورنگ زیب کے عہد میں یہ مسجد آگ کی نذر ہوگئی۔ موجودہ حالت میں یہ مسجد مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے عہد میں تعمیر ہوئی۔ جس کے لئے انہوں نے پچاس ہزار روپیہ کی رقم بطور امداد دی تھی۔

شاہ ہمدان :- سرینگر شہر میں دریائے جہلم کے دائیں کنارے تیسرے اور چوتھے پل کے درمیان خانقاہ شاہ ہمدان واقع ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خانقاہ موجودہ شکل میں کب تعمیر کی گئی مگر اس کے دروازہ پر شاہ ہمدان کی وفات کا قطعہ درج ہے۔ شاہ ہمدان نے ۷۸۶ھ مطابق ۱۳۸۴ء میں وفات پائی تھی۔

بڈشاہ کا مقبرہ :- سرینگر میں مہاراج گنج کے نزدیک ایک مقام ہے جس کو "بڈشاہ کا مقبرہ" کہتے ہیں۔ دراصل یہ مقبرہ بڈشاہ کی والدہ محترمہ کا ہے۔ بادشاہ زین العابدین عرف بڈشاہ نے کشمیر میں ۱۴۲۰ء سے ۱۴۷۰ء تک حکومت کی۔

پتھر مسجد :- سرینگر شہر میں شاہ ہمدان کے بالمقابل دریائے جہلم کی دوسری طرف پتھر مسجد ہے۔ یہ مسجد ملکہ نورجہان نے تعمیر کرائی تھی۔

عالی مسجد :- سرینگر میں عیدگاہ کے میدان کے کنارے پر ایک عالیشان مسجد ہے۔ جس کا نام "عالی مسجد" ہے۔ یہ مسجد سلطان زین العابدین کے بھائی علی شاہ نے ۱۳۹۷ء میں تعمیر کرائی تھی۔

حضرت بل :- جھیل ڈل کے کنارے مسلمانوں کی ایک مشہور زیارت "حضرت بل" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مسجد میں بانئ اسلام کا ایک مقدس بال ہے جو عرس کے موقعہ پر حاضرین کو دکھایا جاتا ہے۔ یہ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

مقدس بال خواجہ نور الدین سنہ ۱۷۰۰ء میں کشمیر لایا تھا۔

بسنت پور۔ کٹھوعہ (صوبہ جموں) سے دس میل کے فاصلہ پر بسنت پور کا مندر ہے جو ۱۴½ فٹ مربع ہے۔ یہ مندر بلاور کے حکمران امرت پال نے تعمیر کرایا تھا۔

بسوہلی:۔ بلاور کے قدیم راجگان کا دار الخلافہ بسوہلی تھا۔ اس مقام پر ان راجگان نے مندر اور محلات تعمیر کرائے تھے۔ جن کے کھنڈر اب تک موجود ہیں۔ موجودہ حالت میں بھی یہ مندر اور محل شاندار ہیں۔ یہ مندر ستارھویں صدی میں راجہ بھوپتی پال نے تعمیر کرائے تھے۔

مہاں پور:۔ بسوہلی سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر مہاں پور میں جگدمبا کا قدیم مندر ہے۔ یہ مندر سنہ ۱۵۵۲ بکرمی میں تعمیر ہوا تھا۔

بلاور:۔ بلاور میں مہادیو جی کا ایک قدیم مندر ہے جس کو بلکیشور کہتے ہیں۔

ببور:۔ جموں سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر تھلیرہ کے نزدیک دسویں صدی عیسوی کا بنا ہوا ایک مندر ہے۔ ڈاکٹر ووگل (Dr. VOGEL.) کے بیان کے مطابق ببور جس کا پرانا نام بھاو پور تھا ڈوگروں کی قدیم راجدھانی تھا۔ اس مقام پر سات مندروں کے کھنڈر موجود ہیں:

کشمیر کے مشہور باغ

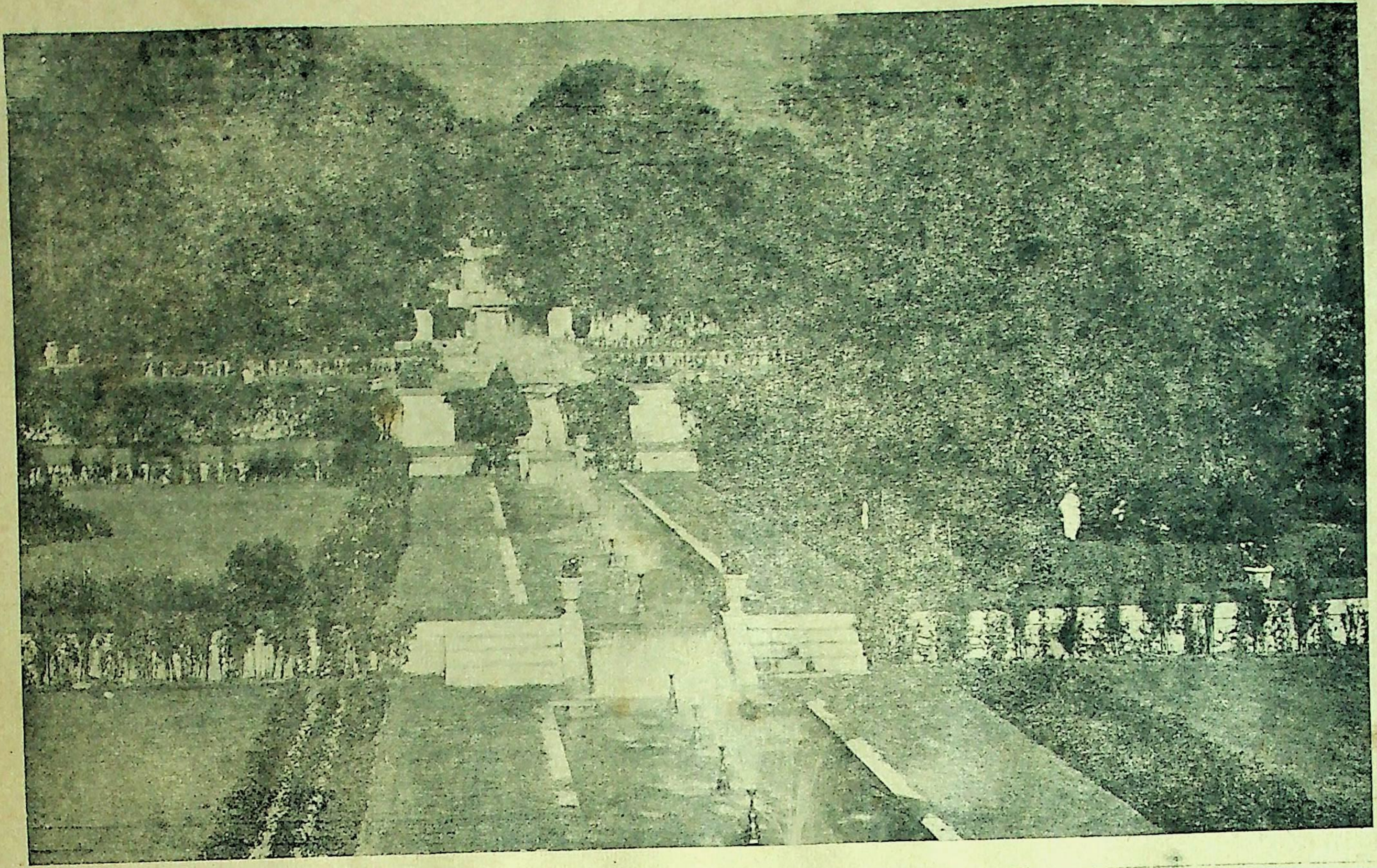
؎ صبح در باغ نشاط و شام در باغ نسیم!
شالامار و لالہ زار و سیر کشمیر است و بس

نشاط باغ:۔ سرینگر سے ۶½ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ باغ ۵۹۵ گز لمبا اور ۳۶۹ گز چوڑا ہے اور نیچے سے اوپر تک اس کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصہ نچلے حصے سے تقریباً دو تین فٹ اونچا ہے۔ یہ باغ ملکہ نور جہاں کے بھائی آصف جاہ نے سنہ ۱۶۳۴ء میں تعمیر کرایا تھا۔ ایک شاعر نے اس باغ کے متعلق لکھا ہے ؎

چوں باغ نشاط شد شگفتہ
از یاسمن و ریحان و گل ہا
خورشید جہاں او آصف دہر
گسترد بساط او خود مل ہا
در گوش نسیم گفت سالش
گلزار نشاط و عیش دل ہا

سنہ ۱۶۳۴ء میں بادشاہ شاہجہان نے اس باغ کو دیکھا اور آصف جاہ کی موجودگی میں اس باغ کی خوبصورتی کی بہت تعریف کی۔ شہنشاہ نے دو تین مرتبہ اپنی زبان سے تعریفی کلمات نکالے اور اسے امید تھی کہ آصف جاہ جواباً کہہ دے گا کہ بادشاہ سلامت اسے اپنا ہی باغ سمجھیں مگر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



نشاط باغ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

آصف جاہ چپ رہا۔ اس پر شہنشاہ کو بہت غصّہ آیا اور وہ حسد کی آگ میں جلنے لگا کہ آصف جاہ نے کس طرح اُن کے اپنے باغ (شالامار) سے بہتر باغ تعمیر کرایا۔ نشاط باغ میں جو فوارے چلتے ہیں۔ اِن کا پانی اُسی نہر سے آتا ہے جس نہر سے شالامار باغ کے فوّاروں کے لئے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا کہ نہر کو کاٹ دیا جائے۔ چند دِنوں کے اندر نشاط باغ کے تمام پھول مُرجھا گئے۔ آصف جاہ بہت پریشان ہوُا اور اُس کی نیند حرام ہوگئی۔ آصف جاہ کی یہ حالت دیکھ کر اس کے ایک نوکر نے نہر کو ٹھیک کر دیا اور نشاط باغ پھر سرسبز ہوگیا مگر آصف جاہ بہت گھبرایا اور بادشاہ کے خوف سے نہر کو پھر بند کرا دیا۔ جب بادشاہ کو اس واقعہ کا علم ہوُا تو اُس نے آصف جاہ کے اس نوکر کو اپنے مالک کی وفاداری کے لئے خلعت عطا کیا اور نشاط باغ کے لئے نہر سے پانی لئے جانے کی اجازت دے دی۔

نشاط باغ میں دو عالیشان گنبد دار عمارتیں ہیں۔ اور چنار کے بہت سے درخت ہیں۔ یہاں سے جھیل ڈل کا نظارہ قابل دید ہے۔ رنگا رنگ کے پھول اور ہزاروں فوارے باغ کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں۔

شالامار باغ:۔ نشاط باغ سے دو میل آگے شالامار باغ ہے، جو مغل بادشاہوں کے باغوں میں بہترین باغ تصوّر کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۶۱۹ء میں بادشاہ جہانگیر نے یہ باغ تعمیر کرایا اور اس کا نام "فرح بخش" رکھا۔ ایک شاعر لکھتا ہے ؎

چو شد آراستہ باغ فرح بخش
بہ حکم حضرتِ ظلّ الٰہی
شہنشاہ شاہان شاہ جہانگیر
کہ مشہور است از تا بہ ماہی
پئے تاریخ ایں گلزار ریحاں
خرد فرمود "فرحت گاہ شاہی"

شالامار باغ ۵۹۰ گز لمبا اور ۲۶۷ گز چوڑا ہے۔ اس کے ارد گرد پختہ دیوار ہے۔ باغ کے درمیان ایک نہر بہتی ہے۔ جو جھیل ڈل سے جا ملتی ہے۔ اس نہر کے ذریعہ کشتیاں شالامار کے دروازے تک پہنچ جاتی ہیں۔ شالامار کے چار طبقے ہیں جو بلند سے بلند تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہر طبقے میں ایک آبشار گرتا ہے۔ باغ کے وسط میں سنگِ سیاہ کی عالیشان بارہ دری ہے، جس کے گرد فوارے چھوٹتے ہیں۔ یہ باغ بادشاہ جہانگیر اور ملکہ نور جہاں کی محبّت کی بہترین یادگاروں میں شمار ہوتا ہے۔

سنہ ۱۶۳۰ء میں بادشاہ شاہجہان کے حکم سے کشمیر کے گورنر ظفر خان نے اس باغ کو شمال کی جانب وسعت دی۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہارون:۔ شالامار باغ سے آگے دو میل کے فاصلے پر ہارون کا مقام ہے۔ یہاں ایک چھوٹا سا مگر خوبصورت باغ ہے۔ یہاں پانی کا ایک بڑا تالاب ہے جہاں سے سرینگر شہر کی ضروریات کے لئے پانی نلوں کے ذریعہ لایا گیا ہے۔

نسیم باغ:۔ یہ باغ سرینگر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر جھیل ڈل کے کنارے واقع ہے۔ یہ باغ بادشاہ شاہجہان نے ۱۶۳۵ء میں تعمیر کرایا تھا اور یہاں ۱۲۰۰ چنار کے درخت لگوائے تھے۔ ایک شاعر نے لکھا ہے ؎

در جہاں چوں بہ حکم شاہ جہاں
داہو تازہ از نعیم آمد
کرد گلگشت آں چو شاہِ جہاں
بلبل از شاخ گل کلیم آمد
از بہشتِ عدن نسیم آمد

چشمہ شاہی:۔ سرینگر سے ۵½ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا باغ ہے جس میں ایک مشہور چشمہ ہے۔ یہ باغ جھیل ڈل سے تقریباً ایک میل اوپر کی طرف ہے۔ یہ باغ بادشاہ شاہجہان کے حکم سے علی مردان خان نے ۱۶۳۲ء میں تعمیر کرایا تھا۔ چشمہ شاہی کا پانی برف کی مانند سرد ہے اور بہت ہلکا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔

اچھہ بل:۔ سرینگر سے ۳۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اچھہ بل کا قدیم نام "اکشادلیہ" ہے۔ اس کو بادشاہ اکش نے آباد کیا تھا۔ یہ مقام عمدہ پانی کے چشموں کے لئے مشہور ہے۔ ۱۶۴۰ء میں جہاں آرا پادشاہ بیگم نے جو شاہجہان اور ممتاز محل کی دختر تھی۔ اس مقام پر ایک عمدہ باغ تعمیر کرایا۔ اور اس کا نام "بیگم آباد" رکھا۔ یہاں شاہان مغلیہ کے وقت کے تعمیر کردہ حمام کے کھنڈر موجود ہیں۔

کشمیر کی مشہور جھیلیں

جھیل ڈل:۔ یہ جھیل شمال سے جنوب کی طرف ۵ میل لمبی اور مشرق سے مغرب کی طرف ۲ میل چوڑی ہے۔ سرینگر شہر سے کشتی کے راستہ شالامار اور نشاط جاتے ہوئے جھیل ڈل میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ موسم گرما میں اس جھیل میں کنول کے پھول عجب نظارہ پیش کرتے ہیں۔

جھیل آنچار:۔ سرینگر کے نزدیک سورہ کے مقام سے یہ جھیل شروع ہوتی ہے۔ موسم سرما میں اس جھیل میں بطخوں کا شکار کھیلا جاتا ہے۔

جھیل وُلر:۔ یہ ایک بہت بڑی جھیل ہے جو تقریباً ۱۴ میل لمبی اور ۱۰ میل چوڑی ہے۔ یہ جھیل سوپور کے نزدیک ہے۔

جھیل مانسبل:۔ یہ جھیل سرینگر کے شمال مغرب

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کی طرف ۱۸ میل کے فاصلہ پر ہے اور ۲ میل لمبی ہے

جھیل کونسر ناگ:۔ تحصیل کولگام میں سطح سمندر سے ۱۲۰۰۰ فٹ کی اونچائی پر پیر پنجال میں واقع ہے۔

جھیل شیش ناگ:۔ پہلگام سے ۱۵ میل آگے سطح سمندر سے ۱۱٫۷۳۰ فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ امرناتھ یاترا کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں یہ جھیل آتی ہے۔

جھیل گنگابل:۔ سرینگر سے ۴۱ میل کے فاصلہ پر کوہ ہرمکھ کے دامن میں یہ ایک وسیع جھیل ہے۔

جھیل مارسر:۔ یہ جھیل پہلگام سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

جھیل پاگونگ:۔ یہ جھیل ضلع لداخ میں واقع ہے۔ اس کا پانی نمکین ہے۔ یہ جھیل ۸۰ میل لمبی ہے اس کا بہت سا حصّہ تبّت کی راجدھانی میں ہے۔

صوبہ جمّوں کی مشہور جھیلیں

سرئین سر اور مان سر:۔ پرمنڈل سے کچھ فاصلہ پر دو خوبصورت چھوٹی چھوٹی جھیلیں ہیں جو ایک دوسرے سے ۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ جھیل مان سر دوسری جھیل سرئین سر سے بڑی ہے۔ یہ دونوں جھیلیں سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فٹ کی بلندی

پر واقع ہیں؛

کشمیر کی مشہور دستکاریاں

کشمیر جتنا اپنی قدرتی خوبصورتی کے لئے مشہور ہے۔ اُتنی ہی مشہور اس کی دستکاریاں ہیں۔ جن کو دیکھنے کے لئے ہر سیّاح بے تاب ہوتا ہے کشمیر میں قالین سازی کی ابتداء شاہانِ مغلیہ نے کی۔ جنہوں نے فارس سے چند کاریگر کشمیر منگوائے۔ پہلے پہل اِن قالینوں پر فارس کے طریقہ ہی سے نقش ونگار بنائے جاتے تھے۔ مگر بعد میں کشمیری کاریگروں نے کئی قسم کے پھولوں کے ڈیزائن تیار کرنے شروع کئے۔ کشمیر کے بنے ہوئے قالینوں نے بڑی شہرت حاصل کی اور فرانس میں ان کی مانگ بہت زیادہ رہی۔

کشمیر کے شال بھی دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔ یہ شال ہلکے ہونے کے ساتھ ساتھ گرم اور مضبوط بھی ہوتے ہیں۔ شاہانِ مغلیہ کے وقت اِس صنعت نے بھی بہت ترقّی کی اور شاہانِ مغلیہ کشمیر کے بنے ہوئے شال بطور تحفہ بیرونی ممالک میں بھیجا کرتے تھے۔ ملکہ وکٹوریہ کشمیر کے شالوں کو بہت پسند کرتی تھیں۔

کشمیر کی کشیدہ کاری مقبول عام ہے۔ ریشمی اور اُونی کپڑے پر کشیدہ کاری ہاتھ سے کی جاتی ہے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریشم کی صنعت کے لئے بھی کشمیر بہت مشہور ہے ریشم سازی کے دو بڑے کارخانے سرینگر اور جموں میں ہیں۔ سرینگر کا کارخانہ تو دنیا بھر میں اپنی قسم کا سب سے بڑا کارخانہ ہے۔ پہلے ان کارخانوں میں ریشم کا تار نکال کر بیرونی ممالک کو بھیجا جاتا تھا جو کپڑا تیار کر کے فروخت کرتے تھے مگر حال ہی میں گورنمنٹ جموں وکشمیر نے ریشم کا کپڑا بنانے کا ایک کارخانہ سرینگر میں جاری کر دیا ہے۔ اس کارخانہ میں بڑے اعلیٰ قسم کے کپڑے تیار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سرینگر میں ریشمی کپڑا بنانے کے کئی پرائیویٹ کارخانے ہیں۔

کشمیر میں کئی قسم کا اونی کپڑا تیار ہوتا ہے۔ اس میں زیادہ تر ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں ہی ہوتی ہیں۔ مثلاً پشمینہ، لوئی، پٹو وغیرہ۔ حال ہی میں اونی کپڑے بنانے کا ایک بڑا کارخانہ بھی جاری کیا گیا ہے۔ جہاں اعلیٰ قسم کی فلالین، کمبل، کوٹوں کا کپڑا وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ کشمیر کی گبہ سازی بھی مشہور ہے۔ گبہ عام طور پر استعمال شدہ لوئی کا مالیدہ کر کے بنایا جاتا ہے۔ لوئی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مختلف رنگوں میں رنگ لئے جاتے ہیں اور ان کو ایسے طریقہ سے جوڑ لیا جاتا ہے کہ دیکھنے میں بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لوئی کو کسی رنگ میں رنگ کر اس پر دھاگے سے بیل بوٹے کاڑھے جاتے ہیں۔

چاندی کے برتن بنانے میں کشمیری کاریگروں نے بہت نام پیدا کیا ہے۔ چاندی کا کام دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو بالکل سادہ اور دوسرا بیل بوٹے والا۔ اعلیٰ قسم کے چائے کے سٹ۔ گلاس۔ سگریٹ کیس۔ سنگار کیس وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔

دیگر دستکاریوں کی طرح کشمیر میں تیار کیا ہوا لکڑی کا سامان بھی دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اصلی اخروٹ کی لکڑی کا سامان نہائت پائدار ہوتا ہے لکڑی کی چھوٹی چھوٹی صندوقچیاں۔ میز۔ کرسیاں۔ لمپ سٹینڈ غرضیکہ ہر قسم کا گھر کا سامان تیار ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ کشمیر کی پیپر ماشی اور لکڑی کی تیلیوں WICKER کی بنی ہوئی کرسیاں، میز، ٹوکریاں وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

ایک زمانہ میں کشمیر دستی کاغذ سازی کے لئے بہت مشہور تھا۔ اب بھی کچھ دستی کاغذ تیار ہوتا ہے۔

صوبہ جموں میں سانبہ کا قصبہ کپڑے چھاپنے کی صنعت کے لئے مشہور ہے۔ یہاں اعلیٰ قسم کی فرشی چادریں۔ پردے وغیرہ چھاپے جاتے ہیں۔ اننت ناگ، راجوری اور کوٹلی میں لکڑی کے کھلونے تیار ہوتے ہیں ؛

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ریاست جموں و کشمیر کی شکارگاہیں

ریاست میں مچھلی کے شکار کے علاوہ بہت سے جنگلی جانوروں کا شکار ہوتا ہے۔ شکار کے متعلق ریاست میں قوانین نافذ کئے گئے ہیں اور ایک محکمہ بنایا گیا ہے۔ جس کے افسر کا عہدہ "گیم وارڈن" ہے۔ شکار کھیلنے کے لئے لائسنس حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہر قسم کے شکار کے لئے علیحدہ علیحدہ شرح فیس مقرر ہے۔

شکار کے متعلق کسی اطلاع کی ضرورت ہو تو "گیم وارڈن، سرینگر۔ کشمیر" کو لکھنا چاہیئے۔

گلگت اور لدّاخ کا سفر

۱۔ گلگت کی طرف سفر کرنے کے لئے بونجی اور لدّاخ کی طرف سفر کرنے کے لئے کرگل کی حدود مقرر کی گئی ہیں۔ ان دو مقامات (بونجی اور کرگل) سے پرے کسی سیّاح کو سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ جب تک کہ اُس کے پاس ریذیڈنٹ اِن کشمیر یا گیم وارڈن کشمیر کی تحریری اجازت موجود نہ ہو۔

۲۔ کسی سیّاح کو ریاست کشمیر کی فرانٹیئر اماسوائے اُن مقامات کے جہاں یہ برطانوی ہند سے ملتی ہو) پار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک کہ اُس کے پاس گورنمنٹ آف انڈیا کی تحریری اجازت موجود نہ ہو۔ کسی سیّاح کو گلگت ایجنسی (مع چیلاس) میں بلا اجازت ریذیڈنٹ اِن کشمیر داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ لیہہ کی طرف جانے والے سیّاحوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اِس امر کی تحریری تصدیق پیش کریں کہ اُن کا ارادہ فرانٹیئر کو پار کرکے چینی ترکستان یا تبّت جانے کا نہیں ہے۔

۳۔ سیّاح جو کشمیر کی طرف سے لدّاخ جانا چاہتے ہوں، اُنہیں برٹش جائینٹ کمشنر لدّاخ، سرینگر کشمیر کو تحریری درخواست پیش کرنی چاہیئے۔ جس میں پارٹی کے تمام افراد کے نام اور جس راستہ سے وہ جانا چاہتے ہوں۔ مع عرصہ جو وہ لدّاخ میں ٹھہرنا چاہیں درج ہونے چاہئیں۔ ایسی درخواست کم از کم ایک ماہ قبل بھیجی جانی چاہیئے۔

۴۔ سیّاحوں کو ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔ بشرطیکہ وہ سرکاری افسروں کے لئے رُکے ہوئے نہ ہوں۔

۵۔ راستہ میں کسی قسم کی شراب یا سٹور کی اشیاء دستیاب نہیں ہوسکتیں۔ بانڈی پور سے اسٹور تک باربرداری کی ضروریات کے لئے براہ راست پولٹیکل ایجنٹ گلگت کو لکھنا چاہیئے۔

۷۔ ۱۵۔ نومبر اور ۱۵ مئی کے درمیان درّہ برزل (BURZIL PASS) عبور کرنے کے لئے کشمیر

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

گورنمنٹ کے افسر کسی قسم کی امداد نہ دیں گے اور نہ ہی مزدور مہیّا کر سکیں گے۔ اس عرصہ میں سیّاحوں کو اپنے انتظامات کرنے ہوں گے۔

۸۔ شکار کے شوقین حضرات کو پامیر یا کھیوشان کی طرف کشمیری شکاری لے جانے کی اجازت نہیں جب تک کہ ان شکاریوں کے متعلق گیم وارڈن، ہز ہائینس گورنمنٹ تصدیق نہ کرے۔

۹۔ شکار کے شوقین حضرات یا سیّاح پامیر یا کھیوشان کی طرف کسی کشمیری کو اپنے ملازم کی حیثیت سے نہیں لے جا سکتے۔ جب تک کہ ایسے ملازم نے ڈائرکٹر وزیٹرس بیورو کے پاس ضمانت نامہ داخل کر کے پاس حاصل نہ کیا ہو۔

۱۰۔ سرینگر سے کاشغر تک ڈاک ۲۵ دن میں پہنچتی ہے۔ قونصل جنرل کاشغر کو تار بھیجے جا سکتے ہیں۔ کونسل جنرل کا تار کا پتہ برٹن کاشغر (BRITAIN KASHGAR) ہے۔ یہ تار پشاور ریڈیو سے یا سگر سے بھیجے جا سکتے ہیں۔ جہاں سے آگے یہ بذریعہ ڈاک بھیجے جاتے ہیں اور دس روز کے اندر کاشغر پہنچتے ہیں۔

۱۱۔ پامیر کے علاقہ میں اشیاء خوردنی بہت کم دستیاب ہوتی ہیں، البتہ دودھ اور گوشت مل جاتا ہے میدانی علاقوں میں گوشت، مرغی، آٹا، چاول کھانڈ وغیرہ دستیاب ہو سکتے ہیں۔

۱۲۔ بازاروں میں عام طور پر کسی قسم کی یورپین اشیاء دستیاب نہیں ہوتیں۔

نوٹ:۔ لدّاخ فرانٹیئر کو عبور کرنے کے متعلق گورنمنٹ جموں وکشمیر نے ایک قانون کے ذریعہ پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ اس کا نام (LADAKH FRONTIER CROSSING (AMANMENT) REGULATION 1995) ہے۔ اس قانون کے تحت کسی شخص کو جس کے پاس برطانوی سیاحت کا پاسپورٹ یا حج وغیرہ کا پاس یا سفر کے متعلقہ دیگر مستند کاغذات موجود نہ ہوں، لدّاخ میں دریائے سندھ کے شمال یا جنوب کی طرف سفر نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص خلاف ورزی کرے تو کوئی بھی مجسٹریٹ، پولیس یا ریونیو آفیسر اُسے گرفتار کر سکتا ہے اور اُسے واپس لا سکتا ہے ایسا شخص سزا کا مستوجب ہوگا۔

سیّاحوں کے لئے کسٹم ڈیوٹی کی رعائت

ریاست میں کسٹم چوکیوں پر نئی چیزوں پر کسٹم ڈیوٹی لی جاتی ہے لیکن مندرجہ ذیل چیزوں پر جو کسی سیّاح کے ساتھ ہوں محصول معاف ہے:۔

۱۔ پہننے کے کپڑے بمعہ ہیٹ اور بوٹ۔

۲۔ بستر ے۔

۳۔ کھانا پکانے کے برتن مالیتی ۵۰ روپیہ

۴۔ چھری کانٹے وغیرہ مالیتی ۲۰۰ ،،

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۵۔ چینی کے برتن گلاس وغیرہ مالیتی ۵۰ روپیہ

۶۔ سوتی کپڑا (گھریلو استعمال کے لئے) ،، ۱۰۰ ،،

۷۔ چاندی کا سامان مالیتی ۵۰۰ ،،

۸۔ چھڑیاں، چھتریاں، کھیل کا سامان، شکار کی چیزیں، گاف کھیلنے کا سامان، دو ٹینس ریکٹ، ایک درجن ٹینس بال۔ دو ہاکیاں۔ دو کرکٹ بیٹ۔ دو جوڑے سکی انگ کا سامان۔ پولو کھیلنے کا سامان۔ دو مچھلیوں کے شکار کے کانٹے اور سامان متعلقہ شکار مچھلی۔

۹۔ ہینڈ بیگ، ڈریسنگ کیس۔ ذاتی استعمال کی عینک۔ سنگار کی چیزیں۔ گھڑی اور زیورات (مطابق حیثیت سیاح بشرطیکہ سیاح ان چیزوں کی تجارت نہ کرتا ہو)

۱۰۔ ایک جوڑی دوربین۔ گھریلو استعمال کے لئے ادویات اور ایسی ہی ذاتی استعمال کی چیزیں مثلاً دو کیمرے بمعہ چند فلموں اور دیگر سامان فوٹو گرافی کے۔ نیز اس سنیما کی تصویریں لینے کا کیمرہ (فی کنبہ کے لئے ایک بڑا اور ایک چھوٹا) اور فی کیمرہ ایک ہزار فٹ فلم۔

۱۱۔ تمباکو پینے کی پائپ۔ سگار اور سگریٹ (فی ۱۰۰ تک) اور دیگر اقسام کا تمباکو جو ایک پونڈ سے زیادہ وزن کا نہ ہو۔

۱۲۔ بچوں کی گاڑی اور کھلونے۔

۱۳۔ کھلی ہوئی شراب کی بوتل یا خوشبودار تیل اور عطر۔ ۲ تولہ افیون۔ ۵ تولہ چرس۔ سپرٹ کی ایک بوتل۔

۱۴۔ گھوڑے کا ساز معہ دو کاٹھی فی کس۔

۱۵۔ ایک کپڑا سینے کی مشین اور ایک ٹائپ رائیٹر جو برآمد کنندہ کے زیر استعمال ہوں۔

۱۶۔ تھوڑی مقدار میں سٹیشنری۔ اٹیچی کیس مع لفافے۔ پنسلیں۔ قلم اور فونٹین پن۔

۱۷۔ دستی تصویریں بنانے کا سامان مثلاً رنگ۔ برش۔ فوٹو وغیرہ۔

۱۸۔ ریڈیو سٹ۔ گانے بجانے کا ساز مثلاً ستار۔ ہارمونیم۔ طبلہ۔ گراموفون (مع ۱۰۰ ریکارڈ)

۱۹۔ گھی اور مکھن ایک سیر فی کس۔ پھل ۵ سیر فی کس۔ سبزیاں ۵ سیر فی کس۔ دالیں اور آٹا ۴ سیر فی کس۔

۲۰۔ بندوق ۲ عدد۔ رفل ۲ عدد۔ پستول اور ریوالور ایک اور کارتوس ۵۰۰ بشرطیکہ یہ اشیاء کسی سیاح کے ذاتی سامان کا حصہ ہوں اور برٹش انڈیا کے آرمز ایکٹ کے تحت مستثنےٰ ہوں۔ اس سے زیادہ مقدار میں اسلحہ درآمد کرنے پر محصول کسٹم لیا جائے گا۔

جو اسلحہ برٹش انڈیا کے آرمز ایکٹ کے تحت مستثنےٰ نہ ہوں۔ ([illegible]) کی درآمد پر بشرطیکہ وہ مندرجہ بالا مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ اور اس کے لئے درآمد کنندہ کے پاس لائسنس موجود ہو۔ کسٹم ڈیوٹی سے مستثنےٰ ہوگا۔

اس مقدار سے زیادہ کی صورت میں محصول کسٹم لیا جائے گا۔

اگر درآمد کنندہ کے پاس لائسنس نہ ہو تو اسلحہ کسٹم

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہاؤس پر روک لیا جائے گا۔ جس کو سیاح چھ ماہ کے اندر لائسینس پیش کرنے پر واپس لے سکتا ہے۔ اگر چھ ماہ کے اندر لائسینس پیش نہ کیا جائے تو اسلحہ بحق سرکار والا مدار ضبط ہوگا۔

۲۱۔ جہیز کا سامان جو

(الف) ریاست میں بود و باش رکھنے والا دولہا جس کی شادی ریاست سے باہر ہو اپنی دلہن کے ساتھ ریاست میں درآمد کرے۔

(ب) ریاست سے باہر بود و باش رکھنے والا دولہا جب شادی کے موقعہ پر بیرونِ ریاست سے دلہن کو پیش کرنے کے لئے درآمد کرے (اس میں لگن پانز بھی شامل ہے۔

(ج) ریاست میں بود و باش رکھنے والی دلہن کی والدہ کے رشتہ داروں کی طرف سے (جو ریاست سے باہر بود و باش رکھتے ہوں) جو سامان دلہن کو دینے کے لئے لایا جائے مثلاً "نانکی چک"۔

۲۲۔ ایک پیٹرو مکس لیمپ۔ دو ٹیبل لمپ۔ دو لالٹین بشرطیکہ یہ اشیاء زیر استعمال ہوں۔

مندرجہ بالا قواعد کے لئے "سیاح" کی جو تعریف کونسل آف آرڈر نمبر ۱۰۰ سی سنہ ۱۹۳۹ء میں کی گئی ہے وہ یوں ہے:-

"سیاح کا مطلب وہ شخص ہے جو ریاست جموں وکشمیر کا باشندہ نہ ہو یا ریاست کے اندر بود و باش نہ رکھتا ہو اور جو ریاست کے اندر ایک سال کے اندر اندر ۸ ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے بود و باش نہ رکھے اور جو ریاست کے اندر جائیداد غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور نہ ہی کوئی بیوپار کرتا ہو۔"

اگر کوئی شخص کسی سیاح سے ایسا ریڈیوسٹ خرید کرے۔ جو کسٹم ڈیوٹی دیئے بغیر ریاست میں درآمد کیا گیا ہو تو خریدکنندہ سے محصول کسٹم وصول کیا جائے گا۔

۲۳۔ مندرجہ بالا قواعد کے علاوہ کسٹم افسر کو اختیار ہے کہ وہ دیکھ لیں کہ آیا کوئی چیز "ذاتی استعمال" کی چیزوں میں شمار کرکے کسٹم سے مستثنےٰ ہونے کے قابل ہے یا نہیں؟

۲۴۔ اگر کسی سیاح نے کسی درآمد شدہ شے مثلاً قالین، خیمے، کشتی، بائیسکل وغیرہ پر محصول ادا کیا ہو اور وہ آٹھ ماہ کے اندر اندر اس شے کو ریاست سے باہر لے جائے تو محصول کی رسید پیش کرنے پر اُسے رقم واپس دی جائے گی۔

۲۵۔ ریاست میں آنے والی موٹر گاڑیاں مندرجہ ذیل شرح سے پیٹرول بلا ادائیگی کسٹم ڈیوٹی لاسکتی ہیں۔

	جہلم ویلی روڈ	بانہال کارٹ روڈ
ا۔ پرائیویٹ موٹر کاریں	۶ گیلن	۴ گیلن
ب۔ ٹیکسی کاریں	۲ گیلن	۴ گیلن
ج۔ لاری	۲ گیلن	۴ گیلن

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

(د) موٹرسائیکل اگیلن اگیلن

۲۶۔ مندرجہ ذیل اشیاء جب کہ یہ ذاتی سامان کے ساتھ ریاست سے برآمد کی جائیں۔ محصول کسٹم سے مستثنےٰ ہوں گی۔

ا۔ گھی	۸ چھٹانک	فی کس
ب۔ پھل	۵ سیر	فی کس
ج۔ آلو	۳ سیر	فی کس
د۔ دالیں	۴ سیر	فی کس

اسلحہ جات کی پابندیاں

چونکہ بہت سے سیاحوں کو علم نہیں ہوتا کہ ریاست جموں وکشمیر میں اسلحہ جات کے درآمد اور برآمد پر پابندیاں ہیں لہٰذا گورنمنٹ جموں وکشمیر نے مشتہر کیا ہے کہ جو سیاح اپنے ساتھ اسلحہ لائیں، اُن کے لئے لازم ہے کہ وہ برطانوی ہند کا لائیسنس بھی ساتھ لائیں۔ لائیسنس نہ ساتھ ہونے کی صورت میں اسلحہ کسٹم چوکی پر روک لیا جائے گا اور وہ اُس وقت تک سیاح کو واپس نہ دیا جائے گا جب تک وہ متعلقہ لائیسنس پیش نہ کرے۔ اگر تاریخ ضبطی سے چھ ماہ کے اندر اندر لائیسنس پیش نہ کیا جائے گا تو اسلحہ بحق سرکار والا مدار ضبط قرار دیا جائے گا۔

اس قانون کا اطلاق اُن افسروں پر نہ ہوگا جو انڈین آرمز ایکٹ کے تحت برطانوی ہند کا لائیسنس حاصل کرنے سے مستثنےٰ رکھے گئے ہیں۔

ریاست سے کوئی اسلحہ برآمد نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ برآمد کنندہ کے پاس برطانوی ہند کا لائیسنس موجود نہ ہو۔ اس غرض کے لئے کہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ کسٹم چوکیوں پر مندرجہ ذیل عمل رائج ہوگا۔

۱۔ برآمد کنندہ اِن اسلحہ جات کو کسٹم چوکی پر ڈیپازٹ رکھے گا اور ایک سارٹیفکیٹ لکھ دے گا کہ اُس کے پاس برطانوی ہند کا لائیسنس موجود تھا۔

۲۔ برآمد کنندہ مبلغ دو روپیہ آٹھ آنہ نقد کسٹم آفیسر کو ادا کرے گا۔

۳۔ کسٹم آفیسر برطانوی ہند کے مجاز افسر سے بذریعہ تار دریافت کرے گا کہ آیا متعلقہ شخص کے پاس واقعی لائیسنس موجود تھا اور اِس تار کا جواب ڈائرکٹر وزیٹرس بیورلو کو دیئے جانے کے متعلق ہدائت کرے گا۔

۴۔ کسٹم آفیسر ایسے اسلحہ جات کو ڈائرکٹر وزیٹرس بیورلو کے پاس بھیج دے گا۔

۵۔ برطانوی ہند کے افسر مجاز کا جواب موصول ہونے پر کہ واقعی متعلقہ اسلحہ کے لئے لائیسنس جاری ہو چکا ہے۔ ڈائرکٹر وزیٹرس بیورلو اسلحہ برآمد کنندہ کو واپس دے گا۔ بصورت دیگر اسلحہ جات ضبط قرار دیئے جائیں گے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۱۔ برآمد سے روکے ہوئے اسلحے کے متعلق اطلاع ریذیڈنسی کے دفتر میں وقتاً فوقتاً بھیجی جائے گی۔

تمام اشخاص جو اسلحہ جات ریاست کی حدود میں لائیں۔ اُن سے مندرجہ ذیل شرح پر فیس لی جائے گی۔

معمولی بندوق کے لئے	ایک روپیہ
رفل کے لئے	دو "
پستول یا ریوالور کے لئے	تین "

سیاح اور انکم ٹیکس

ریاست جموں وکشمیر کے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ ۴ ضمن ۱۲ کی رو سے وہ روپیہ جو سیاح اپنی سیاحت کے اخراجات کے واسطے ریاست میں لائیں۔ وہ انکم ٹیکس سے مستثنےٰ ہے ریاست میں سیاحوں کی "رہائش" کو واضح کرنے کے لئے گورنمنٹ جموں وکشمیر نے مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی ہیں۔

۱۔ کوئی سیاح جو ریاست کے اندر کوئی جائے قیام نہ رکھتا ہو اور جو عادتاً ریاست میں نہ رہتا ہو بلکہ کبھی کبھی ریاست میں آتا ہو تو وہ ریاست کا مقیم شمار نہ ہو گا۔ البتہ سال بھر میں چھ ماہ ریاست کے اندر رہنے والا شخص انکم ٹیکس ادا کرے گا۔

۲۔ اگر سیاح ریاست کے اندر جائے قیام رکھتا ہو تو جس سال وہ ریاست میں آئے۔ اُسے اُس سال کا انکم ٹیکس ادا کرنا ہو گا۔ بلالحاظ اُس عرصہ کے جو وہ ریاست میں رہے۔

۳۔ اگر سیاح ریاست میں جائے قیام نہ بھی رکھتا ہو اور چھ ماہ کے عرصہ کے لئے بھی ریاست میں نہ رہے مگر ایسی صورت میں جب ریاست کی سیاحت اُس کی عادت کا ضروری حصہ بن چکی ہو اور وہ کئی سال تک لگاتار سیاحت کے لئے آتا رہے تو اُسے انکم ٹیکس ادا کرنا ہو گا۔ ایسی صورت میں سیاح کی رہائش کے سوال کا فیصلہ ہر کیس کے واقعات کے مطابق ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی سیاح چار سال کے عرصہ کے لئے لگاتار آتا رہا ہے اور ریاست میں اوسطاً تین ماہ ہر سال مقیم رہے تو وہ عادتاً ریاست کشمیر کی سیاحت کرنے والا شمار ہو گا اور ایسی صورت میں وہ ریاست میں رہائش رکھنے والا شمار ہو گا اور اُسے انکم ٹیکس ادا کرنا ہو گا۔

ڈاک بنگلوں میں رہائش

۱۔ تمام مسافر سرکاری ڈاک بنگلوں میں رہائش اختیار کر سکتے ہیں۔ پہلے ۲۴ گھنٹوں کی رہائش

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کے لئے فی کس ایک روپیہ کرایہ لیا جائے گا۔ اس کے بعد ہر ۲۴ گھنٹہ کے لئے بھی یہی کرایہ لیا جائے گا۔

۲۔ ڈاک بنگلہ میں ایک گھنٹہ سے کم رہائش رکھنے کا کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا۔ مندرجہ ذیل حالات میں آٹھ آنہ بطور فیس لئے جائیں گے۔

(ا) اگر مسافر ڈاک بنگلہ میں تین گھنٹہ سے زیادہ نہ رہے۔

(ب) اگر ڈاک بنگلہ کے مشمولہ بیرونی مکان کے کمرہ میں ۲۴ گھنٹہ یا اس سے کم رہائش رکھی جائے۔

۳۔ جو مسافر ڈاک بنگلہ کا استعمال نہ کریں اور صرف خانساماں سے اپنی ضروریات خرید کریں۔ اُن سے ڈاک بنگلہ کی فیس نہ لی جائے گی۔

۴۔ شادی شدہ جوڑے یا دو یا دو سے زیادہ اشخاص جو ایک کمرے میں رہائش رکھیں۔ اُن سے فی کس کے حساب سے کرایہ لیا جائے گا۔ جیسا کہ علیحدہ علیحدہ کمرے میں رہائش رکھنے کی صورت میں لیا جاتا ہے۔

۵۔ بارہ برس سے کم عمر کے بچوں کا کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا۔

۶۔ جو مسافر پہلے پہنچے وہ پہلے کمرہ حاصل کرنے کا مستحق ہوگا۔ مسافروں کی زیادہ بھیڑ ہونے کی صورت میں ایک کمرہ دو یا دو سے زیادہ عورتوں یا دو یا دو سے زیادہ مردوں کو ایسے طریقہ پر دیا جائے گا کہ ہر کمرہ میں مسافروں کی تعداد قریباً یکساں ہو جائے۔

۷۔ کوئی شخص ڈاک بنگلہ میں ۲۴ گھنٹہ سے زیادہ عرصہ رہائش کا حق نہیں رکھتا۔ اس مدت کے بعد اگر اس سے کہا جائے تو اُسے کمرہ خالی کرنا ہوگا۔

۸۔ مسافروں کو چاہئے کہ جاتے وقت وہ رجسٹر میں آمد کا وقت اور تاریخ اور کمرہ چھوڑنے کا وقت اور تاریخ اور ادا شدہ کرایہ کی رقم کا اندراج کریں۔

۹۔ اگر کوئی مسافر ڈاک بنگلہ کا استعمال نہ کرے بلکہ اس کے صحن میں خیمہ نصب کرنا چاہے تو وہ آٹھ آنہ فی خیمہ کے حساب سے کرایہ ادا کرے گا۔ اگر خیمہ نصب کرنے کے لئے کوئی خاص جگہ مقرر نہ کی گئی ہو تو "صحن" سے مراد ڈاک بنگلہ کی دیوار سے ۵۰ گز کے فاصلہ کے اندر کی جگہ ہوگی۔ ادا شدہ کرایہ رجسٹر میں درج کرنا چاہئے۔

۱۰۔ ہر ایک گاڑی، گھوڑے، خچر یا دوسرے جانوروں یا دیگر سامان کا جو مالک کے چلے جانے کے بعد ڈاک بنگلہ میں رکھا جائے۔ دو آنہ یومیہ کرایہ لیا جائے گا۔

۱۱۔ ہر شخص جو ڈاک بنگلہ میں رہائش رکھے، اُسے مقرر شدہ کرایہ ادا کرنا ہوگا۔ خواہ وہ سرکاری ڈیوٹی ہی پر سفر کر رہا ہو۔

مندرجہ ذیل اشخاص اس رُول سے مستثنےٰ ہوں گے۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ہز ہائینس مہاراجہ بہادر ، ان کے خاندان کے افراد اور مہمان ، ریذیڈنٹ صاحب اور اُن کا کنبہ، راجہ صاحبان پونچھ اور چنہنی اور ان کے خاندان کے افراد۔ ٹریفک انسپکٹر۔ ملٹری آفیسر جو اپنی ڈیوٹی کے دوران میں سفر خرچ نہ لیں۔ سرکاری اہلکاران جو ان دنوں کے لئے سفر خرچ چارج نہ کریں۔

۱۲۔ ڈاک بنگلہ کا خانساماں حسب ضرورت مسافروں کو خوراک مہیا کرے گا۔ جس کے لئے مقررّ کردہ قیمت ادا کرنی ہوگی۔ خانساماں یورپین سٹورز کی اشیاء اور شراب بھی سپلائی کرسکتا ہے۔

۱۳۔ جو مسافر ڈاک بنگلہ کا فرنیچر یا کوئی سرکاری چیز توڑ دے تو لازم ہے کہ اس کی قیمت جو فہرست میں درج ہوگی ، ادا کردے۔

۱۴۔ مسافروں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی جائیداد وغیرہ کی حفاظت کے خود ذمہ دار ہوں گے۔ ریاست جموں وکشمیر کسی نقصان کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

۱۵۔ تمام رقومات ڈاک بنگلہ کے انچارج خانساماں کو ادا کرنی چاہئیں جو مسافروں کی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شکائت ہو تو وہ متعلقہ ڈویژنل انجینئر کے پاس بھیجنی چاہئے۔

۱۶۔ جو مسافر اپنی خوراک کا انتظام خود کریں۔ ان کو ڈاک بنگلہ کی رسوئی یا کھانے کے میز کا سامان استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۷۔ خانساماں اس بات کا پابند نہیں کہ وہ پبلک ڈائیننگ روم کے علاوہ کسی جگہ خوراک مہیا کرے۔

۱۸۔ مسافروں کو ایک کمرہ کا سامان دوسرے کمرہ میں لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر فالتو چارپائی کی ضرورت ہو تو وہ بشرط موجودگی خانساماں سے لی جا سکتی ہے۔

۱۹۔ تمام حساب کتاب روزانہ چکا دینا چاہئے۔ اگر کوئی مسافر ایسا نہ کرے تو خانساماں اُس کو خوراک مہیا نہ کرے گا۔

ڈاک بنگلوں میں خوراک کی قیمت

۱۔ یورپین طریقہ کی خوراک

پائی آنہ روپیہ

۱۔ چھوٹا حاضری (ایک پیالہ چائے اور ٹوسٹ مع مکھن) ۰۰-۸-۰۰

۲۔ چھوٹا حاضری (ایک پیالہ چائے اور دو انڈے) ۰۰-۱۰-۰۰

۳۔ چائے کا پیالہ ۰۰-۱-۰

۴۔ چائے کا پیالہ مع ٹوسٹ ومکھن ۰۰-۸-۰

۵۔ چائے کا پیالہ مع ٹوسٹ اور جام ۰۰-۱۰-۰۰

۶۔ برک فاسٹ (ایک اناج۔ دو انڈے یا گوشت کی رکابی، چائے، ٹوسٹ اور مکھن) ۱-۱۲-۰۰

۷۔ لنچ ٹھنڈا (شوربا۔ ایک رکابی گوشت۔ دو سبزیاں ایک دیگر رکابی اور PUDDING) ۱-۴-۰۰

۸۔ لنچ گرم (شوربا، ایک رکابی گوشت۔ دو سبزیاں

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ایک دیگر رکابی اور PUDDING) ۱-۱۲-۰

۹۔ ڈنر (شوربا۔ ایک رکابی گوشت۔ دو سبزیاں
ایک رکابی ماس مع چاول یا روٹی۔
PUDDING کافی یا چائے) ۲-۸-۰

ب۔ ہندوستانی طریقہ کی خوراک:۔

(گوشت خوروں کے لئے)

۱۔ ڈنر (پلاؤ۔ پھلکے۔ دال۔ دو سبزیاں۔ دو
رکابی گوشت۔ ایک میٹھی رکابی اور چائے) ۲-۰-۰

۲۔ ڈنر (چاول عمدہ۔ پھلکے۔ دال۔ دو سبزیاں۔
دو رکابی گوشت) ۱-۴-۰

۳۔ ڈنر (معمولی چاول۔ پھلکے۔ دال سبزیاں
اور ایک رکابی گوشت) ۰-۱۲-۰

(سبزی خوروں کے لئے)

۴۔ ڈنر (پلاؤ۔ پھلکے۔ دال۔ تین سبزیاں اور
ایک میٹھی رکابی) ۱-۸-۰

۵۔ ڈنر (چاول عمدہ۔ پھلکے۔ دال۔ دو
سبزیاں اور ایک میٹھی رکابی) ۱-۰-۰

۶۔ ڈنر (معمولی چاول۔ پھلکے۔ دال۔ دو سبزیاں) ۰-۱۰-۰

ج۔ متفرقات:۔

۱۔ نہانے کے لئے گرم پانی ۰-۴-۰
۲۔ لکڑی (۲۰ سیر) ۰-۵-۰
۳۔ ٹیبل لمپ رات کے واسطے ۰-۵-۰
۴۔ لالٹین رات کے واسطے ۰-۳-۰

۵۔ سوڈا واٹر یا لیمونیڈ فی بوتل ۰-۲-۶
۶۔ پھلکا ۰-۲-۶
۷۔ دودھ کا پیالہ ۰-۱-۰
۸۔ دودھ اُبلا ہُوا مع کھانڈ) فی سیر ۰-۵-۰
۹۔ چائے کا پیالہ دودھ کے بغیر ۰-۱-۰
۱۰۔ اُبلا ہُوا انڈا ۰-۱-۰
۱۱۔ پراٹھا ۰-۱-۶
۱۲۔ شام کی چائے ۰-۸-۰

نوٹ:۔ ۱۔ ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے خوراک کی نصف قیمت لی جائے گی۔

۲۔ نوکروں کے لئے خوراک ۴ آنہ فی وقت مہیا کی جائے گی۔ جس کے لئے چاول یا پھلکے اور ایک سبزی دی جائے گی۔

۳۔ جب مسافر چار یا چار سے زیادہ اشخاص کی پارٹی میں ڈاک بنگلہ میں کھانا کھائیں تو اُن سے ۱۲½ فی صدی کم قیمت لی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ اپنی آمد کی اطلاع گھنٹہ قبل ڈاک بنگلہ کے خانساماں کو بھیج دیں۔

ڈاک بنگلے، ریسٹ ہاؤس وغیرہ

ریاست جموں وکشمیر میں مندرجہ ذیل مقامات پر ڈاک بنگلے، ریسٹ ہاؤس انسپکشن شلٹر موجود ہیں:

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کشمیر ڈویژن:-
ڈاک بنگلے:- اچھہ بل۔ اپرمنڈا (ان دونوں ڈاک بنگلوں میں کھانا صرف گرمیوں کے موسم میں مل سکتا ہے) قاضی گنڈ۔ کھنہ بل (ان ڈاک بنگلوں میں سال بھر کھانا مل سکتا ہے)
ریسٹ ہاؤس:- لوئرمنڈا
انسپکشن بنگلے:- پھون، گنیش پورہ۔ کٹسو وکھرم۔
جہلم ویلی ڈویژن:-
ڈاک بنگلے:- دومیل، گڑھی، چناری، رام پور، اوڑی۔
انسپکشن بنگلے:- سوپور، چکوٹھی، دلائی، لوہار گلی، دومیل۔ ٹنگمرگ میں بھی ایک ڈاک بنگلہ ہے۔ جہاں کھانا صرف گرمیوں کے موسم میں مل سکتا ہے۔
گلگت ڈویژن:-
گلگت بانڈی پور روڈ پر انسپکشن بنگلے:- بانڈی پورہ بدون۔ گوری کوٹ۔ استور۔ لونجی۔
گلگت بانڈی پور روڈ پر ریسٹ ہاؤس:- نراگ بل کورگ بل۔ گریز۔ تشواری۔ برزل۔ چوکی۔
گلگت بانڈی پور روڈ پر شلٹر ہٹس:- چوروان، صدرکوٹھی۔ چلم۔ چوگی۔ گودائی۔ کامری۔ کالا پانی۔ رتو۔ استور۔ دشکن۔ دویان۔ لونجی۔ مشکن۔ سفید پری۔ گلگت۔

گاندربل، زوجی لا روڈ پر ریسٹ ہاؤس:- کنگن، گنڈ، سونہ مرگ، بال تل،
کرگل سب ڈویژن میں ریسٹ ہاؤس:- کرگل، سیرد۔ تلتی، پرسوڑہ، گول، مادھوپور، کھرگو، سکردو۔ کیرس۔ کورو۔ لہہ۔ تنگر۔
بانہال روڈ ڈویژن:-
ڈاک بنگلے:- جموں، ادھم پور۔ کد، بٹوت، رام بن۔
ریسٹ ہاؤس:- جھجر، کد، بانہال۔
انسپکشن شلٹر:- پیڑھا، ڈگڈول، ریاسی، رام نگر، کھلنی، ٹھاٹھری، کشتواڑ، ٹنل، بھیلہ۔
میرپور سب ڈویژن:-
ریسٹ ہاؤس:- بھمبر، میرپور، چومکھ، چنگس، کوٹلی، نوشہرہ، راجوری، سعد آباد، گوبند پور۔
انسپکشن بنگلے:- دھرم سال، جھنگڑ، سنڈربنی۔
ڈاک بنگلہ:- چنگوان۔

ریاست میں ٹورسٹ ہٹس

کشمیر ڈویژن:- چندن واڑی، واوجن، پنجترنی آرو لدرورٹ، شنزو، لہن ون، اندو۔
سندھ ڈویژن:- وجی، وانلو، ٹھاجوس، ترنکسل، زلین۔
پیرپنچال ڈویژن:- اہربل۔

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کامراج ڈویژن :- کھچن۔

کشتواڑ ڈویژن :- کنڈنی، سوکھانی، تاشی پورہ، تتاپانی، چھتوٹی،

ادھم پور ڈویژن :- ٹینی ٹاپ، سناسر۔

ریاست میں ڈاک خانوں کی فہرست

صوبہ جموں

گورداسپور ہیڈ آفس :- لبھولی، بلاور، مہاں پور، ڈنیرہ

جہلم ہیڈ آفس :- دھوا، کلری، پنجیری، سکیتر، سمبوال، سکھ چین پور، منگلا ہیڈ ورکس، میرپور، چومکھ، ہل، نالہ، بلوک، رتہ، سری پرتاپ سنگھ پورہ، کوٹلی، سہنہ، جنجوٹ، کھوئی رٹہ، مرسیوا، سیری، منادر، نوشہرہ، بھجال، چنگس، دھرم سال، پونی، راجل میرپور، سدھوتی، سیوٹ، راجوری، بدھل، درہال، مالکاں، کنڈی، تھنہ۔

جموں ہیڈ آفس :- جموں، دنسال، دومانہ، گرکھی، گرڈ رٹہ، گڑھا۔ اسمٰعیل پور، کچی چھاؤنی، کٹڑہ کٹھدلی، کوٹلی جھجر، لونی، نیتھل، پرمنڈل، پیر مٹھا، پرنس آف ویلز کالج، رہاڑی، رام گڑھ، تالاب تلو، ٹکری، ٹبوت (سب آفس)، ڈوڈہ، کھلنی، ملرائی، ادرنا، بھدرواہ (سب آفس)، جموں چھاؤنی (سب آفس)، دریار گڑھ (سب آفس)، سمبیر پور ہستھر (سب آفس)، بیلا لوالہ، اکھنور (سب آفس)، جموں مارکیٹ (سب آفس)، جسمیر گڑھ (سب آفس)، چھمب اردڑیاں۔ ڈنگہ اسب۔ رام کوٹ۔ کٹھوعہ (سب آفس)، بروال، بٹرول، کشتواڑ (سب آفس)، پاڈر، رام بن (سب آفس)، بانہال، رام شوہ، رنبیر سنگھ پورہ (سب آفس)، ارنیہ، لشناہ، کھیری، سوچیت گڑھ، تارا پور، میراں صاحب (سب آفس)، ریاسی (سب آفس)، ارناس، سانبہ (سب آفس)، گھگوال، رائے کوٹ، سنورا، چینہنی، ادھم پور (سب آفس)، جنگلاول، گد، نگروٹہ، رام نگر (سب آفس)

سرینگر ہیڈ آفس :- سرینگر، اونتی پور، بڑگام، چرارشریف، گگری بل (صرف موسم گرما کے لئے)، کھانیار، ناگام، نگین باغ (صرف موسم گرما کے لئے)، نسیم باغ، پامپور، پلوامہ، رعنہ واری، شوپیاں، ترال۔ حبہ کدل (سب آفس)، امیرا کدل (سب آفس)، اسنور (سب آفس)، چلیم، رتو، باغ (سب آفس)، ہری گل، بانڈی پور (سب آفس)، بارہ مولہ (سب آفس)، دداب گاہ۔ لنگیٹ، مہورہ، ناگام (صرف موسم گرما کے لئے)، لوکچی (سب آفس)، چناری (سب آفس)، دومیل (سب آفس)، کہوڑی، کرناہ، کیرن، شاردا جی، چیلاس (سب آفس) ڈورو

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

(سب آفس)، مظفر آباد (سب آفس)، فتح کدل (سب آفس)، گڑھی (سب آفس)، چکار، ہٹیاں، گلگت (سب آفس)، گلمرگ (سب آفس، صرف موسم گرما کے لئے) گوریس (سب آفس)، گریز (سب آفس)، ہینی مرگ، اوڑی (سب آفس)، چکوٹھی، نیڈوز ہوٹل (سب آفس)، گاندربل (سب آفس)، دراس، گنڈ، کانگن، سونہ مرگ، تولہ مولہ، دائل، ہندواڑہ (سب آفس)، کپواڑہ، سوگام، ترہ گام، اننت ناگ (سب آفس)، اچھ بل، عیش مقام (صرف موسم گرما کے لئے)، کھبل، براہ، ڈورو، کھنہ بل، ویری ناگ، کرگل (سب آفس)، ڈوگنی، گول، کھپلو، کیرن، کھالتسی، پرکوٹہ، ٹولٹی، سکلگام (سب آفس)، نوشہرہ (سب آفس)، لیہہ (لداخ سب آفس)، پہلگام (سب آفس صرف موسم گرما کے لئے) پلندری (سب آفس)، منگ، پٹن (سب آفس)، باگام، اشم، شادی پور، سمبل۔ پونچھ (سب آفس)، علی آباد، دھرم سال، دردنی، ہنڈی، سہرا، راول کوٹ (سب آفس)، رام پور (سب آفس)، سوپور (سب آفس)، سری رنبیر گنج (سب آفس)، صفا کدل، سکردو (سب آفس)، شگر، سرینگر سکریٹریٹ (سب آفس)، ٹنگمرگ (صرف موسم گرما کے لئے)، ترال بل (سب آفس)، سمبل (سب آفس)

ڈاک خانوں کے ساتھ اٹیچڈ تار گھر

(۱) میرپور (۲) جموں (۳) جموں چھاؤنی (۴) جموں مارکیٹ (۵) سرینگر (۶) امیرا کدل (۷) استور (۸) بارہ مولہ (۹) چناری (۱۰) بانڈی پور (۱۱) دومیل (۱۲) مظفر آباد (۱۳) گلگت (۱۴) گریز (۱۵) گوریس (۱۶) پٹن (۱۷) پونچھ (۱۸) رام پور (۱۹) سوپور (۲۰) سری رنبیر گنج (۲۱) سکردو (۲۲) گلمرگ۔ (۲۳) فتح کدل۔

ریاستی تار گھروں کی فہرست

(۱) اکھنور (۲) اننت ناگ (۳) بانہال (۴) بٹوت (۵) بھدرواہ (۶) بادامی باغ (۷) باغ (۸) ڈوڈہ (۹) دراس (۱۰) گاندربل (۱۱) ہندواڑہ (۱۲) جموں سٹی (۱۳) جموں چھاؤنی (۱۴) جسمیر گڑھ (۱۵) کرگل (۱۶) کٹڑہ (۱۷) کٹھوعہ (۱۸) کیرن (۱۹) کھالسی (۲۰) کشتواڑ (۲۱) کوٹلی (۲۲) کد (۲۳) سکلگام (۲۴) لیہہ (۲۵) مچھوئی (۲۶) مظفر آباد (۲۷) میراں صاحب (۲۸) نوشہرہ (۲۹) پہلگام (۳۰) پونچھ (۳۱) قاضی کنڈ (۳۲) راجوری (۳۳) رام نگر (۳۴) راول کوٹ

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

(۳۵) رام بن، (۳۶) ریاسی (۳۷) سانبہ (۳۸) سنگم (۳۹) شوپیاں (۴۰) اسکردو (۴۱) سونہ مرگ (۴۲) سوپور (۴۳) سرینگر (۴۴) ٹیٹوال (۴۵) اُدھم پور۔

مختلف مقامات کی سطح سمندر سے اونچائی

۱۔ امرناتھ جی	۱۲۷۲۹	فٹ
۲۔ بھدرواہ	۵۴۲۰	"
۳۔ گاندربل	۵۲۲۰	"
۴۔ گنگابل	۱۱۷۲۰	"
۵۔ گلگت	۴۸۹۰	"
۶۔ گلمرگ	۸۷۰۰	"
۷۔ ہرمکھ	۱۶۹۰۰	"
۸۔ جموں	۱۳۰۰	"
۹۔ کرگل	۸۷۹۰	"
۱۰۔ کھلن مرگ	۹۵۰۰	"
۱۱۔ کشتواڑ	۳۰۰۰	فٹ
۱۲۔ لیہہ (لداخ)	۱۱۵۰۰	"
۱۳۔ مونٹ گاڈون آسٹن	۲۸۲۰۰	"
۱۴۔ نانگا پربت	۲۶۶۹۶	"
۱۵۔ پہلگام	۷۰۰۰	"
۱۶۔ پنجترنی	۱۲۰۰۰	"
۱۷۔ پونچھ	۳۳۰۰	"
۱۸۔ راجوری	۳۰۹۴	"
۱۹۔ رام نگر	۲۷۰۰	"
۲۰۔ شیش ناگ	۱۱۶۳۰	"
۲۱۔ اسکردو	۸۷۵۰	"
۲۲۔ سونہ مرگ	۸۷۵۰	"
۲۳۔ سرینگر	۵۲۱۴	"
۲۴۔ اُدھم پور	۲۳۴۸	"
۲۵۔ ویری ناگ	۶۱۰۰	"

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

کشمیر پہنچنے کے راستے

پنجاب کی طرف سے سرینگر جانے کے تین راستے ہیں۔ پہلا راولپنڈی سے سرینگر، دوسرا ایبٹ سے سرینگر اور تیسرا جموں سے سرینگر۔

راولپنڈی سے سرینگر

(کل فاصلہ ۱۹۶ میل)

مقام	فاصلہ	سطح سمندر سے اونچائی
۱۔ راولپنڈی	۰	۱۶۷۰ فٹ
۲۔ تریٹ	۲۵ میل	۳۳۰۰ ”
۳۔ سنی بنک (مری)	۱۲ ”	۶۵۰۰ ”
۴۔ کوہالہ	۲۷ ”	۱۸۰۰ ”
۵۔ دومیل	۲۱ ”	۲۲۳۰ ”
۶۔ گڑھی	۱۴ ”	۲۶۳۰ ”
۷۔ ہٹیاں	۱۱ ”	۳۰۰۰ ”
۸۔ چناری	۵ ”	۳۶۰۰ ”
۹۔ چکوٹھی	۵ ”	۳۷۸۰ ”
۱۰۔ اوڑی	۱۳ ”	۴۴۵۰ ”
۱۱۔ رام پور	۱۳½ ”	۴۸۴۰ ”
۱۲۔ بارہ مولہ	۱۵½ ”	۵۲۰۰ ”
۱۳۔ پٹن	۱۷ میل	۵۲۱۰ فٹ
۱۴۔ سرینگر	۱۷ ”	۵۲۱۴ ”

ایبٹ آباد سے سرینگر

مقام	فاصلہ	سطح سمندر سے اونچائی
۱۔ حویلیاں	۰	۰
۲۔ ایبٹ آباد	۹ میل	۴۰۱۰ فٹ
۳۔ مانسہرہ	۱۶ ”	۳۵۵۰ ”
۴۔ گڑھی حبیب اللہ	۱۹½ ”	۲۶۵۵ ”
۵۔ دومیل	۱۴ ”	۲۲۳۰ ”

نوٹ:۔ دومیل سے آگے وہی راستہ ہے جو راولپنڈی سے سرینگر جاتا ہے۔

جموں سے سرینگر

(کل فاصلہ ۲۰۳ میل)

مقام	فاصلہ	سطح سمندر سے اونچائی
۱۔ جموں	۰	۱۳۰۰ فٹ
۲۔ نگروٹہ	۷¼ میل	۱۱۶۵ ”
۳۔ جھجر	۱۳¼ ”	۱۶۵۰ ”
۴۔ ٹکری	۷ ”	۲۴۵۵ ”

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۵۔ اُودھم پور	۱۳میل	۲۳۴۸ فٹ	۱۱۔ بانہال	۱۰ ¼ میل	۵۳۳۰ فٹ
۶۔ درمتھل	۱۳ "	۳۵۰۰ "	۱۲۔ اپرمنڈہ	۲۹ ¼ "	۷۲۲۴ "
۷۔ کُد	۱۱ ½ "	۵۷۰۰ "	۱۳۔ قاضی کنڈ	۱۰ "	۵۶۶۷ "
۸۔ بٹوت	۱۲ ¼ "	۵۱۱۷ "	۱۴۔ کھنہ بل	۱۲ ½ "	۵۲۳۶ "
۹۔ رام بن	۱۷ ¼ "	۲۲۵۰ "	۱۵۔ اونتی پور	۱۵ "	۵۲۲۵ "
۱۰۔ رام سو	۱۳ ½ "	۳۷۹۹ "	۱۶۔ سرینگر	۱۸ "	۵۲۱۴ "

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

اہم فاصلے

سری نگر سے گلگت براستہ بانڈی پور

(کُل فاصلہ ۲۳۰ میل)

پڑاؤ کا نام	فاصلہ	سطح سمندر سے اونچائی
۱۔ سمبل	۱۵½ میل	۵۲۰۶ فٹ
۲۔ بانڈی پور	۳۴¼ "	۵۲۱۲ "
۳۔ تراگ بل	۴۶½ "	۹۳۴۰ "
۴۔ گوراگ بل	۶۱ "	۸۴۰۰ "
۵۔ کنزل وان	۶۴ "	۷۷۰۰ "
۶۔ گریس	۷۵ "	۷۹۴۰ "
۷۔ پشواری	۸۹ "	۹۰۰۰ "
۸۔ برزل چوکی	۱۰۰½ "	۱۱۱۵۰ "
۹۔ چلم	۱۱۷¾ "	
۱۰۔ گودھائی	۱۳۲¾ "	۹۱۰۰ "
۱۱۔ اسٹور	۱۴۹¾ "	۷۸۰۰ "
۱۲۔ دشکن	۱۶۴¾ "	
۱۳۔ دوبان	۱۷۵¾ "	۷۸۰۰ "
۱۴۔ رام گھاٹ	۱۸۶¾ "	۳۷۰۰ "
۱۵۔ بونجی	۱۹۳¾ میل	۴۶۴۰ فٹ
۱۶۔ سفید پری	۲۱۰¾ "	۴۰۰۰ "
۱۷۔ منوور	۲۲۰¾ "	
۱۸۔ گلگت	۲۲۹¾ "	۴۸۹۰ "

نوٹ:۔ پڑاؤ نمبر ۲ تا ۱۶ پر سرکاری ریسٹ ہوس موجود ہیں۔

سرینگر سے لدّاخ

	میل
۱۔ سرینگر	
۲۔ گاندربل	۱۳ "
۳۔ کانگن	۲۴ "
۴۔ گنڈ	۳۷ "
۵۔ سونہ مرگ	۵۱ "
۶۔ بال تل	۶۳½ "
۷۔ ماتیان	۸۹ "
۸۔ دراس	۱۰۱½ "
۹۔ کھاربُو	۱۳۴ "
۱۰۔ کرگل	۱۴۰½ "

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۱۔ مُلبک	۱۲۳	میل
۱۲۔ بوت کھربو	۱۷۷½	،،
۱۳۔ لامایارو	۱۹۲¼	،،
۱۴۔ ترلا	۲۱۱	،،
۱۵۔ سس پل	۲۲۵½	،،
۱۶۔ نمزمیو	۲۳۶½	،،
۱۷۔ لیہہ	۲۵۳½	،،

سرینگر سے سونہ مرگ

۱۔ سرینگر	۰	میل
۲۔ گاندربل	۱۳	،،
۳۔ کانگن	۲۲	،،
۴۔ گنڈ	۳۷	،،
۵۔ سونہ مرگ	۵۱	،،

سرینگر سے گلمرگ

۱۔ سرینگر	۰	میل
۲۔ ماگام	۱۴	،،
۳۔ ٹنگمرگ	۲۴	،،
۴۔ گلمرگ	۲۸	،،

سرینگر سے پہلگام

۱۔ سرینگر	۰	میل
۲۔ اونتی پور	۱۴	میل
۳۔ کھنہ بل	۳۰	،،
۴۔ عیش مقام	۴۷	،،
۵۔ پہلگام	۵۹	،،

سرینگر سے وائل

۱۔ سرینگر	۰	میل
۲۔ اننت ناگ	۳۴	،،
۳۔ اچھہ بل	۵	،،
۴۔ کوکرناگ	۱۰	،،
۵۔ وائل	۴	،،

جموں سے بسوہلی براستہ کٹھوعہ

۱۔ جموں	۰	میل
۲۔ بڑی برہمناں	۹¾	،،
۳۔ نروڑ	۱۳½	،،
۴۔ کنٹھ پورہ	۱۵½	،،
۵۔ باج پور	۱۸½	،،
۶۔ راہیان	۲۸⅓	،،
۷۔ راج پورہ	۳۳	،،
۸۔ خان پور	۴۴½	،،
۹۔ ماہی چک	۴۷½	،،
۱۰۔ کٹھوعہ	۵۵	،،

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۱۱۔ کنال ہیڈ ورکس ۶۱ میل
۱۲۔ بسنت پور ۶۵ ”
۱۳۔ راج پورہ ۷۰ ”
۱۴۔ ٹھٹھہ ۷۲½ ”
۱۵۔ بسوہلی ۸۲ ”

گجرات سے راجوری براستہ بھمبر

۱۔ گجرات ۰ میل
۲۔ دولت نگر ۱۱½ ”
۳۔ کوٹلہ ۱۹½ ”
۴۔ بھمبر ۲۸ ”
۵۔ سید آباد ۳۹ ”
۶۔ نوشہرہ ۴۹ ”
۷۔ چنگس سرائے ۶۰ ”
۸۔ راجوری ۷۴ ”

جموں سے بھمبر براستہ اکھنور

۱۔ جموں ۰ میل
۲۔ دومانہ ۱۱½ ”
۳۔ اکھنور ۲۱ ”
۴۔ جوڑیاں ۲۲¼ ”
۵۔ منادر ۴۰¼ ”
۶۔ برنالہ ۴۴¼ ”
۷۔ بھمبر ۵۸ میل

اُدھم پور سے رام نگر

۱۔ اُدھم پور ۰ میل
۲۔ جنگانوں ۶½ ”
۳۔ جھونٹا ۲۲½ ”
۴۔ نگروٹہ ۳۵¼ ”
۵۔ رام نگر ۵۷¼ ”

جموں سے ریاسی براستہ کٹڑہ

۱۔ جموں ۰ میل
۲۔ سکیتر ۱۸ ”
۳۔ کٹڑہ ۲۹ ”
۴۔ ریاسی ۴۷ ”

ٹھوٹ سے کشتواڑ

۱۔ ٹھوٹ ۰ میل
۲۔ بگڑ ۱۰ ”
۳۔ اسر ۱۴ ”
۴۔ ملہوری ۲۴ ”
۵۔ کھلنی ۲۸ ”
۶۔ پُل ڈوڈہ ۳۱ ”
۷۔ نیرو نامہ پُل ۳۲ ”

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

۸-	بھیسلہ	۱۴ میل
۹-	جنگلوار	۵۱ ″
۱۰-	ٹھاٹھری	۵۵ ″
۱۱-	کنڈنی	۵۵ ″
۱۲-	کشتواڑ	

جموں سے نوشہرہ براستہ اکھنور

۱-	جموں	۰ میل
۲-	دومانہ	۱۱½ ″
۳-	اکھنور	۲۱ ″
۴-	سدھوتی	۴۶ ″
۵-	سنڈرسنی	۵۳ ″
۶-	بیری پتن	۶۰ ″
۷-	نوشہرہ	۷۴ ″
۸-	دھرم سال	۹۱ ″

جہلم سے رام باری براستہ میرپور اور کوٹلی

۱-	جہلم	۰ میل
۲-	جہلم دریا	۹½ میل
۳-	چیمپیاں	۱۱½ ″
۴-	گٹیالیاں	۱۲ ″
۵-	میرپور	۲۲ ″
۶-	اکال گڑھ	۲۶ ″
۷-	پونہ	۴۰ ″
۸-	دھرم سال	۵۴ ″
۹-	درکوٹی	۶۰ ″
۱۰-	کھوئی رٹہ	۶۴ ″
۱۱-	بن نالہ	۷۸ ″
۱۲	کوٹلی	۸۲ ″
۱۳-	رام باری	۱۰۰ ″

کوٹلی سے پونچھ

۱-	کوٹلی	۰ میل
۲-	سہرا	۲۶ ″
۳-	پونچھ	۴۲ ″

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

لالہ ملک راج صراف ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر کے زیر اہتمام پریم پرنٹنگ پریس جموّں میں چھپ کر دفتر اخبار رنبیر جموّں سے شائع ہوُا۔ ۵/۴۷ء

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Travel In Comfort

BY THE

Latest Model & Comfortable Cars, Super Coaches & Buses

OF THE

Lahore Sialkot Kashmir Transport Limited

FOR

YOUR SUMMER HOLIDAY

IN

KASHMIR

TELEGRAMS : "HINDUSTAN" PHONE NO. 284

Hindustan Trading Company,

IRON MERCHANTS, ENGINEERS, CONTRACTORS

Importers & Exporters

Stockists

Tata Stcel.

Residency Road

Jammu Tawi.

Manufacturers of :

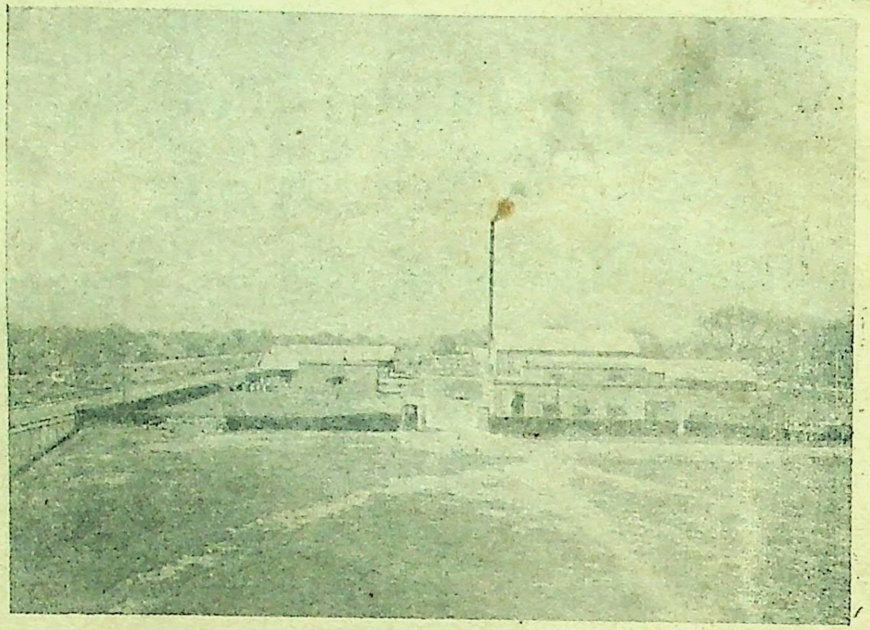
Mastin Locks, Shovels, Tongachains & so many other Articles in Irom.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

295

THE JAMMU ROSIN & TURPENTINE FACTORY

Miransahib (N. W. R.)



In pursuance of their policy of industrialization of the State, His Highness' Government started Rosin & Turpentine Factory at Miran Sahib in 1939 as a purely Government concern. Miran Sahib has a Railway Station and commands the facilities of Railway siding. It has also the advantage of being on the canal bank & possessing a good water supply It is also near forest areas and is a labour centre.

The factory is equipped with the latest type of Distillation of Plant and Machinary and other accessories for the distillation of Oleoresin obtainable in huge quantities from the Chir forests of the State.

The Factory has been glaced under the control of a Board of Directors with the Chief Conservator of Forests as Chairman. The Plant has a distilling capacity for 90,000 maunds of crude resin. The Factory however distills 60,000 to 70,000 maunds of Oleo-resin a year and produces vegetable Turpen 80,000 to 90,000 gallons a years, and Best grades of Resin 50,000 maunds annually of standard specifications of the British Pharmacopia and Imperial Stores Department.

War profiteering was not the aim of this Factory. For the first five years i. c. up to the end of the 1944 the products were marketed u der "CHIR BRAND" pooled with the products of the Jallo Resin Factory. But now separate sales have been organize and the products are marketed under the registerd trade marka "STAG Brand".



The quality of the Jammu Rosin and Turpertine Factory products and the golden principle of non-profiteeing have created a good demand for its products and the Factory, banking upon the vast territories of Oleo-resin yielding forests of State is trying its best to meet it in full.

"STAG BRAND" IS THE HALL MARK OF QUALITY

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

LEADING TRANSPORTERS

Allied Charagdin Sons Ltd.

RECOGNIZED BY :-

Kashmir & Punjab Governments

PROVIDE

First class cars, wagons, upper class and standard Hill buses, Luggage buses for all sort of transport.

ALL ROUND & INSIDE KASHMIR

For comfort, security, safety and fixed time daily services for Lahore to Kashmir and Jammu to all important stations in the State and outside please contact.

THE UNION BUS LIMITED

H. O. JAMMU.

The biggest Transport to Kashmir, owners of new cars and standard Hill Buses with grand cushions, uptodate, best managed and well organised concern with courteous, educated and well behaved staff and drivers having good manners.

Please address enquiries to office at Lahore, Sialkot, Jammu Udhampur, Batote, Srinagar.

General Manager

UNION BUS LIMITED.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

298

Telegrams:
"Wattal" Agra
"Kailasco" Srinagar
"Kailasco" New Delhi

Telephone:
Agra 134
New Delhi 3185
Srinagar 291

The Kailas Carpet Co.

MANUFACTURERS OF

HIGH GRADE ORIENTAL CARPETS & DURRIES

Factories :

(AGRA & SRINAGAR)

*

— *SHOW ROOMS* —

DHOLPUR HOUSE AGRA

CANNAUGHT PLACE NEW DELHI

AND

SRINAGAR.

297

Vasudeva Limited

LAHORE, CALCUTTA, BOMBAY
Distributors for the finest
Refrigerators and Radios
and
General Insurance Agents
Efficient service departments maintained at all offices,
3, Dyal Singh Mansions and 112, The Mall, Lahore

5/15 Chowringee, Grand Hotel Arcade, Calcutta.
New Queen's Road, Bombay.
17, Jhangirbad Mansions Hazaratganj, Lucknow

THE NATIONAL SECURITY

Assurance Company Limited,

(H. O. Bombay).
Classes of Insurance transacted :-
Fire, Marine, W. C., Motor and all Classes
of General Accident
Managing Director:
H. D. Vasudeva,
Phones: 4605 and 2155

P. O. Box No. 372, Kashmir Branch.
Head Office : 112, The Mall, Lahore.
Ganda Singh Buildings, Srinagar.

Vulcan Insurance Company Ltd.,

(H. O. Bombay
Business Transacted
FIRE, EARTHQUAKE, RIOTS, MOTOR CAR,
Workmen Compensation and Miscellaneous
Accident Insurances
FOR PARTICULARS APPLY TO

L. Jiwan Lal Batra, Inspector, Ganda Singh Buildings, Residency Road, Srinagar. Telegram : "Combine" Srinagar.

OR

Lahore Office: Post Box No. 192, The Mall, Lahore. Telegram : "Combine". Lahore.

Mr. V. M. Mahey, Special Representative Shanti Bhwan, Jammu.

Telegrams:
"Wattal" AGRA
"Kailasco" SRINAGAR
"Kailasco" NEW DELHI

Telephone:
AGRA 134
NEW DELHI 3185
SRINAGAR 291

The Kailas Carpet Co.

MANUFACTURERS OF

HIGH GRADE ORIENTAL CARPETS & DURRIES

Factories :

(AGRA & SRINAGAR)

*

— *SHOW ROOMS* —

DHOLPUR HOUSE AGRA

CANNAUGHT PLACE NEW DELHI

AND

SRINAGAR.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

For Everything in Road Transport to

KASHMIR

PLEASE CONTACT

Pindi Kashmir Transport Ltd.

**The Premier Rail Road Co-ordination Company.
Operators for His Majesty's Mails and
the North Western Railway
Out-agency Kashmir.**

Please Address to.:-

**P. O. Box 12
Rawalpindi**

Telegrams: **Kashmotors**
Telephone: **213 & 656**

**Offices at Rawalpindi, Murree,
Srinagar & Gulmarg.**

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

THE JAMMU & KASHMIR BANK LTD.

Head Office. Residency Road

SRINAGAR (Kashmir)

Bankers to the Govt. of H. H. the Maharaja Bahadur of Jammu & Kashmir

BRANCHES

Anantnag, Baramulla, Bazar Bhabrian (Jammu), Jammu, Pahalgam (Seasonal), Poonch, Maharajgunj, Mirpur, Muzaffarabad and Udhampur.

BOARD OF DIRECTORS

Govt. Directors:

K. B. MOHD BASHIR SIDDIQI;—CHAIRMAN.
Development Minister, H. H.'s Government (ex-officio)

CH. NIAZ AHMED,
Chief Secretary, H. H.'s Government. (ex-officio)

WAZIR TEJ RAM JI,
General Treasurer, H. H.'s Government.

KH. GHULAM AHMED,
Merchant, Member Praja Sabha & President Kashmir Chamber of Commerce, Residency Road, Srinagar.

PT. SRI NIVAS MAGOTRA,
Banker & Merchant, Kanak Mandi, Jammu.

RAJA UPENDRA KISHEN KAUL,
Proprietor. Kashmir Match Factory & Kashmir Pharmacuetical Works Ltd., Pratap Villa, Srinagar.

B. N. PESTONJEE ESQR,
Merchant, The Bund, Srinagar.

KH. BBDUL AZIZ MANTOO,
Banker & Merchant, Sri Ranbirgunj, Srinagar.

Every type of banking business transacted.

SAI FE DEPOSIT LOCKERS AVAILABLE AT SRINAGAR.

P. C. MALHOTRA
GENERAL MANAGER

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

TELEPHONE NO. 27 MIRAN SAHIB
,, 286 SRINAGAR

Code : Bentley 5th Editio

Kashmir Willows

GOVERNMENT SPORT FACTORY

HEAD OFFICE : MIRANSAHIB (N. W. R.)
BRANCH FACTORY : SRINAGAR (KASHMIR)

In persuance of the Policy for Industrialising and harnessing the State resources His Highness Govt. has set up a cricket bat factory called by the name of Kashmir Willows since. In this concern cricket bats, bobbine, tool handles and spindle mandrels and rollers etc. are manufactured. Cricket bats (All sizes) of highest grades and finish are turned out of the much coveted Kashmir Willows and English willow wood grown in Kashmir. This is the only factory that has got the privilege to manufacture cricket bats of Kashmir Willows or English Willow grown in Kashmir.

The Factory feeds the sports markets of Sialkot, Bombay, Calcutta and Madras and is the supplier to the Indian Stores Department and supply Depot of Government of India and the Railway Board, Bombay and the foreign countries. The factory turns out 300 cricket bats daily of all sizes and grades from the selected wood under expert supervision The Factory within a very short period beeause of its superior manufacture and finish of its products and resonable prices of the goods has influenced the sports market all over India.

"KASHMIR WILLOWS"

Stands for the best material and manufacture of selected willow wood of Kashmir.

CONSERVATOR OF FORESTS
Soil Conservation Circle
JAMMU.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

KAULSON

SAFETY MATCHES

Manufactured by

THE KASHMIR MATCH FACTORY

BRANDS :

1. LOTUS 2. FLOWER VASE.

IN 60 SPLINTS SIZE.

RETAIL RATES :

Per box	...	Rs. 0 0 6
Per dozen	...	Rs. 0 6 0
Per gross	...	Rs. 4 6 0

Sales Depot for Kashmir Province

Hari Singh High Street,

SRINAGAR (Kashmir)

Agents for Jammu Province :

M/s Shivsarandas Motiram,

Kanak Mandi, JAMMU.

Encourage Local Industries

By

Always using the Products of

THE

KASHMIR PHRAMACEUTICAL WORKS

Head Office :

Pratap Villa, **SRINAGAR**

(Kashmir).

works :

BARAMULLA (Kashmir)

Telegrams : "SEEDS"

Telephone: 175

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Sardar Uttamsingh Khorana

Rais Ex. M. L. A. & Member Jammu Municipality



Proprietor : **Uttam Floor Mills Jammu**
Shree Guru Nanak Factory
Miransahib

Agent :- **'Burma Shell' for J. & K. State**

And his eldest son

SARDAR JOGINDAR SINGH

Offer their heartiests congratulations

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

WORKING TO ALLEVIATE HUMAN SUFFERING : : : :

The Drug Research Laboratory has been established by His Highness' Government, Jammu and Kashmir, with Col. Sir R. N. Chopra Kt., C. I. E. M. M. A., Sc. D. (Cantab) F. R. C. P I. M. S, (R) etc. as its Director, staffed by a team of highly qualified and experienced Botanists, Chemists and Permacologists to convert the purest and the most genuine Raw Drugs growing in abandance in Kashmir Valley into Medicinal preparations and to supply them to Manufacturers, Whole-sale Dealers Hospitals and to the Defence Department of Government of Inndia to alleviate Human, suffering.



We are Pioneer Manufacturers of B. P. Tinctures, Liquid Extracts and other Spirituous and non-spirituous preparations, Syrups, Proprietory Medicines and Injectable Belladonna preparations etc.

Drug Research Laboratory

H. H.'S GOVT. J. & K.

JAMMU (Tawi)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

305

HEARTIEST GREETINGS

AND

FALICITATIONS

FROM

Messrs

HARI KRISHAN & Co

FAMOUS FORET LESSEES

OF

JAMMU & KASHMIR STATE

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

N. D. RADHA KISHEN & SONS

Engineers and Contractors,

N. W. RAILWAY OUT-AGENTS,

SRINAGAR, RAWALPINDI, MURREE, JAMMU (TAWI) and GULMARG (in season)

With Kashmir is linked the name of House of "RADHAKISHENS" successors to Messrs N. D. Hariram and Brothers (the well known Firm of Engineers and Government Contractors in Kashmir).

It was in the late ninties that the founders of the Firm were first brought to Kashmir by the then Resident and the State Engineer for helping in the supply and construction works of the P. W. D. and other Departments of the State. The works executed by them were highly appreciated by the Departments concerned. The conditions of transport were most difficult and there was no metalled road between Baramulla and Srinagar and the journey used to take two to three days by boat or poney.

For a period of about 20 years the Firm was the Chief supplier of materials to the various Departments and contractor for the carriage of stores and heavy electrical material by bullock carts, ekkas and tongas which were the only means of conveyance in those days.

In the year 1912—13 the late H. H. Maharaja Sir Pratap Singh Ji granted a monopoly to the Firm for running a Motor Transport Service on the Rawalpindi—Murree—Srinagar route for developing quick and expeditious transport on the route. Since then the Firm has been the pioneers in the Motor Transport Industry in His Highness's territory. The Firm did useful work during the first Great War and have had the privilege of being on service to practically all the Viceroys, Governors of Provinces, Commanders-in-Chief and other high Civil and Military officers and the public and the Visitors in general. They have always enjoyed the reputation of being honest, reliable and straightforward in their business dealings. They have been acting as Out-agents to the North Western Railway since 1920 and have been instrumental in helping and attracting the tourists traffic to Kashmir. With the opening of Jammu route to motor traffic the Firm lost no time in developing that route as well, and introduced a regular Motor Service on that route in the year 1934—35.

In conjunction with the North Western Railway Administration, they introduced Rail-cum-road schemes by both the routes and their Round-trip tickets became exceedingly popular as they enabled the passengers to come by one route and return by the other route. These schemes attracted a huge number of visitors to Kashmir.

Late Rai Sahib Lala Radha Kishen Sethi was the head of the Firm who died in 1939. The Firm is being run by his three sons Mr. Dholan Shah Sethi, Mr. Amolak Ram Sethi and Rai Bahadur Maharaj Kishen Sethi who are also Directors of the Pindi Kashmir Transport Ltd. in which the partners of the Firm hold a majority of shares in conjunction with the North Western Railway.

All the partners are First Class State Subjects.

Cable and Telegraphic Address:
"FAIRNESS"
Rawalpindi—Srinagar—Jammu (Tawi)

Telephones:

Rawalpindi		605
Srinagar		46
Jammu (Tawi)	...	259

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Grade, the head of Training Branch after only 12 years' service. He seriously took up the work of overhauling the training system and brought it on modern lines. In addition to the Infantry Training Battalion a separate "Artillery Training Centre" for the training of recruits of the Mountain Batteries was organised during this period. He was awarded the title of "Rao Bahadur" and a "Sanad" by the Government of India. During the Kashmir Agitation in 1933 he was again selected and deputed on political mission to assist the authorities in Kashmir Province. He was after a short time deputed to Mirpur and then to Poonch where he completed his task successfully and his services were again appreciated by a Notification in the Government Gazette.

For his special services rendered to the Civil and Political Departments and for his tact and ability as well as his successful career in the Army he was selected and appointed as Governor and District Magistrate of Jammu Province by His Highness the Maharaja Bahadur in 1934 and was granted the maximum pay of the post.

He was nominated an official member of the Jammu and Kashmir Legislative Assembly; was the Provincial State Scout Commissioner and a member of State Subject Enquiry Commission. He was transferred to Kashmir Province as a Governor and District Magistrate during February 1939.

As Governor Jammu in 1938 he was appointed President to the Erosion Commission which work he completed successfully and submitted the report to the Government in 1939.

Colonel Baldev Singh Pathania after more than five years as Governor and District Magistrate in both the Provinces was appointed Military Secretary to His Highness the Maharaja Bahadur in October 1939.

After the demise of Raja Jagatdev Singh Ji of Poonch in 1940 His Highness on account of his confidence in him selected and appointed Colonel Baldev Singh Pathania as Guardian to the Minor Raja Shiv Ratan Dev Singh Ji of Poonch which post he held till October 1941 when he went on four months' leave. On Japan's entry into the war, he was recalled from leave and appointed Special Officer (War Work) which appointment he joined in January 1942.

He was appointed Inspector General of Customs and Excise during June 1942 and Revenue Commissioner in September 1946. He has now been appointed as member of the Council of Ministers in charge of the portfolio of Revenue. He was also a member of the Dharmarth Council from 1935 to 1945.

One of his younger brothers THAKUR HARNAM SINGH PATHANIA is Chief Conservator of Forests in Jammu & Kashmir and his 2nd brother Lt. Col. Anant Singh Pathania M.C. is serving in the Indian Army on the Central Services Selection Board, and has served in the North West Frontier Province during 1932, and during the Great War II in Egypt-Sudan, was wounded in the battle of Eretria, awarded M. C. His name appears in one of the War Publications "Tiger Strikes". He also served on Burma Front.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

to work as Adjutant in different Battalions one after the other to train, organize and administer the different units which were in preliminary stage of re-organization after the Great War when the State Forces units were being remodelled on the same lines as the Indian Army. The task in those days was not an easy one. As Adjutant he introduced the new system of Guard Mounting, the correct system of running Regimental offices and Regimental Durbars as well as the importance of Physical Training and Games in Military life and the system of Programme Making and up-to-date methods of training the sub-units. He was the Director of Musketry and Commandant Jammu and Kashmir Army Training School for fairly a long time. He issued various memoranda on the Musketry Training for the first time and the correct procedure for the conduct of Range Practices. He started different courses in the Training School for the training of Officers, N. C. O's and men. No vacancy in Indian Army Schools was refused and the work done can be guaged from the fact that not a single individual who was trained under him ever failed in British India. Every one selected by him got creditable result. In those days the Commandant Training School and the Director of Musketry had to look after other branches of training except signalling there being no other Director in the Training School with him. He was the first Commandant of the Training School to improve the system of training of young cadets and making it up-to-date by introducing lectures and discussions in English as well as educational and professional training by demonstration and other direct methods. He worked as Secretary to the Army Council and afterwards Secretary to the Military Board for some time when he was Captain and got accelerated promotion to Major there. As a Major after only 7 years' service he was specially selected for General Staff Branch and appointed Director of Military Training. He infused new life in the Training Branch by remodelling the Trainnig School by getting created new appointments of various Directors and Specialists for each technical Branch of Training and attached them to the Training School. He introduced some useful reforms by making certain courses of instructions compulsory and an essential condition for promotion from a lower to a higher rank. The foundation of the Training Battalion was also laid in the Training School during his period and afterwards a separate Infantry Training Battalion reorganized and reformed. During this period he took on the work of training "senior officers" and started various courses for officers. He got again accelerated promotion to Lieutenant Colonel after three years. He introduced the system of publishing Training Reports for use of officers of the Army.

After his tenure of office as D. M. T. (after 4 years) he was selected to command the 4th Kashmir Infantry which was ear-marked for Gilgit Frontier Duty. Unfortunately the Battalion was detained on account of the out-break of political disturbances and Lieutenant Colonel Baldev Singh Pathania was deputed to Mirpur on DUTY IN AID OF CIVIL POWER. During the disturbances when the administration was handed over to the Military he was Commandant "B" Area (Mirpur Reasi Districts). For his tact and ability as a Military Commander he was selected by the Government as Civil Administrative Officer of the Disturbed Area when the control was resumed by the Civil authorities. He successfully and tactfully completed this most onerous and delicate task of rebuilding burnt houses, rehabilitating the Hindus and Muslims, returning stolen property from Muslims to the Hindus, re-writing of the Account Books of Hindus, arresting the ring leaders and punishing the rebels, inflicting and realising collective fines from the Muslims and restoring the communal harmony and confidence among different communities. He received letters of appreciation from the Government more than once for this work and granted a handsome life mukarrari by His Highness the Maharaja Bahadur.

On the raising of the new 7th Jammu and Kashmir Infantry he was nominated by His Highness the Commander-in-Chief to be the first Commanding Officer for his special ability. He was again given accelerated promotion to Colonel and appointed General Staff Officer 1st

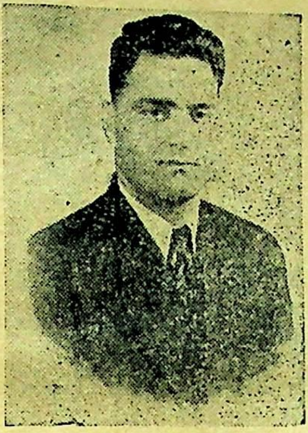
CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



COLONEL BALDEV SINGH PATHANIA comes of a distinguished Rajput family of the Punjab Chiefs of Kangra District. Details of family history are found in "the Punjab Chiefs" by Sir Lepel Griffin. Father Lt. Colonel Raghbir Singh Pathania commanded 2nd Kashmir Rifles in East Africa during the Great War I; was wounded in leading his Battalion during the attack on Tanga (German Coastal Town), was mentioned in despatches and was killed in action while gallantly defending his post at Jessini against overwhelming odds. He was again mentioned in despatches second time and was granted Jagirs both by the British and Jammu and Kashmir Governments. Grandfather Major General Sirdar Bahadur Thakur Nihal Singh Ji Pathania, S. B., O.B. I. Double Tazimi Sirdar, commanded Imperial Service Brigade and served in Hunza Nagar and Black Mountain campaigns as well as took part in the conquest of Chillas and Gilgit in olden days. In recognition of his meritorious services he was granted lands in Jammu and Kashmir Provinces. The great grand ancestor who was serving under Maharaja Ranjit Singh came with Maharaja Gulab Singh Sahib to Kashmir and since then the members of the family had been holding responsible posts both in the Civil and Military Departments and serving the State and the ruling family with which it was connected by matrimonial relations. Uncle Colonel Gandharb Singh Bahadur, O. B. I., was Inspector General Police, Jammu and Kashmir State, and granted land in Kashmir for his meritorious services.

COLONEL BALDEV SINGH PATHANIA got first commission in the Kashmir Army in 1920 at the age of 20, served in various capacities in different Battalions and on the staff and got many accelerated promotions. He was more than once selected to perform civil jobs and deputed as camp officer during the Viceregal visits, Transport Officer on the marriage of his His Highness the Maharaja Bahadur and Raj Tilak Ceremonies and on various other occasions where his work was recognised by letters of appreciations by the Ruler. He was appointed Lieutenant in 1921, Captain in 1923, Major in 1927, Lieutenant Colonel in 1930 and Colonel in 1932. He was the youngest among the officers of his rank and obtained promotions in different ranks earlier than any other officer of the Army. He did work practically on all regimental and staff appointments and his work was always praised. He was attached more than once to the Indian Army Units for training and attended different Army Schools of Instructions in British India where he secured creditable results and was afterwards specially selected

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



MOHD SARDAR, Sheikh ; b. 26 Feb. 1913 educ. F. A. Standard; joined Income Tax Department in Nov. 1934 ; was appointed Asstt. Controller in Baisakh 2001 ; married Sh. Abdul Hamid's daughter in May 1938 ; has two sons and two daughters; Member of the Amar Singh Club ; his younger brother Sh. Mohd Iqbal is Sub-Inspector Police.

Brief history of his family:- Sh. Sudagar, one of the makers of th State, was thoroughly loyal and devoted to the Royal Family. He was granted a number of Pattas by Maharaja Gulab Singh ji describing him as "God of Nobility" and greatly appreciating his "Military and War tactics" and "strictly honest" and extremely loyal services" and directing that none of his descendants "should hesitate in maintaining and respecting the family of Sheik". On hearing Sh. Sudagar's unwilliness to leave His Highness' service to work as wazir, Jammu, Maharaja Gulab Singh ji in a letter observed' You are loyal and Kherkhwah by the Grace of Almighty and there is no one else like you whom we could entrust with such duties. Therefore you should take up the work of Wazir, Jammu and donot hesitate. "The glowiug tribute paid to Sh. Sudagar for the meritorious services rendered by his ancestors to the Royal Family will be clear from Patta granted in perpetuity by Raja Suchet Singh ji in Assuj 1899 Stating "Whereas ancestors of Sh. Sudagar, the refuge of greatness and Nobility, the knower of our secrets, out of loyalty to the house of our ancestors have from the earliest times never failed us, has been so honest and laborious in the discharge of duties and has entertained no other intention but that which contributed to our well being and was a proof of fidelity towards us; therefore we express our satisfacion and pleasure with the family of the Sheikh. Wherever be a descendant from our House, he shall on no account forget to look after the maintainance of this faimly and keep up their dignity. As for ourselves, we have with the Grace of Almighty never deviated from what we have written and never shall do so in future." In a patta the Rani of Glori of Raja Suchet Singh ji inlarged the extreme honesty shown by Sh. Sudagar in delivering the entrire belongings consisting of jewellry etc. of Toshakhana to the charge of the Rani. In a letter written on 10th Nov. 1835 to Sh. Sudagar the Chief Commissioner Punjab, referred to the construction of a Serai, a road, a bridge a canal and a garden costing Rs. 40,000 for public utility and expressed his thanks on behalf of the public to Sheikh Sudagar.





After the death of Sh. Sudagar, his son Sh. Fateh Mohd was invested by Maharaja Ranbir Singh ji and offered a State maintainance. After the sad demise of Sh. Fateh Mohammed, Haji Abdullah became the head of family and was highly regarded with all decorum and was a playmate of H. H. Maharaja Sir Hari Singh ji Bahadur. He was offered the post of a Wazir Wazarat, but the relentless death cut short his life. He had two sons--Sh. Mohd Iqbal and Sh. Mohd Sardar.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

ABDUL AZIZ, Lt. Col., Commandant J. & K. Training Battalion; b. 1st July 1905 at village Barnala, Th. Bhimber, Distt. Mirpur Educ. Matriculate of the Punjab University; joined the State Forces as 2nd Lt. July 1923, promoted Lt. in Baisakh 1923 and transfered to 2nd Kashmir Rifles; promoted Capt. on 15th Bhadon 1937, aclid as Adjutant for 2 years; apptd. Brigade Major in 9th Asuj 1996, and promoted Major on 23rd July. 1940, transferred to Training Battlion in June 1943 as 2nd in Command and now apptd. Commandant in Feb. 1946

BHIMSEN KOHLI, About 60 years ago opened a Sarafa firm viz, Messrs Jiwan Mal Bhim Sen Saraf in Lakhdata Bazar, Jammu, Knswn for their honesty truthfulness and fair dealigngs. Held in high esteem by people of city and outside on account of their gentlemanliness. Judges, Civil and Military Officers, Zamindars and all rich and poor are amongst their customers. Famous for pure gold and silver ornamets in Jammu. Pucca Sanatanists. Service of all and sundry irrrespective of caste and creed their motto. Assisted in work by his worthy sons, Nanak Chand and Manak Chand,

Permanent Address :- Bazar Lakhdata Jammu.

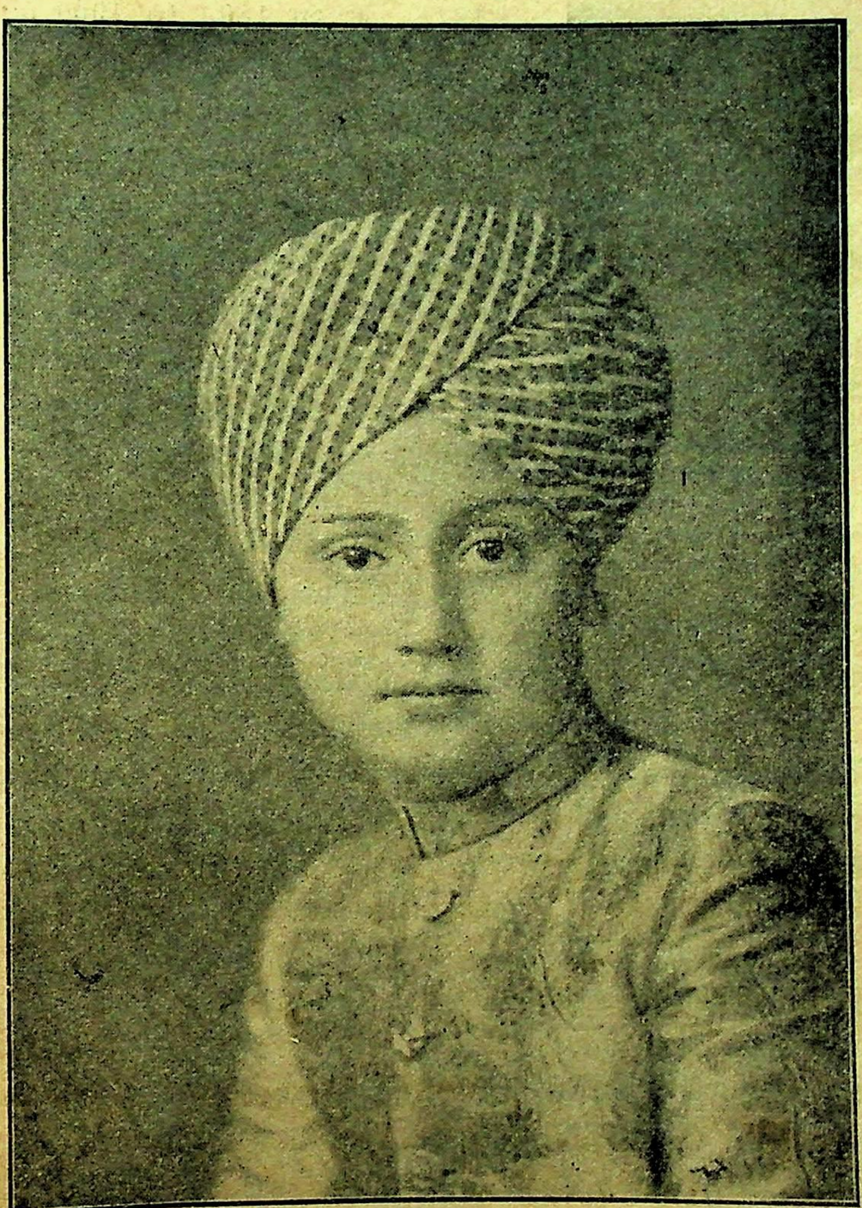
GOPI KRISHAN KITCHLU, recd his early education in Jammu and Srinagar and obtained the Degree from Government College. Lahore. father having died young, was brought up by his uncle R. B. Pt. Kishan Lal Kitchlu Retd. Judge High Court and President Assembly; wife hails from Lucknow, started business in 1932, is a partner in the firm Kashmir Knitting Co.

BHUSHAN LAL BHATNAGAR, b. 1903. educ. graduated from the S. P. College Srinagar; son of R. S. Shanker Lal Dist. & Sessions Judge (Rtd.) a younger brother of L. Brijnandan Lal Registrar High Court; Prop: Kashmir Knitting Co, Jammu; President Weaving and Hoisery Manufacturers' Association Jammu.

THE KASHMIR KNITTING. CO. was established in 1932 under the management of Messrs. Bhushan Lal Gopi Kishan, the first and biggest factory running with power, winner of medals and prizes in the Jammu and Kashmir State Exhibition every year, manufacturers of superior kinds of hoisery goods; since the beginning of the 2nd World War, when the import of foreign goods stopped, this firm has been supplying its manufacturers to English shops like the Army Navy Stores Whiteway Laidlaw etc.; is registered and on the approved list of the Government and has had the honour of manufacturing goods for His Highness the Maharaja Bahadur.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Industries Company in the Punjab. He also owns several thousand acres of land in Kashmir, Bahawalpur and the Punjab. The hereditary title of Raja devolved on him after his father's death and was formally



confirmed also. His only son, MANMOHAN KISHAN KAUL was born in Kashmir in April 1936.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



RAJA SIR DAYA KISHAN KAUL K. B. E., C. I. E., D. B., the third and youngest son of Raja Suraj Kaul was born in 1871. From 1899 to 1909 he was the Private Secretary of the Maharaja of Jammu and Kashmir. He was granted the title of Diwan by the Maharaja and that of Rai Sahib by the Government of India. In 1908 he received the title of C. I. E. From 1911-16, he was senior Minister in Alwar where he received the title Diwan. For several years he was in the service of the Patiala State where he worked as Foreign and Finance Secretary and Chief Secretary and ultimately as Prime Minister. He 1919 he was made a Knight with the tittle of K. B. E. (Civil). In recognition of his meritorious services the hereditary title of Raja and hereditary Jagir of an income of Rs. 25,000 P. A. were granted to him by the Maharaja of Patiala in 1923. Besides being a premier landlord, Raja Sir Daya Kishan Kaul was also a great industrialist. He started a match factory at Shahdara near Lahore and another at Baramulla in Kashmir. He also established the Kashmir Pharmaceutical Works. He was associated with the Punjab Government as a partner in the Jallo Resin Industry from 1922-37. He died in 1943 at the age of 72. Raja Upendar Kishan Kaul, his son, was born in 1909 and received his education at the Government College, Lahore. His keen interest in industries and agriculture and independence of mind did not allow him to accept any of the attractive offers for service. In 1930 he started working in his father's business. He has been controlling his affairs very efficiently and is at present the owner of three Industrial concerns, viz, The Kashmir Match Factory, the Kashmir Pharmaceutical Works in Kashmir, and the Jallo Subsidiary

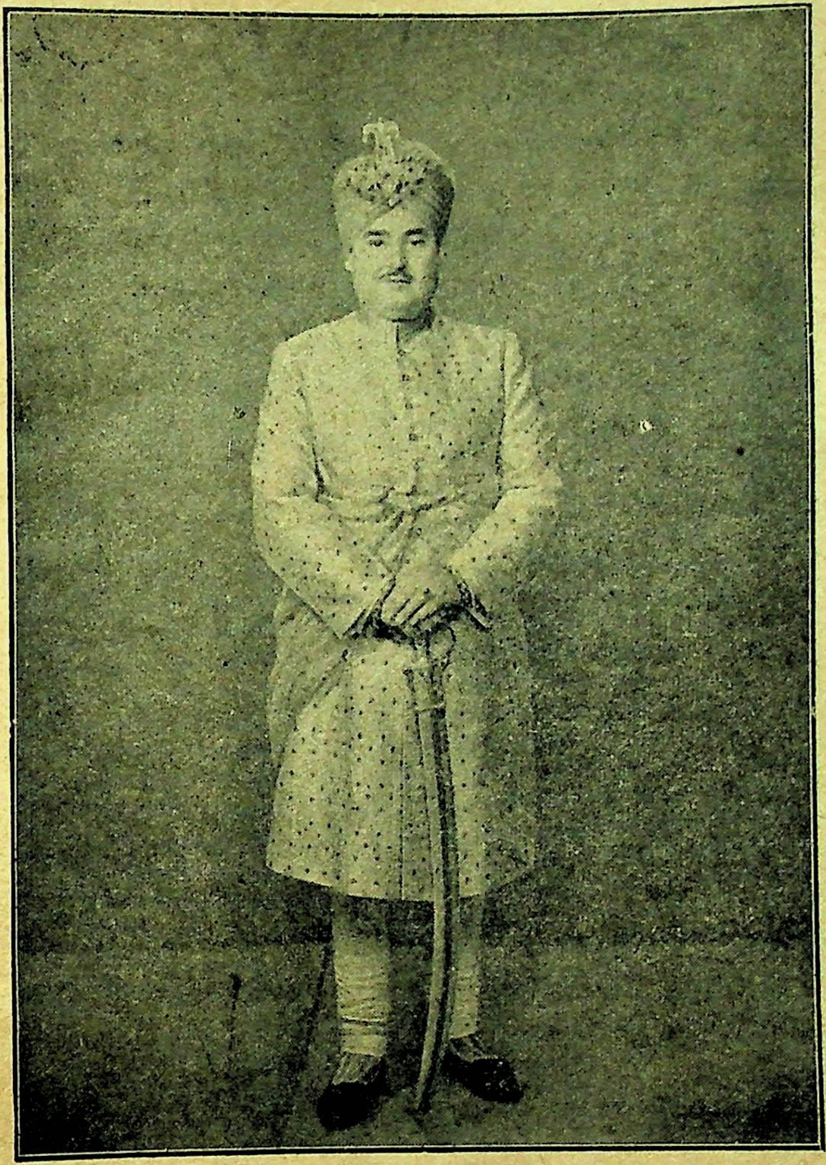
CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

of Kabul, sent his son-in-law, Pt. Lal Kaul to Kabul as security for his good conduct according to the coustom of those times. Pt. Lal Kaul worked there as a Wazir of the Amir of Kabul. After the death of Pt. Prakash Kakroo,' Pt. Lal Kaul entered into the service of Maharaja Ranjit Singh. In 1819, Pt. Lal Kaul, assisted by Misra Dewan Chand successfully led the armies of Maharaja Ranjit Singh into Kashmir. For three years he was Nazim at Multan and then an officer of Cavalry known as Pindi wala Dera.

Pt. Suraj Kaul lost his father when he was hardly 16. Sir John Lawrence took keen interest in him and appointed him in the office of Board of Administration. From the post of Superintendent in the office of Commissioner Rawalpindi, he gradually rose to the post of Extra Asstt. Commissioner. In recognition of the meritorious services rendered by him in Baluchistan, the title of Rai Bahadur was confirred upon him and was also granted 500 acres of land in Tehsil Khanaga Dogra Distt. Gujranwala, free of revenue for 10 years. Later the title of C. I. E. was also confirred upon him. From 1888 to 1896 he served as Revenue Minister in the Jammu & Kashmir State. In 1897 he was appointed member of the Legislative Council of the Governor General and after two years he was appointed member of the Provincial Legislature. In 1901 he was granted the title of Raja as a personal distinction.

His eldest son R. B. Dr. Bal Krishan Kaul was a physician of All India fame. His second son Raja Hari Kishan Kaul started his career as Extra Assistant Commissioner and retired as Commissioner. He was granted the titles of R. B. in 1908, C. I. E. in 1911, C. S. I. in 1922 and Raja in 1926. He served as Prime Minister of the State in the troubled times of 1931.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



RAJA UPENDRA KISHAN KAUL belongs to one of the ancient and well known families of Kashmiri Pandits.

The Moguls had bestowed upon the predecessors of Pt. Lal Kaul a Jagir. This had been continued by the Amirs of Kabul and Maharaja Ranjit Singh permanently confirmed it to Pt. Lal Kaul. Pt. Prakash Kakroo, 2nd Nazim in Kashmir during the reign of the Ruling dynasy

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

314

The gracious message of our beloved Ruler needs mention in its entirety :—

"Her Highness and I cordially welcome you home after your long absence on active service outside the State. During this period you have served in various theatres and have earned a reputation for high efficiency and reliability. Though you were not fortunate in being given assignments which would have enabled you to add to your laurels on the battle-field, your role of safeguarding vital lines of communication was not less important in the achievement of victory than that of Forces actually engaged in fighting the enemy. We feel sure that had you had the opportunity, you would have distinguished yourself no less than those of my other units which had the good luck to be sent to the battle front.

"The opportunity I had, which was of necessity only a fleeting one, of seeing you prior to your disembarking at Bombay enroute to Jammu convinced me that the spirit of alertness and cheerful eagerness which characterised the battalion when I visited you in IRAQ continued unabated.

"It is a source of great pride and pleasure to me to know that my troops are capable of maintaining their high standard of efficiency and conduct, whatever the circumstances."



JANARDAN TENG, Pt. M. A. LL. B., Advocate High Court of Judicature; Member State Assembly, Member Municipal Committee Kashmir, Member Film Censor Board, President Bar Association Srinagar. b. Sawan 1958. Edu. Took M. A. and Law from the Allahabad University in 1922. Worked as Secretary Sanatan Dharma Sabha, Kashmir. Had an effective hand in the formulation of a demand to H. H. The Maharaja Bahadur for promulgating a piece of legislature on the lines of widow Re-marriage Act of British India ; has very closely associated himself with the activities of SANATAN DHARAM YUVAK SABHA (now All State Kashmiri Pandits' Conference) from 1931. Was one of the five members who submitted a memorial to His Highness on behalf of Kashmiri Pandits in 1931. Was Chairman of the Reception Committee of the same organisation in 1945 and has been its Financial Secretary since then. Takes special interest in the education of his community ; one of the founder members of the HINDU EDUCATIONAL SOCIETY KASHMIR which runs a College, two High Schools and a number of Middle and Primary Schools ; Member of the Managing Committee of the Society as also its General Secretary. Worked for 7 years continuously as Secretary of the managing body of the Central Co-operative Bank Srinagar. Has been elected member of the Municipal Committee since 1933 and of the Durga Nag Trust since 1939.

Publications: Revised the text book 'Hindu Period Indian History' for lower middle classes of the State Schools. His charming personality and ready cooperation in all affairs of public utility has endeared him to the hearts of Kashmirees. He is very popular among his circle of associates. Address : Gundhi Ahlamar : Srinagar.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

battalion was approximately 150 miles long, and was considered to be the most difficult sector to guard. Inspite of intense heat in IRAN, the battalion patrolled ceaslessly in the tunnels and guarded the other lines of communication. The authorities of the area were greatly impressed by the high standard of discipline and thoroughness, and honoured the battalion by selecting a Training Team out of it. The task of leading this team fortunately fell on Major WALI MOHD. The work which the TRAINING TEAM did can only be vived from the message of Commander 24 Ind Inf Brigade Gp, an extract of which runs thus:—"I should be grateful if you would convey to Lt. Colonel KHUDA BAKHSH Commanding 2nd J & K Rifles my appreciation of the hard work and trouble which the above team took when training this battalion."

Next came the most important news that His Highness The Maharaja Bahadur would grace his unit while at work. All hearts of the battalion reverberated with extreme joy and enthusiasm. His Highness visited the unit on 17th November. The morale of the troops was enhanced immensely and every soldier started his work with redoubled vigour. This was further augmented when they were announced by their C. O. His Highness' gracious command that one week's pay with allowances be given to all ranks by debit to His Highness' Privy Purse.

The battalion took over the Railway protection duty from Hyderabad Infantry, in March 45, and continued till July 45.

Then came the "FIRE AND MOVEMENT" competition to be held in CAIRO (EGYPT). Armies of as many as FOURTEEN NATIONS took part in the competition. 2ND JAMMU & KASHMIR RIFLES had topped the list of all competitors, and congratulatory messages flooded in from many quarters, among which those from HIS HIGHNESS THE MAHARAJA BAHADUR, GHQ PERSIA & IRAQ FORCES and MA-in-Chief ISF require a special mention. Even the Egyptian papers gave illuminating account of the battalion's prowess.

Lt. MOHD SAID KHAN was assigned the task of heading the TRAINING TEAM of two VCOs and 8 NCOs of the battalion, in order to train the VCOs and NCOs of 28/3 MADRASS REGIMENT. Heaps of praise were showered on the excellent work of the battalion in general and that of Lt. MOHD SAID KHAN with his team in particular.

MOVE TO SYRIA—While at BAGHDAD and on its way to SYRIA (July 25) Lt. General SIR ARTHER SMITH, paid the last visit, and addressed all ranks, an extract of which runs as follows :—

"I congratulate you and your Commanding Officer for the high standard of efficiency you maintained in this Command. You should be proud of being in such a very good battalion. You all know that C-in-C in India General SIR CLAUDE AUCHINCLECK, CCIE, CSI, DSO, OBE, ADC visited PAIFORCE recently. Though he could not see you all, yet he saw some of your representatives. He was tremendously pleased with the excellent soldierly bearing of INDIAN SOLDIERS. Though you could not get a chance to be in the front line, yet the endurance, patience and high morale required on the L of C was as high as required for any atcive front."

The battalion's prowess was not only appreciated by the Area Commander, but also by other higher Commanders.

The role which a Fire Fighting Squad of the battalion played in extinguishing the fire in DAMASCUS, under the precarious conditions will be amply clear from Colonel MORGAN's message :—"The conduct and bearing of your men (Fire Fighting Squad) in rather trying circumstances was exemplary".

RETURN TO THE J. & K. STATE.

The battalion returned to the STATE in January 46.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Empire which includes our mother-land, I have mobilized you to go where shoulder to shoulder with your brothers of the British and Indian Armies you will do what the soldiers of the Empire are called upon to do. That you will give a very good account of yourselves and uphold the highest traditions of the Jammu and Kashmir Army, I have no manner of doubt in my mind................ "

During the very first month of its stay at WANA, the C. O. Lt. Col. KHUDA BAKHSH received the following message from Major General SCOTT, CB, DSO, MC, FSC, conveying His Highness' appreciation of the good work done by the Battalion in an exercise carried out in July 1940 in face of firing by tribesmen :—

"Congratulations to you and to all ranks on being first ISF unit in action in this war. I heard just the out-lines today in a letter from BROMHEAD to my daughter. All ranks seem to have done very well. I sent that part of the letter to His Highness atonce. His Highness is very pleased and has asked for the account contained in the letter to be copied and submitted to him for his personal file. His Highness says that he is confident that 2nd Jammu and Kashmir Rifles will always up-hold the illustrious traditions of the Jammu and Kashmir Army".

Soon the battalion participated in the Non-Central matches of the Rifle Association India and won three first and three third prizes. Amidst messages from many a quarter, came the MA.-in-Chief's letter congratulating the unit on the very high standard of shooting exhibited by the battalion on the two occasions, inspite of recent service under more arduous conditions.

MOVE NO BANNU—After two and a half year of stay in Wana, the move of the battalion to BANNU was announced. Brigadier CAMPBELL the Brigade Commander was reluctant to leave the battalion, and his words to the C. O. "Sorry to lose you old boy; you were my best battalion." are significant. During its stay at Bannu (Jan. 43) the Training Team, Army School of Frontier warfare, made the following remarks :—

"The standard of the battalion is remarkably high as shown by the two exercises the team saw, Officers, VCOs and men being most keen and energetic. The Command and the control exercised by all Commanders was outstanding. It was the real pleasure to see this battalion at work".

IN KHAJURI PLAIN—While at BARAFORT KHAJURI PLAIN, Lt. Colonel KHUDA BAKHSH received a letter from Major General HARVEY, CVO, CBE, MC, MA.-in-Chief ISF remarking "I hear from many sides how well 2nd J. & K. Rifles has done under your command."

IN SHAGAI FORTS—Next the Battalion moved to SHAGAI FORTS, and relieved PURANO GORKH AREGIMENT (NEPALESE CONTINGENT) in November 43.

In December 43, H.E. SIR CLAUDE AUCHINCLECK, CCIE, CSI, DSO, OBE, ADC C-in-C INDIA, visited the battalion on parade and interviewed both the officers and VCOs. He was much pleased and remarked that the battalion had been doing very well since its arrival in British India. He congratulated the C. O. on the high standard of efficiency displayed by the battalion.

IN LANDIKOTAL—The battalion left SHAGAI for LANDIKOTAL in March 44, and remained there till August 44. Among the distinguished visitors C-in-C INDIA, and H. E. the Governor N. W. F. P. spoke in glaring terms about the high standard of efficiency achieved by the unit.

SERVICE OVERSEAS.

On 6th September Lt. General SIR ARTHER SMITH, OBE, CE, DSO, MC, G.O.C-in-C PERSIA and IRAQ Forces inspected the battalion before its move to IRAN and in an inspiring speech appreciated the "pride, alertness and espirt-de-corp" in which the unit marched past.

MOVE TO IRAN (PERSIA)—The next rendezvous of the battalion was IRAN. The new duties were the protection of the vital lines of communication, in particular, the IRANIAN RAILWAY LINE, as an Aid to U. S. S. R. The sector allotted to the

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



KHUDA BAKHSH, Lt. Col. Commandant 2nd J. & K. Rifles. Born: 1902. Joined J. & K. Army as Lieutenant in May 1922. Promoted Captain April 1925, Major September 1932 and Lt. Col. February 1937. Served in different capacities. Commandant J. & K. Army Training School 1927—30, G. S. O. II Army Headquarters 1932—37, Offg. G. S. O. I. for 9 months. On special duty during Civil Disturbances 1931 and 1934 (Appreciation by His Highness the Maharaja Bahadur; Commandant J. & K. Infantry Training Battalion 1937—1939; Commandant 2nd J. & K. Rifles since August 1939. Served during the 2nd World War 1940—46, directly under the Crown. Waziristan 1940—42; N. W. F. P. 1942—44; Persia and Iraq 1944; Syria 1945—46 (Appreciations by His Highness the Maharaja Bahadur; C-in-C. India, C-in-C. Middle East Forces, C. O. C.-in C Persia and Iraq Forces, M. A-in-C, I. S. F.)

Address: 2nd J. & K. Rifles Jammu Cannt.

HISTORY OF THE 2nd J. & K. RIFLES.

Past History

The 2nd Jammu & Kashmir Rifles is one of the oldest battalions of the State. It was raised in 1869 under the name of Body Guard Regiment, and composed of half Gurkhas and half Mohammadan Dogras. Its record of meritorious service dates as far back as 1891-93 when it outshone in the campaigns of HUNZA, NAGAR and CHILAS. Even in the first World War of 1914-18, it played no less an important part than the campaigns of KILMANJAROBEHOBEHO in East Africa under the command of late Lt. Colonel RAGHBIR SINGH who himself was killed in action. The valour which this battalion showed in the attacks of TONGA and LUKIGURA, will still thrill the hearts of those who happen to know or hear about them even now.

IN THE 2ND WORLD WAR

The whole battalion was quickly mobilized in September 1939. Fortunately, early in August 39, the command of the battalion had passed into the hands of an energetic C. O. Lt. Col. KHUDA BAKHSH who controlled the destinies of the battalion during all the perilous years of the war. In order to make the battalion up-to-date, an intensive programme was carried out which terminated in December 1939. This training for hardly three months, made the battalion more or less "Warlike" to proceed forward, and earned the appreciation at the hands of Major General SIR FREDERICK GWATKIN. CG; DSO; MC THE THEN MA.-in-Chief ISF, which ran as follows :-

"I saw this battalion carrying out a scheme. The battalion was very well turned out and was a credit to all concerned. The men acted throughout in a commonsense and warlike manner, moved well, kept directions and distance and took advantage of all possible cover. I was very much struck with the zeal and keenness of all ranks and the efficiency of the Commander. I am quite convinced that when employed outside the State, it will be a credit to the Ruler and to the State."

With this encouragement, the battalion participated in the MA.-in-Chief's "FIRE COMPETITION" at LAHORE, thereby winning the cup and consequently receiving the appreciation from Major General H. L. SCOTT, CB, DSO, MC, PSC, Chief of the Staff J. & K. State Forces.

MOVEMENT TO THE NORTH WEST FRONTIER.

IN WANA—Great was the excitement when in June 1940, the 2nd J. & K. Rifles left for WANA (WAIZRISTAN). The following farewell message was read out to all ranks :—

"In discharge of the sacred obligation to assist His Majesty the King Emperor in every emergency by helping to fight his enemies and thus to preserve the security of the British

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



KARAM CHAND THAPAR, Lala. Managing Director of M/s Karam Chand Thapar & Bros. Ltd. b. 21st August 1895 at Ludhiana (Punjab). Edn. received education at the D. A. V. College and the Dayal Singh College, Lahore. Began his career as businessman in Ludhiana in May 1917; went to Calcutta in 1920 and got interested in coal and sugar business and developed the same into permanent industries; in 1927, converted his firm, Messrs Karam Chand Thapar and Bros., into a limited concern; afterwards floated scores of limited companies, and established Mills mostly in Northern India for the manufacture of sugar, paper, starch, dry ice and pharmaceutical products, besides large coal mines; the Managing Agents Firm has branches throughout Northern India and Bombay Presidency; responsible for the establishment of the Indian Sugar Syndicate Ltd. which has done remarkable work in bringing together 91 sugar mills representing nearly 92 % of the entire output of sugar in India; well-known for his charitable disposition; has donated large sums towards the maintenance of educational institutions; during the recent famine in Bengal, he constituted the Punjab Relief Committee in Bengal, orgainsed relief work in Calcutta and other centres and rendered very useful services in the alleviation of the distress of the femished and destitutes of Bengal; paid about 40 lacs of rupees to the Defence Funds; donated rupees one thousand monthly to the Viceroy's War Purposes Fund right from the beginning of the war till its termination; under-took huge military construction contracts—some right on the very front; is Director of Bharat Starch & Chemicals Ltd., Calcutta Credit Corporation Ltd., Jharia and Raniganj Collieries Ltd., Mohini Sugar Mills Ltd., Standard Refinery & Distillery Ltd., Indian Sugar Syndicate Ltd., and scores of other Ltd. concerns; Member of the Indian Chamber of Commerce, Indian Paper Makers Association, Indian Paper Mills Association, Indian Sugar Mills Association, etc. etc. Hobby—Tennis; Married Sh. Mohan Devi in Feb. 1919; has four sons—Mr. Inder Mohan Thapar, Mr. Brij Mohan Thapar, Master Lalit Mohan Thapar, Master Manmohan Thapar—and two daughters—Miss Raj Mohini Thapar and Miss Prem Mohini Thapar.

Address (Business): 5, Royal Exchange Place, Calcutta.

(Residence) : 35/1 Ballygunge, Circular Road, Ballygunge, Calcutta.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

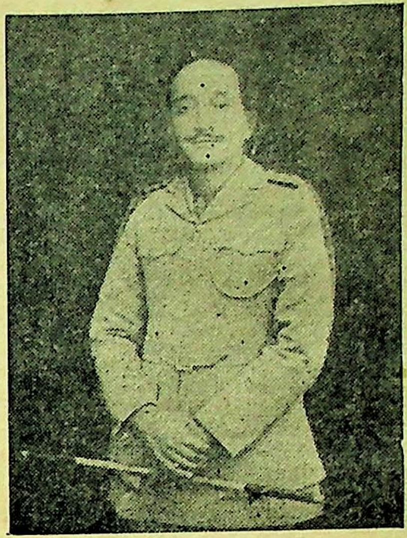
Saleem Khan, Sardar. b. S. 1968; belongs to the well known family of Afghans of the Frontier. His father, Sardar Umra Khan, came from Nowshera at the time of Shri Maharaja Pratap Singh ji. His Highness was much impressed with the personality of the Khan and asked him to settle down in his State for ever and granted him a Rayyat Nama saying that he needed the services of men like him. Sardar Umra Khan is the Head and President of the Afghan Jirga consisting of over 15,000 souls. The Pathans have been exceptionally loyal to Maharja Bahadur and shed their blood for the State and the Prince. Having unshakable faith in His Highness they have always been regarding him as their sovereign Lord and never took resort to dishonest ways. But inspite of the above fact the family complains of not being properly rewarded. Despite his being a big zamindar of Peshawar Distt. he just got sufficient to meet his two ends in the State.

In search of profitable business Sardar Saleem Khan along with his two brothers S. Aslam Khan and S. Anwar Khan left home. This was the period when 1939—45 World War was in full swing. He got work worth 22 lacs near Frontier to start with but this was not a profitable business. He therefore asked his brothers to return home and he himself proceeded to Bengal side. Near Khulna he undertook contract for building American Barges with Capt. Bray, the American incharge. In three months he earned Rs. 34,000. After this he completed a contract worth 42 lacs at Parbatipura. He earned enough in this bargain and came back home. Sardar Sahib built "Saleem Palace" a modern bungalow on canal side with all uptodate fittings and furniture etc.

Sardar Saleem Khan is very keen about business and industry He has submitted several schemes to the Government for the benefit of the masses and the poor and some of them are actually engaging the attention of the Government.

He is an approved Government, Military, Forest, U. S. Army and General Contractor and has got very good testimonials from American and British officers. He is a nice youngman of very charming personality and sociable manners.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



LAKSHMAN SINGH CHARAK, Captain Thakar, Land-lord. Belongs to the famous Charak Clan of Rajputs, who were separated from the main Clan of Jamwal Rajputs because of their presentation (Chahawa) to Devi Kali, Bahu Fort, and who fought side by side with the Dogra Armies of Maharaja Gulab Singh and his successors in all the main theatres of war in J. & K. Son of Th. Chattar Singh, the late Governor and real younger brother of Her Highness Dowager Shri Maharani Charak Ji of Kashmir, and Grandson of Col. Pheru Singh of Birpur. Educ. After receiving education at the Prince of Wales College, Jammu, had training in agriculture in Americ ain 1933. Started a Farm in Jammu Cantt. Was returned unopposed as a member of the Jammu & Kashmir Praja Sabha from the Jammu District Rural Constituency. Was selected by Sir N. Gopalaswami Ayyangar, the Prime Minister of the State, as his Parliamentary under Secretary in 1939 and worked as such till 1943 when he was selected for the post of Asstt Recruiting Officer in the Indian Army for Dogra Recruitment. Gave more than 3 thousand recruits & rendered great assistance to the Govt. of India in Second World War. His note on the Dogra Clan of Hindu Rajputs written in 1941 for use of Census Commissioner of the State was acknowledged in the Census Report of 1941. Takes great interest in the betterment of Zamindars. Has his younger brothers Capt. G. S. Charak & Lt. A. S. Charak in the Indian Army.

Permanent Address :— JAMMU (Tawi) N. W. R.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



BIR SEIN ANAND *b.* July 1908 at Jammu. Son of L. Lajpat Rai Anand, Retd. Inspector of Police & Landlord; belongs to the well-known family of late L. Mathra Dass Supdt. of Police, his grandfather; Married Sh. Raj Kaushalya Rani in 1928, who expired in October 1939. Remarried Sh: Janak Rani in 1941. Has six children viz., Mr. Kanwar Sein Anand, Director Apas Ltd., Miss Kamla Anand, Mr. Adarsh Sein Anand, Mr. Vijay Sein Anand, Mr. Juginder Sein Anand, Mr. Nukul Sein Anand. Entered into business at an early age of 20 as prop. M/s Bir Sein Anand & Co., and Works Manager of Apas Ltd., is now prop. of Bir Sein Anand & Co., Managing Director: Apas Ltd., Managing Prop: Kohli Anand & Co., Chief Controller and Managing Prop. of Hardware Manufacturing Company–Manufacturers of Birco razors, hinges, cutlery, brass fitting of all sorts, scissors etc. etc. Represents Balmer Lawrie & Co. Ltd., Cement Marketting Co. of India Ltd. through Bird & Co., Burn & Co. (Martin & Co.) Asbestos Cement India Ltd., General Motors India Ltd. through Maira Bros; is on the approved list of Government and Army Deptts.

ADDRESS: Jammu & Srinagar.



S. S. MALHOTRA A. I. S. M. *b.* 1st Jan. 1908 at village Chhamb, District Mirpur; belongs to a family doing extensive business in & outside the State; entered into service in 1930 as Mining Asstt; Appttd. Mining Officer in 1931; specially organised Sapphire mining, allumial gold mining, sulpher & boric working & coal mining; services were particularly appreciated in connection with the working and sale of Sapphire.

ADDRESS: Mining Officer, His Highness' Govt. J. & Kashmir.



QABLA SINGH Lieut. S/o TH. Parbhat Singh ji. b. April 1918 at Gurha Slathian, Tehsil Samba, Distt. Jammu. Educ. Matric. Started his career as a driver in 1st J & K Mtn. Battery in 1936. Received Signal's training in 1937. Participated in 1939-40 War, at Sec-bad (Deccan) in 1939-40. Rendered Meritorious Services in Gedaref, Tesnai, KEREN, Ad—Taklsan in Eritria (Africa) in 1940-41. Repaired Telephone Lines midst enemy's heavy Arty. Shelling and was awarded "Indian Distinguished Service Medal". Took part in Syrian Campaign in 1941. Was qualified in W/T and Distinguished in Signalling in 1942. Got Commission in 1942. I. A. Courses in 1943-44. Medals:—1939-45 Star, Africa Star, War Medal, General Service Medal, Married in 1943.

ADDRESS:— Jammu and Kashmir State Forces (Jammu Cantt)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

JAI RAM DASS NANDA, Lala. *b.* 22nd Dec. 1903; son of L. Jawala Dass Nanda Leading Banker & Landlord of Gurdaspur. Educ. took his B. Sc. from Amritsar and Law Degree from Lahore; married Pushpa Rani, daughter of L. Gopal Dass Dhir of Dasyya on 25th Feb. 1925; has five children viz. Mr. Madan Mohan, Mr. Kamani Mohan, Mr. Suresh Mohan, Miss Manorma & Miss Mohini; practised at Gurdaspur Bar for 8 years and thereafter entered into business and started import & export at Singapore from 1931 to 1933; joined M/S Karam Chand Thapar & Bros. Ltd. as the General Manager of the Shree Yuvraj Sugar Mills at Ranbirsinghpura; is Director of Karam Chand Thapar & Bros (J. & K.) Ltd., & Produce Exchange Corporation Ltd. & Director Incharge of Shree Yuvraj Sugar Mills Ltd. Ranbirsinghpura, Chairman of Rampur Commercial Corporation Ltd., Central Agencies Ltd., & Central Industrial Corporation Ltd., Managing Proprietor of Jairamdass Nanda & Co., Jammu, Srinagar, Gwalior & Inderganj (Lashkar); is interested in several Indian Manufacturing concerns; has been contributing liberally to every fund of public utility; special hobbies: Hockey and Tennis.

Address: Jammu.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

BAL KRISHAN SHASTRI, Pandit. Son of the world famous Rajguru Shri Pt. Ganga Dhar ji and grandson of Shri Pt. Gokul Chander ji, the Sun of Dogra Desh. *b.* Katik 1955. Passed the Shastri examination of the Punjab University with distinction in 1921 and the Nyayatirtha, Vyakarantirtha, Sahityatirtha and Kayashiromani examinations of the Calcutta University winning Gold Medals; was accorded a warm reception on his return from Benares and awarded a Gold Medal; gave proof of his masterly study of Shastras at various debates; was appointed Raj Pandit in S. 1989 by H. H. Maharaja Hari Singh ji Bahadur; accomplished with great success the duties entrusted to him by the Royal Family; being satisfied with his efficiency, His Highness the Maharaja Bahadur appointed him Principal, Shri Raghunath Mahavidyalya and Adhishthata of Sri Raghunath Temple Jammu and Gadhadhar ji temple Srinagar. He discharged these duties remarkably well; was a great devotee of his mother and brother; left this world for ever for Shivaloka on the auspicious Shivratri day in S. 2001.

His son Pt. Shri Shanker succeeded him and is doing well.

Dev Raj Shastri, Pandit; elder brother of Pt. Bal Krishan ji Shastri; b. Maghar 1948; mastered all the Shastras in his teens, was exceptionally brilliant in Minamso Shastra. In consideration of his great learning he was appointed Acharya by Sri Maharaja Hari Singh ji in the Pratishtha ceremony for the Samadhi of Raja Sir Amar Singh ji; was honoured with the appointment of Acharya for the Rajtilk ceremony of His Highness Maharaja Sir Hari Singh ji Bahadur ; impressed with the great learning Sri Maharaja Bahadur made him Rajguru and also granted a Jagir. He was famous for his knowledge, high character and generosity; in spite of being appointed Adhishthata of Sri Raghunath Mahavidyalya and the huge wealth in which he rolled he passed his life in austerity; had unflinching faith in Dharma and did not hesitate to make any sacrifice, however great, for the sake of his high principles; left this world to take abode in the lap of his Heavenly Father on the auspicious Janma Ashtami festival in S. 1998 at the age of 55.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



KRIPAL SINGH LT. COL. THAKUR, OFFICER COMMANDING 5TH J. & K. INFANTRY. b. March 1906 at Samba. Educ. a Matriculate of the Punjab University. Joined the J. & K. Forces as 2nd Lt. in August 1923; promoted Lt. in 1926 and Captain in 1930, his services during the disturbances of 1931-32 in Mirpur were appreciated by His Highness the Maharaja Bahadur; was promoted Major and appointed Staff Officer Army Administration in 1939; promoted Lt. Colonel and appointed Commandant Training Battallion in Nov 1942; transferred as Commandant 5th J. & K. Infantry in Nov. 1943; his father Th. Dalip Singh served the J. & K. State Forces for about; 28 years and retired as Daffadar; his elder brother Th. Sandhur Singh served in the Indian Army and won five Medals and two Clasps, and his younger brother. Th. Than Singh is a Capt. in the J. & K. Body Guard Cavalry.



PARMESHWAR NATH MADAN, PANDIT DY. INSPECTOR CUSTOMS & EXCISE. b. 28th July 1903 at Delhi, Educ. B. Sc. of the Allahabad University; originally comes from the family of the late Raja Dina Nath of Lahore; his great-grandfather, Dewan Badri Nath came to Jammu and Kashmir State as a Governor; several members of the family held and still hold responsible posts in the State; his maternal uncle, Pt. Sham Krishan Dhar was a Judge of the Allahabad High Court and also a member of His Highness' Board of Judicial Advisers; was appointed Private Secretary to Rajkumar of Poonch in 1927 and worked as such till 1930 when he joined the Customs Department and rose to the gazetted post of Deputy Inspector Customs & Excise.

Permanent Adress :—2nd Bridge, Srinagar.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



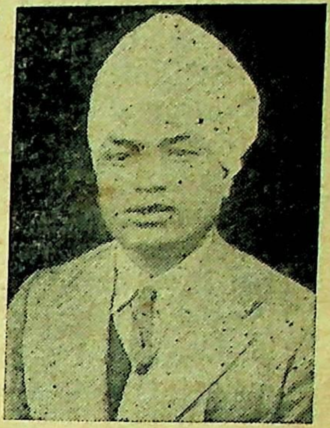
NARAIN SINGH SAMIAL, LT. COL. Thakur, COMMANDING OFFICER 4TH J. & K. INFANTRY. b. 11th March, 1907 at Samba, Educ. Matriculate of the Punjab University. Joined the State Forces in 1923; promoted Major and appointed Commandant Training School in 1939; graduated at Staff College, Quetta in 1941; was given the Command of 4th J. & K. Infantry in January 1944; led attacks against Japs on vital corners, Kenedy Peak and Fort White in November 1944; led the battalion in the battle of Meiktila, the pitehest battle of Burma and drove down to Rangoon; was awarded Medal for gallant and distinguished services in Burma; mentioned in despatches for the quarter ending 15th November 1944.





SHER ALI SALARIA Major 2nd in Command 4th J. & K, Infantry b. 1st March, 1906, son of Jamadar Nawab Khan who served in the Royal Indian Army Service Corps and participated in the Chitral experdition in 1895, Burma War in 1894 & East Africa in 1898; entered into Military Service as 2nd Lt. in 1927, promoted Lt. 1930, Captain in 1932 and Major 1943; Served with 4th J. & K. Infantry in Mirpur, and Nowshehra area in aid of Civil Power during the disturbances of 1931-32; served with the same unit on Frontier Posts in Gilgit Agency moved with the 2nd J, & K. Rifles into British India in 1939 during the 2nd World War and served Waziristan in 1940-42; was apptd Dy. Adjutant Quarter Master General in 194;3 his younger brother LT. SARDR ALI SALARIA who is serving in the 2nd I. & K. Rifles, was on the theatres f war in Persia, Iraq & Middle East in 1944-45; favourite hobbly Riding.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



Inder Sen Batkullia, Pt. S/o Pt. Hari Chand Assistant Superintendent Reception Department. Pt. Hari Chand during his tenure of office won the approbation of many distinguished guests such as Viceroys and Governor Generals of India, C-in Chiefs, Residents in Kashmir and Rajas and Maharajas. He was an upright, honest and popular officer and was always selected for duty on special visits and was considered to be the most tactful officer in the Reception Department. He died very young. Pt. Inder Sen matriculated in 1911. In recognition of the meritorious services of his father, Pt. Inder Sen was granted a scholarship of Rs. 40 p. m. by Shri Maharaja Pratap Singh Ji for receiving training at the Punjab Agricultural College Lyallpur. Unfortunately he could not complete the course due to some domestic troubles. He joined Government service as a Head Clerk in the Reception Department. He was very popular in the Reception Department and possessed exceptional capabilities for executive work. He arranged many camps during the visits of Their Excellencies Lord Chelmsford and Lord Reading. In S. 1975 he was transferred to the Secretariat where he rose to the post of Superintendent and worked as such for 16 years and retired as Superintendent, Home Secretariat, Police Branch. As he had special aptitude for Agriculture, he took up seed-farming He is now a leading seed-farmer of Kashmir and proprietor of Dogra Seed Farm. He also made some fortune in connection with the colonization of the Raj Bagh locality and has also developed his landed property in the State by laying out gardens and starting seed-farms. He has been helpful to the people in making many improvements. The Sarore Kheri road connecting Samba Road with Distributory No. 9 owes its existence to his untiring efforts. He got tanks and wells constructed in village Sarore by the Rural Uplift Department for the good of villagers. His enterprise has been of great guidance to the country in as much as he has shown what agricultural pursuits can result in.

Address : Rajbagh, Srinagar and Purani Mandi Jammu.

Nil Kanth, Pt. b. 1902. Education graduated in 1922 with Hons in English from the S. P. College Srinagar ; was awarded Manner Smith Gold Medal for standing first in English ; obtained M. A. Degree in Economics of the Punjab University from the S. D. College Lahore ; joined Kashmir Customs Service in 1930 and was seconded to Department of Civil Supplies in 1946.

HASHMAT ULLAH KHAN, Wazir Wazarat (Retd). b. 1861 in Oudh. Edu. Passed examinations of Oriental classes in Persian from the Canning College, Lucknow ; took up State service and afterwards retired as Wazir ; served in all the frontiers of the State ; toured European countries in 1931. Service of the Ruler and the ruled was the motto of his life. Author of A Short History of Jammu and of the Smaller States conquered by Maharaja Gulab Singh and Fall of Muslim Empires—a voluminous book in 10 vols, etc. etc. Distinctions : Mentioned in despatches in connection with the Great War of 1914—18. First Class Sanad and Medal for distinguished war services ; served in Census Work 1911. Has five sons : 1. Khan Sahib Mohammed Akbar Khan, Dy. Supdt. Police (U. P.) 2. Lt. Col. Prof. Mohd Haidar Khan M. B. E. Chairman of Chemistry Deptt. Muslim University, Aligarh ; 3. Mohd. Mustafa Khan B. Sc., LL. B. Advocate Bhawalpur State ; and Major Habib Ullah Khan I. E. M. E. Hobbies:- History, Science and Geology.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



GIAN CHAND SADABARATI, Chaudhry. Proprietor and editor of the 'Sadaqat' Mirpur ; belongs to the famous a Sadabarati Mahajan family of Mirpur ; is a descendant of Bapu Jassamal Sahib, a Tapasavi of fame ; their Langar ran all the day long feeding the needy Once Ch. Devi Ditta, grand-father of Ch. Gian Chand paid a visit to Jammu, and gave all the Brahmans rupees five and a Thal of Laddus each. Hearing this he was granted audience by Maharaja Ranbir Singh ji. The marriage of Ch. Mani Ram S/o Ch. Devi Ditta. was attended among others by Nobles and Ministers. Ch. Gian Chand and his brother Ch. Ram Lal M. L. A. are known for their selfless service to the public.



NARAIN SINGH BAHADUR, O.B.I., M.B.E.; Subedar Major (Rtd) of the Indian Army. b. 20th Maghar S. 1934 at Rahia Distt: Kathua ; joined the Suraj Gorkha as a soldier and resigned after 5½ years, service ; joined the 38 Dogra in 1899; became Jamadar in 1915; fought in Waziristan in 1901; retired from Indian Signal Corps as Subedar Major.



L. SUNDEAR DAS

MULK RAJ MALHOTRA, LALA, B. A. LL. B., Deputy Inspector (Senior) Customs & Excise. b. 1st January 1906 at Jammu. Belongs to the well-known Malhotra family of Jammu, who gave an impetus to commerce & banking when these were in infancy in the State. Son of a first class Darbari late L. Sundar Das Malhotra, also vice President of the Dogra Sabha for 10 years, President of the Sanatan Dharam Sabha for 15 years, and President of the Khatri Sabha for 20 years; he served the Royal family and the public faithfully. In recognition of the services rendered to the Royal family by the members of his family, who had settled down in the State before the advent of the Dogra Raj, L. Mulk Raj Malhotra was directly taken as Deputy Inspector, Customs & Excise; his cousin, L. Dwarkanath is the General Secretary of the all Jammu & Kashmir Rajya Hindu Sabha and also a member of the Provincial Advisory Board of Civil Supplies.

Permanent Address :—Residency Road Jammu (Tawi)

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

RAI BAHADUR PT. M. K. DAR belongs to the old Dar family of Kashmir, one of the descendants of which Pt. Sunder Lal Dar with his brothers Pt. Jawahar Lal and Kanahya Lal moved up with the Commissary General from Calcutta as the British advanced towards the north-west. Pt. Sunder Lal was at first a Tehsildar, but later became a Contractor in Railway construction. Pt. Jawahar Lal served in the Thuggee and dacoity Department (now the C. I. D.) of the Government of India and later in the Sutlej compaign. He as also Pt. Kanahya Lal, served as Tehsildar in Alwar and Bharatpur States. The family lived in Lucknow for sometime before settling down at Dehli. All the three brothers took military commissariat contracts at various cantonements in N. W. R. (now U. P.) and Punjab-particularly Umballa, which was at that time an advance base. The family suffered loss at Delhi in the Mutiny of 1857.

PT. IKBAL KISHEN DAR, the son of Pt. Jawahar Lal Dar (the other brothers had no male issue) was educated at Agra and Cawanpor, after which he joined the Kashmir State Service in 1885. He was for a number of years Treasury Officer at Jammu, and Deputy Accountant General for smetime, retiring finally on pension in 1926 as Special Accounts Officer. In the World War of 1914-18 he received rewards and medal for recruiting work.

PT. MAHARAJ KISHEN DAR, the son of Pt. Ikbal Kishen Dar, born 1987-educated Punjab and U. P. Professor of English and History in S. P. College, Srinagar, in 1910. Joined J. & K. Judicial service as Munsiff in 1913 Subjudge 1926. Meritorious work in the agitation of 1931. Worked with Sir E. M. Jenkins, later at Mirpur as Liason Officer with Mr. C. V. Salusbury. Additional District Magistrate in 1932. Wazir Wazarat in 1933. Secretary to the Government in the Home Department 1938—40. Wazir Poonch 1940 to 1942: Outstanding recruiting work. Governor Kashmir from 1942 Successive extensions in service since. Rai Bahadur in 1946. Brother Pt. Jogmohan Kishan Dar, Educated in Prince of Wales College Jammu, and Governmet College, Lahore. Sericulture training in Tokio Univeristy (Japan) and in the conditioning House at New York (U. S. A.) Sons Kanwar Kishen Dar, B. Sc. (mining), fellow of several mining and Geological Societies, Mining Engineer and Petrol Expert, Chief Geologist to D. C. M. Delhi; Jawahar Kishen Dar M. A. formerly in the Eastern Group Supply Council, later in the supply Department, Government of India, now Rehabilitation Officer Moradabad (U. P.); and Pratap Kishen Dar, Extra Assistant Recruiting Officer (Indian Army,) Srinagar.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri



GIRDHARI LAL ANAND, Lala, b. 24th Baisakh 1959. Son of a well known Saraf Late L. Jawandamal. He enjoys the unique privilege of being political leader, leading journalist and great social worker at the same time. Truthfulness and outspokenness are his characteristic qualities. He was among the first team of Jammu Hindus taken on the first working Committee of the All Jammu and Kashmir National Conference when it was converted as such from Muslim Conference. Is now the convener of the Anti-communist Block of the National Conference.

MOHD. ABDULLA DOCTOR, b. 1885 at Sialkot Educ. took L. M. S. of the Punjab University in 1911, joined Bhawalpur Medical Deptt 1912 ; Later came to Kashmir as Asstt. Surgeon, Gilgit ; was subsequently apptd. Medical Officer I/c State Hospital Srinagar and also officiated as Chief Medical Officer, Kashmir; Twice worked as Medical Officer of Health; Services highly appreciated by His Highness during the outbreak of Cholera epidemic in 1935,was granted a Khillat by His Highness the Maharaja Bahadur in 1919 in recognition of his services in connection with the visit of H. E. the Viceroy in Oct. 1918 ; was awarded a Badge for his meritorious services in the 1st World War 1914—18 ; One of his daughter, viz. Miss A. Abdulla practises medicine in Srinagar (Kashmir).

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

HEARTIEST GREETINGS AND FELICITATIONS

FROM

R. B. JODHAMAL

KUTHALA

The Well Known Forest Lessees

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

THE

Oriental Bank Of Commerce Limited.

H. O. 26, THE MALL, LAHORE

(Scheduled Bank)

Chairman : LALA KARAM CHAND THAPAR

Authorised Capital	...	Rs.	90,00,000
Subscribed Capital	...	Rs.	45,85,570
Paid-up Capital	...	Rs.	22,99,260

Attractive rates of interest

and

All kinds of Banking & Safe Deposit Facilities.

FOR BEST INVESTMENT

Our

THREE YEARS' CASH CERTIFICATES

Available in denomination of Rs. 10/- 50/- 100/- 1000/-

Issue Price Rs. 9/2, 45/10, 91/4, 912/8

Interest yield about $3\frac{1}{4}$% per annum.

For further particulars apply to any of our offices.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Bal Raj Madhok, Bal Raj Madhok
Organising Secretary,
Jammu & Kashmir Praja Parishad
(C/o Paramount Press, Dariaganj, Delhi).

To

Shri G.S. Bajpai,
Secretary General,
External Affairs Ministry,
Government of India, NEW DELHI.

Dear Sir,

I beg to submit as 'aide-memoir' the gist of the points that I made out during my talk with you on the 25.5.50 as also those which I could not touch due to shortage of time, regarding the view point of the Praja Parishad, the most representative organiation of India held Jammu Province of the Jammu & Kashmir State, about the Kashmir problem.

1. The Praja Parishad would have liked the Government of India to not to r a plebiscite in Kashmir at this or any future time. But sice the Government of India stands committed to it, it would be most impolitic and undemocratic to allow the predominantly Muslim population of Kashmir to decide the future of th Dogras of Jammu or Ladakhis of Ladakh with whom they have nothing in common whatsoever by holding the plebiscite taking the whole State as a unit. The cho of the people of Jammu and Ladakh to remain a part of India is clear and unequivocal. Therefore no plebiscite is needed there. If it must be held at all it should be confined to Kashmir valley alone.

2. Praja Parishad is as much opposed to the independence of the State as to its accession to Pakistan. It is therefore perturbed by the subtle moves of Sh. Abdullah and his communist supporters to secure independence for the entire India held part of the State. Let the Government of India and Sheikh Abdullah do whatever they think proper with Kashmir valley. But nothing should be done to break the natural, historical, political, economic and cultural ties of the people of Jammu (from Pathankot and Banihal) and Ladakh with India.

3. Care should be taken to keep Bhadarwah (Hindu majority) and Kishtwar (slight Muslim majority now due to immigration of Kashmiri Muslims), the two richest and strategically most important parts of Jammu with Jammu and Bharat. This is important because Sheikh Abdullah's Government has been trying in a ver subtle way since its very inception to cut them off from the Hindu majority dis tricts of Udhampur and thus destroy the territorial link between Jammu and Lada They have been constituted by them into a new district of Doda whose Muslim population has swelled recently by Kashmiri Muslim immigrants from Kashmir vall from across the Banihal and other passes that link Jammu with Kashmir valley.

4. In deciding the future of the State or taking any other decisive step concerning it the representatives of Praja Parishad should also be consulted. The Government of India, I would like to assure you, can always depend upon Pra Parishad for anything for the good of India and the State.

I would like to post you with some more facts and therefore would request you to give sometime on some other day at your earliest convenience.

Yours faithfully,

Dated. (Bal Raj Madhok)
the 27th May 1950.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

The Working Committee of the Akhil Bharat Hindu Mahasabha which met at New Delhi on Ist, 2nd and 3rd March 1952, passed the following resolutions:

Disciplinary action.

The Working Committee of the Akhil Bharat Hindu Mahasabha notes with gegret that a few responsible members of the Hindu Mahasabha either fought election on other party ticket or adopted their symbols or otherwise acted against Hindu Mahasabha interests. The Working Committee therefore appoints a Sub-Committee consisting of (I) Sri V.G. Deshpande (2) Sri Ashutosh Lahiry, (3) Sri Indraprakash (4) Sri Hardyal Devgun and Sri R.A. Kanitkar (as Convenor) to make thorough inquiries into the conduct of all such persons and submit their report within two months to the Working Committee to take such action as it deems proper.

General elections

The Working Committee of the Akhil Bharat Hindu Mahasabha after giving its earnest and careful consideration to reports received from various States is definitely of opinion that the last general elections to the Parliament as well as to the State Legislatures were neither fair nor impartial and were vitiated by widespread and varied mal-practices which prevented the results of the elections from being a proper index of popular opinion for reasons inter alia --

(a) widespread use of Governmental machinery for carrying on propaganda in favour of the Congress candidates;

(b) the assumption by Sri Jawaharlal Nehru, the dual role of the Prime Minister of India and the President of the Congress organisation which made it possible for Government resources and machinery to be exploited for the propagation of party aims;

(c) issue of confidential instructions by certain Ministers which resulted in the rejection of nomination papers of many non-Congress candidates on grounds which were absolutely frivolous;

(d) indulging by Returning Officers, Presiding Officers and Counting Staff in various irregularities and illegalities which materially influenced the result of the counting;

(e) Violability of the ballot boxes which has been demonstrated at so many places;

(f) the long interval in many cases between the close of polling and the date of counting making it possible for manipulation of ballot boxes.

The Working Committee is definitely of the opinion that its failure to capture a sufficiently large number of seats is primarily due to the campaign of villification carried on by Sri Jawaharlal Nehru particularly in charging the Hindu Mahasabha with complicity in the assassination of Mahatma Gandhi.

The Working Committee hereby appoints a Sub-Committee consisting of Shri N.C. Chatterjee, Shri Srikrishna Sharma (Rajkot), Prof. Ram Singh, (Delhi), Sri Vishwanath Agarwal (Lucknow) and Sri R.A. Kanitkar (as Convenor) with a view to collect further acurate facts and detailed information about these allegations and prepare a report for the consideration of the Committee and also to suggest improvements in the existing laws and rules governing the General Elections.

Critical situation in Jammu & Kashmir.

Different versions of the recent happenings in the Jammu city which led to lathi-charges, firing, promulgation of curfew order for 79 hours, handing over of the city to the military control, calling the Punjab Police, arrests, detentions, externments, suspension of Hindu officers and continuance of the hunger-strike by the students till this day etc. have appeared in the Indian press. It is sad that the events have taken a very serious turn and even the very life of many hunger-striking students is in danger. The situation in Jammu and Kashmir is causing grave agitation in the minds of Hindus all over India.

The Working Committee is definitely of the opinion that thrusting of party flag of the National Conference on Jammu and Kashmir state and having a separate flag for the State along with the Union flag is against democracy and militates against the essential unity of Hindusthan.

This meeting of the Working Committee is further of the opinion that the pe[illegible] ... just agitation for the complete integ[illegible]

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

So far as the actual events are ...
e being the Government version and the other being non-official version.

Reserving our comment at present and keeping all these different aspects in view and for the greater interests of India and in order to correctly assess the situation and finding facts the Working Committee of the Akhil Bharat Hindu Mahasabha requests the Government of India to set up an independent Judicial Commission, presided over by some of Indian High Court Judge, to investigate into the happenings in Jammu.

It also resolves that a deputation of two members of the Working Committee should be sent to Jammu to look into the matter.

Repression in Saurashtra.

The Working Committee views with great concern and alarm the campaign of repression started by the Congress Government in Saurashtra against its political opponents particularly against those who fought in the last election against the Congress candidate and many of whom are leading members of the Hindu Mahasabha on the plausible ground that they had conspired with a gang of outlaws and is of the opinion that this campaign is a prelude to further act of repression against its political rivals and constitute a flagrant abuse of autocratic powers conferred upon the Government under the provision of the Preventive Detention Act. The Working Committee demands that these persons be placed on trial before a Court of Law without further loss of time or be released forthwith.

Pakistan flag and election propaganda.

The Working Committee of the Akhil Bharat Hindu Mahasabha notes with indignation that Pakistan flag was displayed and pro-Pakistani slogans were raised during the course of the general election in certain parts of Madras Presidency and West Bengal and Hyderabad and that in spite of concrete evidence being available, no action has been taken against these open enemies of the State.

The Mahasabha has further reliable informations that in the border districts of West Bengal, particularly in the Constituencies bordering Pakistan, thousands of Moslems who had migrated to Pakistan during the 1950 episode, but whose names were still retained in the voters list, crossed the frontier and cast their votes obviously in favour of the Congress candidates, that a responsible Minister of the Pakistan Government such as its Prime Minister, Mr.Nazimuddin broadcasted speeches from Dacca Radio urging the Moslems to work for success of the Congress candidates, with the result that in many Pakistan border districts propaganda offices were opened with the active collaboration of the officials and Moulavis and Mollas were sent out to work amongst the Moslem masses of West Bengal with a view to securing their solid support to the Congress nominees.

The Mahasabha is of opinion that this is an extraordinary event in the general election of the country and constitutes a direct interference in the internal affairs of Bharat by a foreign power. The Mahasabha urges the Government to institute an enquiry into the matter and take steps against persons and organisations for promoting such anti-State activities.

Pakistani spies in Hyderabad State.

The Working Committee of the Hindu Mahasabha has received reports of the nefarious activities of Pakistani agents in Adilabad District of Hyderabad State. The Working Committee notes with grave concern the utter neglect of these dangerous activities both by the State and the Union Governments and is simply shocked to learn that the local officials are being harassed and even punished for taking steps against these agents. The Working Committee draws attention of the Union Government to this situation for effective action and demands a judicial inquiry in the episode.

This Committee deputes Shri S.R. Date to make inquiries regarding the actual state of affairs and report to the Working Committee.

General Political situation.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

es and meeting national leaders to mobilise public opinion. The leaders of various opposition parties were convinced and voiced the views of Pt. Prem Nath Dogra and Bhartya Jan Saugh, Hindu Mahasabha and Ram Rajya Parishad started Satyagraha in Delhi and thousands of people including Dr. Shyama Prashad Mookerjee, Sh. Desh Pandey, N. C. Chaterjee and other courted arrests. Sheikh Mohd. Abdullah embolded by this article and depending on the friendship of Pt. Nehru started a reign of terror in Jammu Province. Some national papers were banned. Permit system was introduced, there was rampt corruption and coercion in the state. Functionaries of the ruling party were the heads of different departments of the state. There was discrimination against people of Jammu, Sheikh Abdullah struck his first blow to Jammu province when he carved Doda district out of Udhampur District on communal basis. Dogra regiments were sent outside the State. In the first general elections of 1951 wholesale rejection of Parished candidates was resorted to, on flimsy groups. Not less than 41 out of 65 nominations filled by parished candidates were rejected from 27 of the 30 seats in Jammu Province. Pt. Prem Nath Dogra revolted against this undemocratic attitude of the state Govt. and after consulting National leaders at Delhi, boycotted the elections. Dr. Mookerjee, however, did not appreciate it later. At the time of taking decision he was not available in Delhi.

Crusade For Full Integration

Pt. Prem Nath Dogra ... he ... people of Jammu for supreme sacrifices and gave then a solgan 'one president one constitution and one Flag' (EK Pradhan, EK Vidhan, EK Nishan). He demanded fullest application of the Indian consitution to the



Filing his nomination papers for the last term

state so that the people of the state may get fundamental rights, jurisdiction of supreme court jurisdiction of election Commission. Auditor general etc. in the state. He opposed the nomiclature of Prime Minister and Sadr-a-Riyasat in the State. He pleaded that they be named as Chief Minister and Governor, respectively,. His campaign in this respect made him a national leader. All the prominant news papers and press began to appreciate the views of Pt. Prem Nath Dogra. Sheikh Abdullah and Pt. Nehru denounced parishad leaders and called them reactionaries and communalists and tried to crush their struggle for full integration with ... Pt. Prem Nath Dogra did not budge an inch. Public Opinion in INDIA was rising just like a wave so the govt. of India was compelled to execute Delhi agreement of July 1952 with Sheikh Abdullah by virtue of which some of provisions of Indian constitution were made applicable to J&K State. Sheikh Abdullah did not like this agreement so he kept it in the shelve. Moreover as anticipated by Pt. Prem Nath Dogra and others, he bagan to take dream of Independent Kashmir on the pattern of Switzerland after meeting stevenson, a diplomat of America. Now he came out in his true colours and began to denounce India and its leaders. His vunerable speech at Ranbirsingh Pura was not liked even by late Pt. Nehru. He began to talk of limited accession and provoked Kashmiri people to rise against 'Indian imperialism'.

As the Govt. of India was looking all this as a silent spectator, so the people of Jammu unper the leadership of Pt. Prem Nath Dogra started do and die agitation on 23rd Nov., 1952. Pt. Prem Nath Dogra and other prominent leaders of Praja Parishad were arrested. Thoutands of satyagrahis from Jammu & Kashmir filled the jails of State. Some top workers of the parishad went underground. M/s Ram Nath Bhalgotra, Makhan Lal Aima, Brig. Ghansar Singh etc. toured India and apprised the people with true facts and a general wave of sympathy with people of Jammu started to emerge gradually. Kashmir Malatia of police tried to crush this agitation by brutal force but the people of the ... stood just like rock. Satyagrahis from India began to enter the state to court arrests. In this agitation 16 persons died but the supreme sacrifice of Dr. Shyama Prashad Mookerjee who on 9th May 1953 entered the state without permit from J&K Govt. and was arrested and sent to Srinagar Jail where he died in mysterious circumstances on 23rd June 1953. Changed the course



Being accorded reception by his party workers

of history. The whole nation mourned the death of this martyr. Pt. Prem Nath Dogra was released on the same day and was made to fly to Calcutta with the dead body of S. P. Mookerjee. Pt. Prem Nath Dogra and other leaders of the Parishad were invited by the Prime Minister of India and after due considerations parished agitation came to an end on 7th July 1953. Pt. Prem Nath Dogra was given rousing reception when he arrived at Jammu after eight months imprisonment.

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

... India at last realised the ... undue patronage to Sheikh who was called to Delhi but he ...ge the Prime Minister of India. ... Azad was sent to Kashmir to persuade Mr. Abdullah to visit Delhi but he was disrespected at Idd gah at Srinagar. The Central Govt. arrested Sheikh Abdullah on 9th August 1853 and installed Bakshi Gulam Mohd. as Prime Minister of J&K State.

President All India Jan Sangh

After this agitation Pt. Prem Nath Dogra's stature rose so high that he was elevated to the post of President Akhil Bhartya Jan Sangh in Jodhpur Session of the Party for 1955-56. As president of an all India Party he toured whole of the country. Wherever he went he was given rousing reception He has been the only person from Jammu hithereto who became the President of an all India Party. He was an instrument in merging of Praja Praishad in the Ekta Sammelan of the party, in Bhartya Jan Sangh in 1964. He remained the president of State unit of Jan Sangh uptil 1967.

His career as parliamentarian is quite outstanding and praise-worthy. He had possibly the longest legislative experience in J&K State, nay India. He was nominated and elected to the Praja Sabha (Then State Assembly) in 1936 & 1942. He was also elected to the State Assembly in the general elections of 1957, 1962 and 1967 from the Jammu city (north constituency)...

In the General election of 1972, he was convalcing. So he chose, Sheikh Abdul, Rehman, a dedicated Muslim Leader of his party to contest election from his constituency and despite his failing health (he was a patient of cancer) he went house to house to convass for the success of muslim candidate of the Party. People of Jammu loved him from the core of their heart, so they obliged their veteran leader by their votes and set an example of secularisam before the country by electing Sheikh Abdul Rehman from 90% Hindu majority Assembly Constituency.



With Abdul Rahman Sheikh after the Victory of the latter in the State Assembly election of 1972, from the Jammu city north Constituency, which till then was represented by Mr. Dogra.

SPECIAL STATUS :

After the exit of Sheikh Mohd. Abdullah from the political scene of J&K State, Bakshi Ghulam Mohmad ruled the state from 1953 to 1963. Bakshi Gulam Mohd. conceded some demands of the Praja Parishad He abolished permit system, Mujwaza and heavy custom duties but Article 370 which created constitutional anamolies in Kashmir's relationship with India was not abrogated. Pt. Prem Nath Dogra believed that Article 370 of the Constitution of India which confers special status on the state was not a bridge but an impediment in bringing Kashmir at par with other states of the Indian Union. So he contituted his struggle with more force and vigour. Government of India also began to realise the mistake which was committed by it in incorporating this article in the Constitution of India. Due to the pressure of Praja Parishad Article 370 began to erode. By different ordinances by the Rastapati of India. Jurisdictions of supreme court Election Commission and Auditor General were extended to J&K State in the reign of Bakashi Gulam Mohd. Nominclatures of Sadrai-Riyast & Prime Minister were changed to Governor and Chief Minister. Fundamental rights were also extended to the citizens of J&K State These are not the minor achievements of Pt. Prem Nath Dogra's struggle for integration of J&K State, with India. This process continued and Article 370 lost its spirit.

The last agitation which Pt. Prem Nath Dogra launched successfully was the food agitations of 1969 in which besides himself thousands of workers of Jan Sangh courted arrests. Enhanced rates of food supplied were reduced and the people of the state took a sign of relief.

A Friend of All

A noble, humble and polite gentleman, par excellent, Pt. Prem Nath Dogra was accessible to all and sundry & available for assistance. His house was as good as a saria. Its front portion was opened 24 hours and was used by any body. He would go daily on morning walk in any season and after that he would sit in the front room listening woes and worries of hundreds of poor people and simulataneously dialating

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

Pt. Prem Nath Dogra

By : Durga Dass Dogra, Advocate



Prem Nath Dogra
As Wazir Wazarat

PT. Prem Nath Dogra was one of the noblest personalities of our time. A humanist to the core with a feeling of love for h... a fearless patroit inspired by lofty ideals who placed service above self, a deeply religious man, being always in the vanguard of struggle for full accession of J&K State with India. His brilliant carrier in many respects illuminates the pages of history of our motherland, particularily those which relate to the successive phases of our national movement for keeping J&K State in the national streem. His statue across the Tawi Bridge reminds us of a brilliant personality who lived for Jammu, nay India and dedicated his whole life to the service of the motherland.

A Brilliant Student

Pt. Prem Nath was born at village Smailpur, 9 miles away from Jammu City, on 24th October, 1884. His father, Sh. Anant Ram was a high ranking officer in the reign of Maharaja Ranbir Singh, the ruler of J&K State. He served as Superintendent of Ranbir Press, Superintendent of Royal Malkhana and Manager of State Properties in India. He spent considerable time in Lahore. Prem Nath Dogra lost his mother when he was hardly 9 months of age. Thereafter, his grand maternal mother who suckled him, died when he was only 9 years old. Pt. Anant Ram admitted his son in Pir Mitta School Lahore and then in Model School where from he matriculated in the year 1904. He obtained B. A. Degree from Foreman Christian College, Lahore in the year 1908. He was captain of the Football team of the College. He obtained many prizes in sports and athletics. Reverened Dr. Eving, Principal of the College felicitated this young premising sportsman with a pocket watch which adored Pt. Prem Nath Dogra's pocket till he breathed his last. Prof. R. H. Carter of the College wrote about this shining sportsman........... "His qualities of leadership are high and he has always been influntial among the students and his influence has always been good. As Captain of the team he has shown determination and courge in the adverse circumstances."

After obtaining B. A. degree and bagful of testimonials which were later described as of "unusual character" by the then Settlement Commissioner of Jammu, Mr. Talbert, he was appointed Tehsildar, Akhnoor in the year 1909. Later he served in various capacities like Settlement officer in Udhampur in 1911, besides revenue, he was given Munsiff Ist Class Powers and sent to Jammu, Samba and R. S. Pura in the years 1912 and 1913 respectively, served as Secretary to Governor Kashmir in 1914, Wazir Wazarat Mirpur in 1916, Wazir Wazarat Settlement Bhaderwah ,in 1916 with powers of Session Judge in the personal Jagir of Maharaja Hari Singh (who was at that time the successor designate of Maharaja Pratap Singh). As Lent Officer of the Maharaja Hari Singh, he created a very good impression in the heart of Maharaja H a r i Singh. After the death of Maharaja Pratap Singh in the year 1925, Maharaja Hari Singh was crowned. Wakefield the then Chief Secretary of Maharaja wanted to pull up Dogra due to baseless annonymous complaints to Maharaja by some local officers who were jealous of him. Pt. Prem Nath Dogra Snubbed Wakefield point blank saying he (Wakefield) was the cause of administration having become loose in Bhaderwah. In 1926, Dogra was appointed Settlement Officer Muzafrabad and after some months Wazir Wazarat in the same place.

An Able Administrator

1930 was an eventful year in the history of J&K State. As a sequel to British intrigues against Maharaja Hari Singh, prompted by Hari Singh's patrotic stand in the Round Table Conference, a powerful agitation was launched in Kashmir, under the leadership of Sheikh Abdullah. At that critical time Pt. Prem Nath Dogra was Wazir Wazarat Muzafarabad which was quite near to border of Punjab. Kadynanies and other Muslim groups were entering the state to disturb communal harmony Where ever they revolted, they were suppressed by the mighty hands of the govt. Many Kashmiries died due to firing. Pt. Prem Nath Dogra handled the situation of Muzafarabad very tactfully and not even a single shot was fired. Peer Hussain-ul-Din and other local Muslim leaders were so much happy with the adminstration of Pt. Prem Nath Dogra that they pledged to maintain perfect communal harmony.

Punished for Virtues

Thakur Kartar Singh who was a Dogra Minister and other Rajput officers, who were very close to Maharaja were jealous of Pt. Dogra. When the then Prime Minister of the state visited Muzafarabad, people

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri

... slogan "Prem Nath Dogra Zinda Bad". This irked the Prime Minister. False Stories against Pt. Prem Nath were whispered in Maharaja's ears, to annoy him. These jealous people ultimately succeeded in their nefarious designs to malign Pt. Prem Nath Dogra, and Maharaja Hari Singh vide his order No. A-57/W of Samwat Bikrami 1988-89 (18th July 1932) retired Pandit Jee prematurely. People of Muzafarabad who loved Pandit Jee from the core of their hearts, felt annoyed and resentful.



As a Student

At Nagin bagh Srinagar on 6th Sept. 1932 a big gathering condemned this royal order and a Kashmiri peot Mr. Abduzafar Kashmiri, gave went to his feeling of hurt in these verses.

"Terai Kkhlak Kaa Mudah tha,
sub Khurdo Kalan,
Ah, Too Aisi Saza Ka Sazawar ...

Sheikh Mohammad Abdullah while addressing a gathering on the paltform of Dogra Sadar Sabha Jammu in 1938 lauded the role of P. Prem Nath Dogra in Muzafarabad & praised him for his secular outlook.

As Social Reformer

Pt. Prem Nath Dogra did not entertain any grudge over this unjust action of Maharaja, nor did he fire any salvo against his opponents and started his life as a social reformer. He launched a crusade against untouchability and when he brought Harijans of his neighbouring village, on a well of upper caste to fetch water, many eyebrows of orthodx Brahmins and other caste were raised. But he did not falter. He showed extraordinary determination in joining a Harijan sewa Mandal to fight against untouchability. Mr. Dogra also rejuvenated Sanatan Dharam Sabha Jammu, Brahmin Mykhya Mandal (Brahmin Prathnidhi Sabha of today) & Dogra Sadar Sabha by his Progressive outlook and high ideals. He remained president of all these organisations consequitively for several terms. He called a big sammelan of Brahmin Mukhya Mandal and asked them to give up 'touch me not, I am holy' an arthodox, attitude.

Pt. Prem Nath Dogra became so popular with the masses of Jammu that he was twice selected as member of legislative Assembly (Praja Sabha) in 1936 & 1942. On 5th June 1940 a Sakha (branch) of Rashtraya Sawyam Sewak Sangh was set up in Dewan Mandir Jammu to infuse patriotic and cultural fever in the Hindu Polity. It flourished due to the efforts of dedicated workers like

sarav Shri Keshav Kapoor, Narsingh Dayal, Jagdhish Abrol, Durga Dass Verma, Prof. Balraj Madhok, Sham Lal Sharma etc and Pt. Ji took active part in the activties of this organsanisation & remained its vibagh Sanghchalak from 1942 to 1945, and thereafter Pardesh Sanghchalak till 1965. This organisation under the leadership of Pt. Prem Nath Dogra did Yeoman's service at the dawn of indedendence, when Millions of uprooted fefugees came from west Pakistan and other parts of the state to Jammu. State Relief Committee and Punjab Relief Committee were formed to provide shelter, clothes, rations and other reliefs to the victims of partition. Pt. Prem Nath Dogra infused a spirit of service in the dedicated workers of R. S. S. who helped to construct Air Force station at Satwari to facilitate the landing of planes bringing troops and equipment, so badly needed to defend the State against Pak aggression.

Praja Parishad

At the time of transfer of Power in the state from the Maharaja to the 'people' there was a political vacume in Jammu region as there was no political organisation of Jammu which could share political power with the Kashmiri leaders. Kashmiri leaders were quite ahead in political sphere. At this critical Juncture Prof. Balraj Madhok who was professor of History in D.A.V. College Srinagar, prevailed upon Pt. Prem Nath Dogra and hence Praja Parishad, a regional politial party was formed in Jammu tn tae later months of 1947. Pt. Prem Nath Dogra met Maharaja Hari Singh and presusded him to merge the state with Indian Union ... Kashmir on 22nd Oct. 1947 & consequently Maharaja signed the instrument of accession on 26th Oct. 1947. On 31st Oct. 1947 Sheikh Abdullah was made head of the emergency administration. Sheikh Abdullah was not content with it so he persuaded Pt. Nehru, the Prime Minister of India, to outthrough Sh. Mehar Chand Mahajan & Maharaja Hari Singh. He Succeeded in it and became the Prime Minister of J & K State on 17th March 1948 & Maharaja Hari Singh was exiled from the State in the Succeeding month. After taking the administration of J&K State into his grips, Sheikh Abdullah wanted to become virtual Sultan of the State. He got incorporated in the constitution of India Article 370 which gave autonomy to the state, wherby except Articles 1 and 370 rest of the provisions of India constitution were not applicable to the state. This mischievous article set a stage for Kashmiri rulers to create republic within the rupublic of India, Pt. Prem Nath Dogra denounced this article and demanded full application of Indian constitution to the J&K State. He cautioned the nationalist elements that if this article was not abrogated, it will cause much harm to the Indian Union. His fears were not unfounded as the future events proved that it was a Himalayan blunded on the part of framers of the constitution for which people of the state are suffering even today. Pt Prem Nath Dogra became the President of Praja Parishad in 1949 and Started a national struggle for abrogation of this article. He toured all over the country, making speech-

CC-0. Nanaji Deshmukh Library, BJP, Jammu. Digitized by eGangotri